



تصانیف سید محمد سعید علی شاہ

طبقات کبیر

جزو ثانی

تصنیف

محمد بن سعد کاتب الواقفی المنونی ۲۲۰ھ

ترجمہ

مولانا عبد اللہ العماوی صاحب

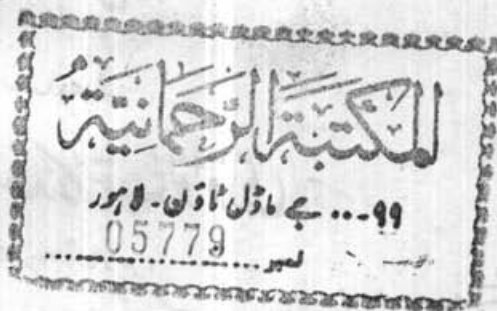
(سابق رکن سررشتہ ٹالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ)

۱۳۶۳ھ م ۱۳۵۳ ف ۱۹۲۲ ع

الطبع مع جامعہ عثمانیہ کراچی

کتابخانہ عثمانیہ
۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱

www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

—————

طبقات ابن سعد جزو ثانی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	۱	۲	۱
۷	سریہ عبد اللہ بن جحش الاسدی		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۸	غزوہ بدر		کے غزوات و سرایا
۳۱	سریہ عمیر بن عدی		نام و تاریخ
۳۱	سریہ سالم بن عمیر		
۳۲	غزوہ بنی قینقاع		
۳۴	غزوہ سويق		
۳۵	غزوہ قرقرۃ الکدیر یا قرارۃ	۱	سواری و سامان
	الکدیر	۳	سریہ عبیدہ بن احارث
۳۷	سریہ قتل کعب بن الاشرف	۳	سریہ سعد بن ابی وقاص
۴۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۴	غزوہ الایواء
	کا غزوہ غطفان	۵	غزوہ بواط
۴۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۵	غزوہ یہ تلاش کر زین جابر
	غزوہ بنی سلیم		الفہری
۴۳	سریہ زید بن حارثہ	۶	غزوہ ذی القشیرہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	۱	۲	۱
۱۱۲	سریۃ ابو عبیدہ بن الجراح بجانب ذی القعدہ	۴۴	غزوہ احد
۱۱۲	سریۃ زید بن حارثہ بجانب بنی سلیم بمقام الجموم	۵۳	اسماء شہداء و مقتولین اُخذ
۱۱۳	سریۃ زید بن حارثہ بجانب البعص	۶۱	غزوہ حراء الاسد
۱۱۳	سریۃ زید بن حارثہ بجانب الطرف	۶۳	سرمایۃ ابی سلمہ بن عبد الاسد المنجومی
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب حسبلی	۶۴	سریۃ عبد اللہ بن اُنیس
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۶۵	سریۃ المنذر بن عمرو
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۷۰	سریۃ مرثد بن ابی مرثد
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۷۲	غزوہ بنی النضیر
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۷۵	غزوہ بدر الموعد
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۷۸	غزوہ ذات الرقاع
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۷۹	غزوہ دوئمہ الجندل
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۸۱	غزوہ المر یسیع
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۸۴	غزوہ خندق یا غزوہ احزاب
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۹۶	غزوہ بنی قریظہ
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۱۰۱	سریۃ محمد بن مسلمہ بجانب قبیلہ مشرطا
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۱۰۲	غزوہ بنی لحيان
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۱۰۴	غزوہ الغابہ
۱۱۴	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۱۱۰	سریۃ عکاشہ بن محسن الاسدی
۱۱۹	سریۃ زید بن حارثہ بجانب وادی القری	۱۱۱	بجانب الغر سریۃ محمد بن مسلمہ بجانب ذی القعدہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	۱	۲	۱
۱۶۳	سریہ غالب بن عبد اللہ اللثمی		سریہ عبد اللہ بن رواحہ بن نجیب
۱۶۴	سریہ شجاع بن وہب الاسدی	۱۲۰	اسیر بن زارم
۱۶۵	سریہ کعب بن عمیر الغفاری		سریہ کرز بن جابر القہری
"	سریہ موتہ	۱۲۱	بجانب العربیین
۱۶۰	سریہ عمرو بن العاص	۱۲۳	سریہ عمرو بن امیہ الضمری
۱۶۱	سریہ الخیط (برگ درخت)	۱۲۴	غزوہ حدیبیہ
"	سریہ ابو قتادہ بن ربیع الانصاری	۱۳۸	غزوہ خیبر
۱۶۲	" " " "		سریہ عمرو بن الخطاب بن جانب
۱۶۳	غزوہ عام القح	۱۵۲	سریہ
۱۸۶	سریہ خالد بن الولید		سریہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
"	سریہ عمرو بن العاص	۱۵۳	بجانب بنی کلاب بمقام نجد
۱۸۶	سریہ سعد بن زید الأشہلی		سریہ بشیر بن سعد الانصاری
۱۸۸	سریہ خالد بن الولید	۱۵۴	بمقام فدک
۱۹۱	غزوہ حنین		سریہ غالب بن عبد اللہ اللثمی
۲۰۰	سریہ طفیل بن عمرو الدوسی	"	بجانب المیثقہ -
۲۰۱	غزوہ طایف		سریہ بشیر بن سعد الانصاری
۲۰۴	سریہ عیینہ بن حصن الفزاری	۱۵۵	بجانب یمن وجبار
۲۰۶	سریہ قطیبہ بن عامر بن حدیدہ		عمرہ قنار
"	سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی	۱۵۶	سریہ ابن ابی العوجاء السلمی
۲۰۷	سریہ علقمہ بن مجزز المدبجی		بجانب بنی سلیم
۲۰۸	سریہ علی بن ابی طالب	۱۶۰	سریہ غالب بن عبد اللہ اللثمی بن جانب
۲۰۹	سریہ عکاشہ بن محسن الاسدی	۱۶۰	بنی الملوح بمقام الکدید
"	غزوہ تبوک		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	۱	۲	۱
۲۱۵	عمرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱۳	حج ابو بکر صدیق
۲۱۶	حجۃ الوداع	۲۱۴	سریۃ خالد بن الولید
۲۳۴	سریۃ اسامہ بن زید بن حارثہ	۲۱۴	سریۃ علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَبِّ الْعَالَمِينَ

جزو ثانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور سیرایا

نام و تاریخ

سواری و سامان

موسلی بن عقبہ سے روایت ہے کہ ستائیس غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جہاد فرمایا، سینتالیس سیرایا بھیجے، اور نو غزوات میں اپنے ہاتھ سے قتال فرمایا۔
(۱) بدر (۲) احد (۳) مریض (۴) خندق (۵) قرظیہ (۶) خیبر (۷) فتح مکہ
(۸) حنین (۹) طائف۔ اس تعداد پر اجماع ہے۔
بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرتؐ نے بنی نضیر کے غزوے میں بھی قتال فرمایا،

اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے لئے خصوصیت کے ساتھ نفل قرار دیا تھا، خمیر سے واپس آئے ہوئے وادی القری میں بھی قتال فرمایا، اور آپ کے بعض اصحاب مقتول ہوئے، غابہ میں بھی قتال فرمایا۔

راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے ہجرت فرمائی ہے تو دو وشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ تشریف لائے، اسی پر اجماع ہے اور روایت بعض آپ ۲ ربیع الاول کو تشریف لائے۔

ماہ رمضان میں ہجرت کے ساتویں مہینے وہ سب سے پہلا علم جو آنحضرت نے حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم کو عنایت فرمایا، اس کا رنگ سفید تھا، ابوہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا جو حمزہ بن عبد المطلب کے حلیف تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس مہاجرین کے ساتھ انھیں روانہ فرمایا، بعض کا قول ہے نصف مہاجرین تھے، نصف انصار، لیکن اجماع اسی پر ہے کہ سب مہاجرین تھے، بدر میں انصار کو ساتھ لے کے جب تک آپ نے غزوہ نہیں فرمایا اس وقت تک کسی انصاری کو کسی میدان میں نہیں بھیجا۔ انصار نے شرط کر لی تھی کہ اپنے شہر مدینہ ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

حمزہ قافلہ قریش کے روکنے کے لئے روانہ ہوئے۔

یہ قافلہ شام سے آیا تھا، اس میں تین سو آدمی تھے، ابو جہل بن ہشام

ہمراہ تھا۔

یہ لوگ (یعنی مہاجرین) عیس کی جانب سے سمندر کے ساحل تک پہنچ گئے، قریشین کی مدد بھیجی ہوئی، یہاں تک کہ سب نے لڑنے مرنے کے لیے عیس یا نہ لیں۔ مجدی بن عمرو ابجہنی جو قریشین کا حلیف تھا کبھی ان لوگوں کی طرف جانے لگا اور کبھی ان لوگوں کی طرف۔ یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان حائل ہو گیا، انھوں نے قتال نہیں کیا۔ ابو جہل اپنے ساتھیوں اور قافلے کے ہمراہ مکے کی طرف روانہ ہو گیا، حمزہ بن عبد المطلب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ واپس ہوئے۔

سریہ عبیدہ بن الحارث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے آٹھویں مہینے شروع ہونے کے وقت میں عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبدمناف کا رابع کی جانب وہ سریہ ہے جس میں لوہے ایضاً (علم سفید) ان کے لئے نامزد کیا گیا تھا اس کو مسطح بن اثاثہ بن المطلب بن عبدمناف لئے ہوئے تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔

وہ ابوسفیان بن حرب سے ملے ان کے ہمراہ دو سو اہل قریش تھے، وہ ایک پانی کے مقام پر تھا جس کا نام احیاء تھا جو جحفہ سے دس میل پر رابع کا حصہ ہے۔ (یہ قاصد اس صورت میں ہے) جبکہ بائیں ہاتھ کے راستے سے قیدی کا ارادہ کیا جائے، وہ لوگ صرف اس لئے سیدھے راستے سے پھرے تھے کہ اپنے سواری کے اونٹوں کو چرائیں۔

ان میں تیر اندازی ہوئی، انھوں نے تلواریں نہیں کھینچیں اور نہ قتال کے لیے صف بستہ ہوئے۔ ان لوگوں کے درمیان تیر اندازی صرف اس لئے ہوئی کہ سعد بن ابی وقاص نے اس راوند ایک تیر پھینک دیا تھا وہ سب سب بھلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا، دونوں فریق اپنی اپنی جائے پناہ میں واپس ہوئے۔

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ اس جماعت کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

سریہ سعد بن ابی وقاص

ذی القعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے نویں ماہ کے

شروع میں انحرار کی طرف سعد بن ابی وقاص کا سر یہ ہوا جس میں لو اے ایضاً
 (علم سفید) ان کے لئے نامزد کیا گیا تھا جسے المقداد بن عمرو البہرائی اٹھائے
 ہوئے تھے، انہیں آپ نے میں مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا کہ
 قافلہ قریش کو روکیں جو ان کی طرف سے گذرے، ان سے یہ عہد لیا تھا کہ
 وہ انحرار سے آگے نہ بڑھیں۔ انحرار ان چند کنوؤں کا نام ہے جو الجحفہ سے
 مکہ کی طرف جانے میں الحجہ کی بائیں جانب خم کے قریب ملتے ہیں، سعد کہتے ہیں کہ
 ہم لوگ پہلے وہ روانہ ہوئے، دن کو کین گاہ میں پوشیدہ ہوجاتے تھے
 اور رات کو چلتے تھے یہاں تک کہ جب ہمیں پانچویں صبح ہوئی تو قافلے کے
 متعلق علم ہوا کہ وہ شب ہی کو گذر گیا، ہم مدینہ لوٹ آئے۔

غزوہ الالبوا

ہذا ز صفر میں ہجرت کے گیارہویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 غزوہ الالبوا ہے۔ آپ کا علم حمزہ بن عبد المطلب نے اٹھایا اور وہ سفید تھا۔
 آپ نے مدینے پر سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنایا اور صرف مہاجرین کے
 ہمراہ روانہ ہوئے جن میں کوئی انصاری نہ تھا، آپ قافلہ قریش کو
 روکنے کے لئے الالبوا پہنچے مگر جنگ کی نوبت نہ آئی، یہی غزوہ ودان ہے
 اور آپ دونوں مقام الالبوا، ودان پر وارد ہوئے، ان
 دونوں میں چھ میل کا فاصلہ ہے، یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جسے
 یہ نفس نفیس آپ نے کیا۔

اسی غزوے میں آپ نے مخشی بن عمرو الفہمی سے جو آپ کے زمانے میں
 بنی ضمہ کا سردار تھا ان شرائط پر مصالحت فرمائی کہ نہ آپ بنی ضمہ سے
 جنگ کریں گے اور نہ وہ آپ سے لڑیں گے نہ آپ کے خلاف
 لشکر جمع کریں گے اور نہ دشمن کو مدد دیں گے، آپ کے اور ان کے

در میان ایک عہد نامہ تحریر کیا گیا (اور غزوہ کی گمانہ میں سے ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی جانب مراجعت فرما ہوئے، اس طرح آپ پندرہ روز سفر میں رہے۔ کثیر بن عبد اللہ المزنی اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابواؤ کے سب سے پہلے غزوہ میں جہاد کیا۔

www.KitaboSunnat.com

غزوہ بواط

بھرت کے تیرھویں مہینے شروع ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بواط ہے، آپ کا جھنڈا سفید تھا اور سعد بن ابی وقاص لئے ہوئے تھے، آنحضرت نے مدینے میں سعد بن معاذ کو اپنا خلیفہ بنایا، اور دو سو اصحاب کے ہمراہ اس قافلہ قریش کو روکنے کے لئے نکلے جس میں امیہ بن خلف الجعفی کے ساتھ سو آدمی قریش کے اور ڈھائی ہزار اونٹ تھے۔ آپ بواط پہنچے یہ جگہ جہینہ کے پہاڑی سلسلے میں علاقہ رضوی اور شام کے راستے کے متصل ذمی خشب کے قریب ہے، بواط اور مدینے کے درمیان تقریباً چار ہزار دو سو تالیس میل کا فاصلہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی نوبت آئی اور آپ مدینہ مراجعت فرما ہوئے۔

غزوہ تہ تلاش کرزبن جابر الفہری

اسی ماہ ربیع الاول کے شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرزبن جابر الفہری کی تلاش میں غزوہ ہے۔ آپ کا جھنڈا سفید تھا جو علی بن ابی طالب نے اٹھایا تھا، مدینے میں زید بن حارثہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ کرزبن جابر نے مدینے کی چہرا گاہ کو لوٹا تھا، اور جاؤروں کو بہکانے گیا تھا وہ اپنے

جاتو، ابکا میں جرتا تھا، مدینے کی چراگاہ ایک جگہ تھی جہاں لوگ اپنے جانور چراتے تھے، ابکا ایک پہاڑ ہے جو الحقیق کے علاقے سے البحر و فنگ پھیلا ہے اس کے اور مدینے کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے تلاش کرتے ہوئے اُس وادی میں پہنچے جس کا نام سفقوان تھا، جو بدر کے نواح میں ہے، مگر زین جابر اُس وادی سے چلا گیا تھا، آپ اُس سے نہ ملے اور مدینہ واپس تشریف لائے۔

غزوة ذی العشیرہ

جمادی الاخر میں ہجرت کے سولہویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوة ذی العشیرہ ہوا، علم نبوی جو سفید تھا حمزہ بن عبد المطلب نے اٹھایا، آپ نے مدینے میں ابو سلمہ بن عبد الاسد المخزومی کو اپنا جانشین بنا دیا، اور ڈیڑھ سو یا بروایت دیگر دو سو مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے، آپ نے ہمراہ چلنے کے لئے کسی پر جبر نہیں کیا۔ کل تیس اونٹ تھے جن پر لوگ باری باری سوار ہوتے تھے

قافلہ قریش نے جب سفر شام شروع کیا تو آپ اس کے دوکنے کے لئے نکلے، آپ کے پاس گے سے قافلہ روانہ ہونے کی خبر آئی تھی کہ اس میں قریش کا مال لدا تھا، آپ ذی العشیرہ پہنچے جو ینبوع کے علاقے میں بنی مدیح کا ہے، اور ینبوع اور مدینے کے درمیان فو برد (۱۰۸ میل) کا فاصلہ ہے، اُس قافلے کے متعلق جس کے لئے آپ نکلے تھے معلوم ہوا کہ چند روز قبل جا چکا ہے، یہ وہی قافلہ تھا کہ جب شام سے لوٹا تو آپ اس کے ارادے سے نکلے مگر وہ سمندر کے کنارے سے نکل گیا، قریش کو اُس کی خبر پہنچی تو وہ اُس کی حفاظت کے لئے روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر میں ملے، آپ نے اُن پر حملہ کیا اور جسے قتل ہونا تھا وہ قتل ہوئے۔

ذی العشرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کی کنیت ابو تراب مقرر فرمائی، یہ اس لیے کہ آپ نے انھیں اس طور پر سوتا ہوا دیکھا کہ وہ غبار میں آلودہ ہیں، آپ نے فرمایا کہ اے ابو تراب بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے، اسی غزوے میں آپ نے بنی مدینہ اور ان کے ان خلفاء سے جو بنی ضمہہ میں سے تھے صلح فرمائی، پھر آپ مدینہ کی طرف واپس ہوئے اور جنگ کی فوجت نہیں آئی۔

سریہ عبداللہ بن جحش الاسدی

ماہ رجب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے سترھویں مہینے کے شروع میں نخلہ کی جانب عبداللہ بن جحش الاسدی کا سریہ ہوا۔ انھیں آپ نے بارہ مہاجرین کے ہمراہ بطن نخلہ کو روانہ کیا جن میں سے ہردو کے قبضے میں ایک اونٹ تھا، بطن نخلہ ابن عامر کا وہ باغ ہے جو مکہ کے قریب ہے، انھیں حکم دیا کہ وہ قافلہ قریش کی گھات میں رہیں۔ وہ قافلہ ان کے پاس اترا، اہل قافلہ کو ان سے ہیبت معلوم ہوئی اور ان کی حالت تو کھی نظر آئی۔

حکاشتہ بن حصن الاسدی نے اپنا سر مونڈا یا جس کو عامر بن بیعد نے مونڈا تاکہ قوم مطمئن ہو جائے، وہ مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ ہیں کہے رہنے والے ہیں، ان سے کوئی خوف نہیں، انھوں نے اپنی سواری کے جانور (چرنے کے لیے) چھوڑ دیے اور کھانا تیار کیا، اس روز کے متعلق انھوں نے یہ شک کیا کہ آیا ماہ حرام میں سے ہے یا نہیں، پھر انھوں نے جرات کی اور ان سے قتال کیا۔

واقعد بن عبداللہ التیمیہ مسلمانوں کے پاس آنے کے لیے بھلا تو اسے عمرو بن الحفری نے تیر مارا اور قتل کر دیا، مسلمانوں نے ان پر

حملہ کر دیا، عثمان بن عبد اللہ بن المغیرہ اور الحکم بن کیسان گرفتار ہو گئے،
نوفل بن عبد اللہ بن المغیرہ ان سے بچکے بھل گیا، اور قافلے کو لے کے
بھاگا، اس میں شراب اور چمڑے اور کشمش تھی جسے وہ مالک سے
لائے تھے۔

وہ لوگ ان سب چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے لائے تو آپ نے اسے رکھو دیا اور دونوں قیدیوں کو قید
کر دیا، جس شخص نے الحکم بن کیسان کو قید کیا وہ المقداد بن عمرو تھے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (الحکم کو) اسلام کی دعوت دی،
وہ اسلام لائے اور بیر معونہ میں شہادت پائی۔

اس سر یہ میں سعد بن ابی وقاص عتبہ بن غزوہ کے اونٹ پر
ان کے ہم نشین تھے، اونٹ راستہ بھول کر بحران چلا گیا جو معدن بنی سلیم
کے علاقے میں ہے، وہ دونوں دو روز تک اس کی تلاش میں اس
مقام پر ٹھہرے رہے اور ان کے ساتھی نخلہ چلے گئے، سعد و عتبہ
اس وقت حاضر خدمت نہ ہوئے اور چند روز بعد آ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن جحش جب نخلہ سے لوٹے تو آپ نے
مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا، تمام مال غنیمت کو اصحاب میں
تقسیم کر دیا، یہ پہلا خمس (پانچواں حصہ) تھا جو اسلام میں معین کیا گیا۔
کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلہ کے مال غنیمت کو
روکایہاں تک کہ آپ بدر سے واپس آئے، پھر آپ نے اسے بدر کے
مال غنیمت کے ساتھ تقسیم کر دیا اور ہر جماعت کو اس کا حق دیدیا۔
اسی سر یہ میں عبد اللہ بن جحش کا نام امیر المؤمنین رکھا گیا۔

غزوہ بدر

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بدر القتال ہے، اسے

بدر کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر اُس قافلے کی واپسی کے منتظر تھے جو ملک شام گیا تھا۔ پہلے بھی آپ نے اس کا ارادہ فرمایا تھا یہاں تک کہ آپ ذی العشرہ پہنچے تھے، آپ نے طلحہ بن عبید اللہ التیمی اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا، وہ دونوں التجار پیچھے جو اکوراء کے علاقے سے ہے اور کشتہ لکھنی کے پاس اترے، اس نے ان دونوں کو پناہ دی اور ان کی مہمانداری کی (قافلے کا حال)، ان سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ قافلہ گذر گیا، طلحہ و سعید دونوں روانہ ہوئے، ہمراہ کشتہ بھی محافظین کر چلا، جب یہ لوگ ذوالمروہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ سمندر کے کنارے کنارے تیزی کے ساتھ نکل گیا۔

طلحہ و سعید مدینے آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلے کی خبر دی، مگر انہیں معلوم ہوا کہ آپ روانہ ہو گئے، آپ نے مسلمانوں کو اپنے ہمراہ روانہ ہونے کی دعوت دی اور فرمایا یہ قریش کا وہ قافلہ ہے جس میں ان کا مال و اسباب ہے، شاید اللہ تعالیٰ اُسے تم کو غنیمت میں دیدے، جو جلدی کر سکا اُس نے اس کی طرف جلدی کی اور بہت سے آدمیوں نے اُس سے دیر کر دی۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے انہیں بھی غلامت نہیں کی گئی کیونکہ وہ قتال کے لیے نہیں روانہ ہوئے تھے بلکہ قافلے کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے انیسویں ماہ کے شروع ۱۲ رمضان یوم شنبہ کو مدینے سے روانہ ہوئے، یہ رواگلی طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید کے روانہ کرنے کے دس دن بعد ہوئی، مہاجرین میں سے تو آپ کے ہمراہ جو روانہ ہوئے وہ ہوئے انصار بھی اس غزوے میں ہمراہ تھے، حالانکہ اس کے قبل ان میں سے کسی نے جہاد نہ کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لشکر بیرانی غنہ پر قائم کیا جو مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر ہے، آپ نے اپنے اصحاب کو

ملاحظہ فرمایا اور اسے واپس کر دیا جسے آپ نے چھوٹا سمجھا، آپ تین سو پانچ آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جن میں جو اشتر مہاجرین تھے اور رقیبہ انصار۔ آٹھ آدمی وہ تھے جو کسی سبب سے پیچھے رہ گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ و اجر مقرر فرمایا۔

وہ تین مہاجرین میں سے تھے۔

(۱) عثمان بن عفانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی رقیبہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا کہ وہ بیمار تھیں، وہ ان کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔

(۲) طلحہ بن عبید اللہ اور

(۳) سعید بن زید، جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

پانچ انصار میں سے تھے۔

(۱) ابوالبابہ بن المنذر جن کو آپ نے مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔

(۲) عاصم بن عدی الجملانی جن کو آپ نے اہل عالیہ پر خلیفہ بنایا۔

(۳) الحارث بن حاطب السمری جن کو آپ نے نبی عمرو بن عوف کے پاس کسی بات کی وجہ سے جو ان کی طرف سے ہوئی الروحاء سے واپس کر دیا۔

(۴) الحارث بن الصمہ جو الروحاء میں تھک گئے تھے، اور

(۵) خوات بن جبیر یہ بھی تھک گئے تھے۔

یہ آٹھ آدمی ہیں جن کے بارے میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے اور سب کے سب مستحق اجر ہیں۔

اونٹوں میں ستر اونٹ تھے جن پر بارہ باری باری سفر ہوتا تھا، گھوڑے صرف دو تھے، ایک مقداد بن عمرو کا اور ایک مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے دو جا سو سول کو

مشرکین کی طرف روانہ کر دیا تھا کہ آپ کے پاس دشمن کی خبر لائیں، کلب بن عمرو اور عدی بن ابی الرغبات تھے جو جہینہ میں سے تھے اور الفار کے حلیف تھے، دونوں چاہ بدلتک پہنچے، خبر معلوم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے۔

مشرکین کو شام میں یہ خبر پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی واپسی کی گھات میں ہیں، وہ لوگ جب شام سے روانہ ہوئے تو صفم بن عمرو کو قریش مکہ کے پاس روانہ کر کے انھیں اس بات کی خبر دی اور حکم دیا کہ وہ نکل کر قافلے کی حفاظت کریں۔

مشرکین کے سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے، ان کے ہمراہ غلام اور دف تھے، ابوسفیان بن حرب قافلے کو لایا، جب وہ مدینے کے قریب پہنچا تو لوگ نہایت خوف زدہ تھے اور صفم اور اپنی قوم (قریش) کی تاخیر کو محسوس کر رہے تھے۔

خوف و ہراس کے اسی عالم میں قافلہ بدر پہنچا اور وہاں منزل کی، ابوسفیان نے مجد بن عمرو سے پوچھا، محمدؐ کے جاسوس تو کہیں نظر نہیں پڑے؟ کیونکہ مکے کا کوئی قریشی مرد و عورت ایسا نہیں ہے جس کے پاس نصف اوقیہ یا زیادہ مال رہا ہو اور اس نے ہمارے ساتھ روانہ نہ کیا ہو۔

مجد بن عمرو نے کہا کہ بخدا میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسے میں اجنبی سمجھتا سوا کہے ان دو سواروں کے جو اس مکان تک آئے تھے، اس نے عدی و بسب کے اونٹ کی نشست گماہ کی طرف اشارہ کیا، ابوسفیان آیا، دونوں اونٹوں کی چند بیٹگیاں لے کر توڑیں، کھجور کی گٹھلی نکلی تو کہا کہ یہ مدینے کا چارہ ہے، یہ محمدؐ کے جاسوس تھے۔

اس نے قافلے کے سریر آوردہ لوگوں کو غیرت دلائی، اور سمندر کے کنارے سے لے کے چلا، بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی کے ساتھ بھاگ گیا، قریش مکے سے آگئے تو ابوسفیان بن حرب نے

اُن کے پاس قیس بن امرئ القیس کو بھیج کر خبر دی کہ قافلہ پہنچ گیا، لوگ واپس چلے جائیں، مگر قریش نے واپس ہونے سے انکار کیا اور غلاموں کو جحفہ سے واپس کر دیا۔

قاصد ابوسفیان سے اہدہ میں ملا جو مکے سے بائیں جانب کے راستے پر عسفان سے سات میل پر ہے، جہاں بنو قمرہ اور کچھ خزاعہ کے لوگ ہیں، اُس (قاصد) نے اُسے (ابوسفیان کو) قریش کے گزرنے کی خبر دی تو ذہابیت افسوس کے ساتھ کہا کہ ہائے قوم، یہ عمرو بن ہشام بنی ابو جہل کا فعل ہے، اور کہا کہ بخدا ہم اُس وقت تک نہ جائیں گے جب تک بدر میں نہ اتر لیں۔

بدر زمانہ جاہلیت کے تماشاکار ہوں میں سے ایک تماشا گاہ تھا، جہاں عرب جمع ہوتے تھے، یہاں ایک ہزار تھا۔ بدر اور مدینے کے درمیان اٹھانوے میل کا فاصلہ تھا، وہ راستہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے الروحاء کا تھا، مدینہ اور الروحاء کے درمیان چار روز کا راستہ تھا، پھر (وہاں سے) المنصرۃ تک بارہ میل کا، ذات اجڈال تک بارہ میل کا، پھر المعلاتہ تک جو السلم کا سیلابی میدان ہے بارہ میل کا، وہاں سے الاثیل تک بارہ میل کا پھر بدر تک دو میل کا فاصلہ تھا۔

قریش نے فرات بن حیان العبلی کو جو اُس وقت مکے میں مقیم تھا، جب قریش نے مکہ چھوڑا، ابوسفیان کے پاس بھیجا تاکہ وہ اُسے ان کے روانہ ہونے اور مکہ چھوڑنے کی خبر دے، مگر اُس نے ابوسفیان کے خدان راستہ اختیار کیا، وہ جحفہ میں مشرکین کے پاس پہنچ گیا اور ان کے ہمراہ روانہ ہو گیا، بدر کے دن اُسے متعدد زخم لگے اور وہ پچھلے پاؤں بھاگ گیا۔

بنی زہرہ جحفہ سے پلٹ گئے اس کا مشورہ انھیں الاخص بن شریف الثقفی نے دیا جو ان کا حلیف تھا اور ان میں اُس کی بات

مانی جاتی تھی، اُس کا نام اُبی تھا مگر جب اُس نے بنی زہرہ کو لوٹا دیا تو کہا گیا کہ خنسن بہم (اُس نے اُنھیں پیچھے کر دیا)، اسی وجہ سے اُس کا نام الانسن ہو گیا، اُس روز بنی زہرہ سو آدمی تھے، بعض نے کہا بلکہ تین سو آدمی تھے۔ بنی عدی بن کعب جنگی جماعت کے ساتھ تھے، مگر جب وہ ثنیہ نقت پہنچے تو

صبح کے وقت مکے کا رخ کر کے کنارہ سمندر کی طرف پھر گئے، اتفاقاً ابوسفیان بن حرب اُن سے ملا اور کہا کہ اے بنی عدی تم کیسے پلٹ آئے، نہ تو قافلے میں نہ جنگی جماعت میں؟

انہوں نے جواب دیا کہ تو نے قریش کو کہا بھیجا تھا کہ وہ پلٹ جائیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (ابوسفیان) اُن سے مرا نظہران میں ملا۔ بنی زہرہ اور بنی عدی کے مشرکین میں سے کوئی شخص بدر میں حاضر نہیں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے، جب بدر کے قریب پہنچے تو قریش کی روانگی کی خبر آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس سے آگاہ کیا اور اُن سے مشورہ لیا، المقداد بن عمرو البہرائی نے عرض کیا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ ہیں برک الخواء (مقام) تک بیجائیں گے تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ وہاں پہنچ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مشورہ دو، آپ کی مراد صرف انصار سے تھی۔ سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں انصار کی طرف سے جواب دیتا ہوں، یا رسول اللہ شاید آپ کی مراد ہم سے ہے۔ آپ نے فرمایا، ہاں، عرض کیا: اے اللہ کے نبی آپ نے جو کچھ قصد فرمایا اسے جاری رکھئے، قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ اس سمندر میں پیش قدمی کرنا چاہیں گے اور اس میں داخل ہوں گے تو ہم بھی ضرور اس طرح آپ کے ساتھ داخل ہوں گے کہ ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی برکت کے ساتھ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ بخدا میں اس قوم کے پیچھے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔

اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعد و جھنڈے نامزد فرمائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا سب سے بڑا تھا، مہاجرین کا جھنڈا مصعب بن عمیر کے ساتھ تھا، قبیلہ خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کے ساتھ اور قبیلہ اوس کا سعد بن معاذ کے ساتھ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کا شععار (دستانِ شناختی) یا بنی عبد الرحمن "خزرج کا یا بنی عبد اللہ" اور اوس کا یا بنی عبید اللہ مقرر فرمایا، کہا جاتا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس روز یہاں تصور امت تھا۔ مشرکین کے ہمراہ بھی تین جھنڈے تھے، ایک جھنڈا ابو عزیر بن عمیر کے ساتھ، ایک النضر بن الحارث کے ساتھ اور ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے ساتھ تھا، یہ سب بنی عبدالدار میں سے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب جمعہ، ۱۱ رمضان کو بدر کے قریب اترے، مشرکین کی خیر دریافت کرنے کے لیے علی اور زبیر اور سعد بن ابی وقاص کو چاہ بدر پر بھیجا، ان لوگوں کو قریش کی پانی بھرنے والی ایک جماعت ملی جن میں ان کے پانی پلانے والے بھی تھے، ان لوگوں نے اس جماعت کو گرفتار کر لیا۔

قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو لشکر گھبرا گیا، ان پانی پلانے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ قریش کہاں ہیں، انھوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلے کے پیچھے جسے آپ دیکھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا وہ کتنے ہیں، انھوں نے کہا بہت ہیں، آپ نے فرمایا ان کی تعداد کتنی ہے، انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے، آپ نے فرمایا وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں، انھوں نے کہا ایک دن نو اور ایک دن دس، آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کہ وہ ہزار اور نو سو کے

درمیان ہیں، وہ تو سو پچاس آدمی تھے، اور ان کے گھوڑے ستوا تھے۔
 الحجاب بن المنذر نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ مقام جہاں
 آپ ہیں منزل نہیں ہے، آپ ہمارے ساتھ ایسے مقام پر تشریف لے چلیے
 جہاں پانی قوم کے قریب ہو، مجھے اُس جگہ کا اور وہاں کے کنوؤں کا علم ہے،
 اُس میں ایک کنواں ہے جس کے پانی کی شیرینی میں جانتا ہوں جو لوٹتا نہیں،
 ہم اُس پر حوض بنا لیں گے، خود میرا پ ہوں گے، قتال کریں گے اور
 اُس کے سوا باقی کنوؤں کو پاٹ دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب ریل آئے اور عرض کیا،
 رائے یہی ہے جس کا الحجاب نے مشورہ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اٹھ کھڑے ہوئے اور یہی کیا، مگر وہ وادی (میدان کی زمین) پولی تھی،
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے ابر کو بھیجا جس نے اُسے ترک کر دیا، مسلمان چلنے سے
 نہ رُکے، مشرکین کے یہاں اس قدر بارش ہوئی کہ وہ چلنے کے قابل نہ رہے،
 حالانکہ ان کے درمیان صرف ایک ریت کا ٹیلہ تھا، اس شب کو مسلمانوں پر
 غنودگی طاری ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کی لکڑی کا سیانہ بنا دیا
 گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق اُس میں داخل ہو گئے،
 سعد بن معاذ اُس سیانہ کے دروازے پر تلوار لٹکا کے کھڑے ہو گئے۔
 صبح ہوئی تو قبل اس کے کہ قریش نازل ہوں آپ نے اصحاب کو
 صف بستہ کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو صف بستہ اور برابر کر رہی
 رہے تھے کہ قریش نکل آئے، آپ انہیں تیر کی طرح میدھا کر رہے تھے،
 اُس روز آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے آپ ایک طرف اشارہ
 کرتے تھے کہ آگے بڑھ اور دوسری طرف اشارہ کرتے تھے کہ پیچھے ہٹ،
 یہاں تک کہ وہ سب برابر ہو گئے۔

ایک ایسی تیر ہو آئی جس کی سعی شدت ان لوگوں نے نہ دیکھی تھی،
 وہ چلی گئی اور ایک دوسری ہو آئی، وہ بھی چلی گئی، ایک اور ہو آئی،

پہلی ہوا میں جبریل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کے لیے تھے، دوسری ہوا میں میکائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میمنہ (شکر کے داہنے بازو) کے لیے تھے، اور تیسری ہوا میں اسرافیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ (شکر کے بائیں بازو) کے لیے تھے۔ ملائکہ کی علامت وہ عمامے تھے جن کے سر سے وہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے، اور سبز و زرد و سرخ نور کے تھے، ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بال تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ملائکہ نے نشان جنگ لگا لیا ہے لہذا تم بھی نشان جنگ لگا لو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی زرہ و خود میں نشان لگا لیا، بدر کے دن ملائکہ اہل حق گھوڑوں پر سوار تھے۔

(راوی نے) کہا کہ جب (مسلمانوں کی) جماعت مطمئن ہو گئی تو مشرکین نے عمیر بن وہب الجوفی کو بھیجا جو تیر والا تھا، اُس سے کہا کہ محمد اور ان کے اصحاب کا اندازہ کرو وہ وادی (میدان) میں گیا، پھر لوٹا اور کہا کہ: نہ تو ان کے لیے مدد (امدادی فوج) ہے اور نہ کمین (پوشیدہ لشکر)، پوری قوم تین سو ہیں، اگر زیادہ ہوں گے تو بہت کم زیادہ ہوں گے، ان کے ہمراہ ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں، اسے گروہ قریش! مصائبِ حاملِ موت ہیں، (یعنی مسلمانوں کی کم تعدادی ان کے لیے باعثِ ہلاکت نہ ہوگی) شرب کے سیراب کرنے والے اونٹ قاتلِ موت کے حامل ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت ہے کہ سوائے ان کی تلواروں کے نہ کوئی محافظ ہے اور نہ کوئی جائے پناہ ہے، کیا تم انھیں دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ اس طرح خاموش ہیں کہ کلام نہیں کرتے، جو یہ پھن والے سانیوں کی طرح زبانیں نکالتے ہیں، خدا کی قسم میں تو نہیں سمجھتا کہ تم ان کا کوئی آدمی قتل کرو بغیر اس کے کہ ہمارا کوئی آدمی قتل کیا جائے، جب وہ تم میں سے اپنے شمار کے مطابق پہنچ جائیں گے تو اس کے بعد جینے کا مزہ نہیں، لہذا اپنے معاملے میں غور کرو۔

اُس نے حکیم بن حزام سے گفتگو کی، لوگوں کے پاس گیا اور شیبہ اور
عتبہ کے پاس آیا جو ان کی جماعت میں بڑے محتاط اور رعب والے تھے،
انہوں نے لوگوں کو واپس ہونے کا مشورہ دیا۔

عتبہ نے کہا کہ میری نصیحت کو رد نہ کرو اور نہ میری رائے کو نادانی پر
محمول کرو۔ مگر ابو جہل نے جب اُس کا کلام سنا تو اُس پر حسد کیا اور اُس کی
رائے کو غلط قرار دیا، اُس نے لوگوں کے درمیان اختلاف کر دیا اور
عامر بن الحضرمی کو اُس نے یہ حکم دیا کہ اپنے بھائی عمر کے نام سے داویلا کرے
جو نخلہ میں قتل کر دیا گیا تھا، عامر سامنے آیا اور اُس نے اپنے حصہ زبیر پر
خاک ڈالی اور "وَاے عمر" وَاے عمر" چیننے لگا، اس سے اُس کا مقصد عتبہ کو
رسوا کرنا تھا کیونکہ قریش میں وہی اُس کا حلیف تھا۔

عمیر بن وہب آیا، اُس نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، مگر مسلمان اپنی
صفوں میں ثابت قدم رہے اور اپنی جگہ سے ہٹے نہیں، ان پر عامر بن الحضرمی
نے بھی حملہ کر دیا اور جنگ چھڑ گئی۔

مسلمانوں میں جو سب سے پہلے بھلا وہ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ
غلام مہج تھے، انہیں عامر بن الحضرمی نے قتل کر دیا، انصار میں جو سب سے پہلے
قتل کیا گیا وہ حارث بن سراقہ تھے، کہا جاتا ہے کہ انہیں حبان بن العرقہ نے
قتل کیا، کہا جاتا ہے کہ ان کو عمیر بن الحام نے قتل کیا جسے خالد بن الاعمم اعقبلی
نے مار ڈالا۔

ربیعہ کے دونوں بیٹے شیبہ و عتبہ اور الولید بن عتبہ نکلے، انہوں نے
مقابلے کی دعوت دی، تو قبیلہ بنی السحارث کے تین انصار میں معاذ اور
معوذ اور عوت جو عفراء کے فرزند تھے ان کی طرف نکلے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ ناپسند فرمایا کہ سب سے پہلا قتال جس میں مسلمان مشرکین سے مقابلہ
کریں انصار میں ہو، آپ نے یہ پسند فرمایا کہ آپ کے چچا اور آپ کی قوم
کے ذریعے سے شوکت ظاہر ہو، آپ نے انہیں حکم دیا تو وہ لوگ اپنی
صفوں میں واپس گئے اور آپ نے ان کے لیے کلمہ تجیر فرمایا۔

مشرکین نے پکار کر کہا کہ اے محمدؐ ان مقابلہ کرنے والوں کو ہماری طرف روانہ کر دو جو ہماری قوم میں سے ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے بنی ہاشم کھڑے ہو اور اُس حق کے ساتھ قتال کرو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا، کیونکہ وہ اپنے باطل کو لائے ہیں تاکہ اللہ کے نور کو گل کر دیں۔

جزء بن عبدالمطلب، علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن السحارث بن المطلب بن عبدمناف کھڑے ہوئے اور عتیبہ کی طرف بڑھے تو عتیبہ نے کہا کچھ بات کرو تاکہ ہم تمہیں پہچان لیں، وہ خود پہننے تھے (اس لیے پہچان نہ جاسکے)۔ حمزہ نے کہا میں حمزہ ہوں جو اللہ اور اُس کے رسول کا شیر ہے، تو عتیبہ نے کہا اچھا مقابل ہے۔ علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن السحارث نے کہا اور میں ان دونوں (شیبہ و ولید) کے حلیفوں کا شیر ہوں جو میرے ساتھ ہیں۔ اُس نے کہا دونوں اچھے مقابل ہیں۔

اُس نے اپنے بیٹے (ولید) سے کہا کہ اے ولید اٹھ، علی بن ابی طالب اس کے سامنے آئے اور دونوں میں تلوار چلنے لگی، علی نے اسے قتل کر دیا، عتیبہ کھڑا ہوا، اور اُس کی طرف حمزہ بڑھے، دونوں نے تلوار چلائی، حمزہ نے اسے قتل کر دیا، شیبہ اٹھا اور اُس کے مقابلے میں عبیدہ بن السحارث کھڑے ہوئے جو اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے، شیبہ نے عبیدہ کے پاؤں پر تلوار کا کنارہ مارا جو ان کی پندلی کی مچھلی میں لگا اور اسے کاٹ دیا۔

حمزہ و علی نے شیبہ پر حملہ کیا اور اسے ان دونوں نے قتل کر دیا، انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہذا ان خصمان اخصمونانی رحیم (یہ دو فریق ہیں یعنی مسلمین و مشرکین) جنھوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا، اور انھیں کے بارے میں سورہ انفال یا اُس کا اکثر حصہ یوم بنطش لبطشہ الکبوی یعنی یوم بدر (جس روز ہم سخت پیکر پکڑیں گے، جس روز سے مراد بدر کا دن ہے) و عذاب یوم عقیم

(سخت دن کا عذاب) درسیہزم الجمع ویولون الدبہ نازل ہوا۔
 (راوی نے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پیچھے
 اس طرح دیکھا گیا کہ آپ تلوار میان سے باہر نکالے ہوئے اس آیت
 (درسیہزم الجمع) کی تلاوت فرما رہے ہیں (یعنی عنقریب اس جماعت کو
 شکست ہوگی اور وہ بیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) ان کے زخمیوں کو آپ نے
 اٹھوایا اور بھاگنے والوں کی تلاش فرمائی۔

اس روز مسلمانوں میں سے چودہ آدمی شہید ہوئے چھ مہاجرین
 میں سے اور آٹھ انصار میں سے۔

(۱) عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبدمنان (۲) عمیر بن
 ابی وقاص (۳) عاقل بن ابی البکیر (۴) عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ
 غلام مہجج (۵) صفوان بن بیضاء (۶) سعد بن خنیس (۷) بنت بن عبدالمندر
 (۸) حارثہ بن سراقہ (۹) عوف بن عفر (۱۰) موذن عفر (۱۱) عمیر بن
 الحکام (۱۲) رافع بن معلی (۱۳) ویزید بن الحارث بن نسیم تھے (۱۴) کا
 نام نہیں معلوم۔

اس روز مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔
 اور جو لوگ مقتول ہوئے ان میں یہ بھی تھے۔

شیبہ و عقبہ فرزندان ربیعہ بن عبد شمس، الولید بن عقبہ،
 العاص بن سعید بن العاص، ابو جہل بن ہشام، ابو البختری اور
 حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، الحارث بن عامر بن نوفل بن عبدمنان،
 طعیمہ بن عدی، زمعہ بن الاسود بن المطلب، نوفل بن خویلد جو الحدویہ کا
 فرزند ہے، النصر بن الحارث جس کو گرفتار کر کے الاثیل میں قتل کر دیا
 گیا، عقبہ بن ابی معیط جسے گرفتار کر کے الصفراء میں قتل کر دیا گیا،
 العاص بن ہشام بن المغیرہ جو امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کا مامو تھا،
 امیہ بن خلف، علی بن امیہ بن خلف، عقبہ بن الحجاج، معبد بن وہب۔
 یہ لوگ قیدیوں میں تھے۔

نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب، ابوالعاص بن الربیع، عدی بن النخیر، ابو عزیز بن عمیر، الولید بن الولید بن مغیرہ، عبد اللہ بن ابی بن خلف، ابو عزہ عمر بن عبد اللہ الحنفی شاعر، وہب بن عمیر بن وہب الحنفی، ابو داعد بن ضمیرہ السہمی، سہیل بن عمرو العامری۔

قیدیوں کا فدیہ فی کس چار ہزار، تین ہزار، دو ہزار، ایک ہزار (درم) تک تھا، سوائے اس جماعت کے جس کے پاس مال نہ تھا، ان لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا، انہیں لوگوں میں ابو عزہ الحنفی بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے جو کچھ ملا اسے آپ نے غنیمت میں لے لیا، مال غنیمت پر عبد اللہ بن کعب المازنی کو آپ نے عامل بنا یا جو انصار میں سے تھے، مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الصفا کے سیر شعب (مقام) میں تقسیم فرمایا جو مدینے سے اوسط درجے کی تین رات کے فاصلے پر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار اپنے حصے سے زاید لے لی جو مہنہ بن الحجاج کی تھی، اس روز وہ صرف آپ کے لیے مخصوص تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال غنیمت ان مسلمانوں کو جو بد میں حاضر تھے اور ان آٹھ آدمیوں کو جو آپ کے حکم سے سچے رہ گئے، اور آپ نے ان کا حصہ واجرمقرر فرمادیا تھا عطا فرمادیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حصہ مسلمانوں کے ساتھ لیا، جس میں ابو جہل کا اونٹ بھی تھا جس کے ٹکیل پڑی ہوئی تھی، وہ اس پر سوار ہو کر جنگ کیا کرتا تھا اور اس کی شہوت کے وقت اسے مارا کرتا تھا۔

۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بشیر (خوش خبری دینے والا) بنا کے مدینے بھیجا تاکہ وہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی سلامتی، واقعہ بدر، اور اللہ نے اپنے رسول کو جو فتح عطا فرمائی اس کی، اور جو مال غنیمت آپ کو ان سے دلویا اس کی خبر دیں۔ آپ نے اہل عالیہ کے پاس عبد اللہ بن رواحہ کو اسی طرح کی

خبر دینے کے لیے بھیجا، عالیہ (ان مقامات کا نام تھا)۔ قبا و خطمہ، وائل، واقف، بنو امیہ بن زید، قریظہ النصیر۔

زید بن حارثہ مدینے میں اس وقت آئے جب کہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بقیع میں دفن کیا جا چکا تھا، اہل مکہ کو سب سے پہلے جس شخص نے اہل بدر کی مصیبت اور ان کی شکست کی خبر سنائی وہ الحبیسمان بن حابس الخزاعی تھا، جنگ بدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اٹیسویں مہینے ۷۱۲ء رمضان یوم جمعہ صبح کے وقت ہوئی۔

البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد تین سو دس سے کچھ زائد تھی، وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن ان اصحاب جالوت کی تھی جنہوں نے نہر کو عبور کیا تھا، اس روز سوائے مومن کے ان کے ساتھ کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن اصحاب جالوت کی۔ البراء سے مروی ہے کہ اہل بدر کی تعداد اصحاب جالوت کے مطابق تھی۔

البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن مہاجرین ساٹھ سے زائد تھے اور انصار دو سو چالیس سے زائد۔

البراء نے اصحاب بدر سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ ان اصحاب جالوت کی تعداد کے مطابق تین سو دس سے کچھ زائد تھے جنہوں نے نہر کو ان کے ہمراہ عبور کیا تھا، البراء کا بیان ہے کہ بخدا ان (جالوت) کے ہمراہ سوائے مومن کے اور کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

عبد اللہ سے مروی ہے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا چودہ تھی دو سو ستر انصار میں سے اور بقیہ دوسرے لوگوں میں سے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے جن میں

مہاجرین چھتر تھے اور ۷۶ رمضان یوم جمعہ کو اہل بدر کو ہزیمت ہوئی تھی۔
عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بدر کے دن تین سو پندرہ مجاہدین کے ہمراہ روانہ ہوئے جیسا کہ طاہوت
روانہ ہوئے تھے، جس وقت وہ لوگ روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کے لیے یہ دعا فرمائی :-

اے اللہ یہ لوگ برہنہ پاہیں لہذا انھیں سواری دے، اے اللہ
یہ لوگ برہنہ ہیں لہذا انھیں لباس دے۔ اے اللہ یہ لوگ بھوکے ہیں
لہذا انھیں سیر کر، اللہ تے بدر کے دن فتح دی، وہ لوگ جس وقت لوٹے تو
اس حالت میں پوٹے کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ایک یا دو سواری
کے بغیر ہو، انھوں نے کپڑے بھی پائے اور سیر بھی ہوئے۔

مطرتے مروی ہے کہ بدر کے دن آزاد کردہ غلاموں میں سے
دس سے زائد حاضر تھے، مطرتے بیان کیا کہ ان لوگوں کا بھی مناسب
حصہ لگایا گیا۔

عامر بن ربیعہ البدری سے مروی ہے کہ بدر کا دن ۷۶ رمضان
دوشنبے کو تھا۔

الزہری سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر بن عبدالرحمن بن الحارث
بن ہشام سے شب بدر کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ
وہ شب جمعہ ۷۶ رمضان کو ہوئی۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر
۷۶ رمضان یوم جمعہ کو ہوئی۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ یہی ثابت ہے کہ وہ
جمعے کو ہوئی اور دوشنبے کی حدیث متناقض ہے۔

ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ابن المسیب سے
سفر کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے عمر بن الخطاب
سے حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

رمضان میں دو غزوے کیے، غزوہ بدر، غزوہ فتح مکہ، ہم لوگوں نے دونوں میں روزہ نہیں رکھا۔

عبداللہ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں غزوہ بدر کیا، جب تک آپ اپنے اہل کے پاس واپس نہ ہوئے آپ نے کسی دن روزہ نہیں رکھا۔

۱۴ ابن طلحہ کہتے ہیں کہ ابو ایوب سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یا تو (رمضان کے) سترہ دن گزرے تھے اور تیرہ دن باقی تھے، یا گیارہ دن باقی تھے اور انیس دن گزرے تھے۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین آدمی ایک اونٹ پر تھے، اور ابو لبابہ و علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین تھے۔ ایسا ہوتا تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (پیادہ چلیے گی) توبت ہوتی تھی تو وہ دونوں عرض کرتے تھے کہ آپ سوار ہو جائیے تاکہ ہم دونوں آپ کی جانب سے پیادہ چلیں، آپ فرماتے تھے کہ نہ تو تم دونوں پیادہ روی میں مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ میں ثواب میں تم دونوں سے زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی مجھے ثواب کی ویسی ہی حاجت ہے جیسی تمہیں، پھر میں پیادہ روی کا اجر کیوں چھوڑوں)۔

ابو عبیدہ بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے بدر کے دن جماعت مشرکین کو گرفتار کیا تو ہم نے ان سے پوچھا تم لوگ کتنے تھے۔ انہوں نے کہا ہم لوگ ایک ہزار تھے۔ ابو عبیدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے بدر کے دن مشرکین کے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا، اس سے ان کی تعداد دریافت کی تو اس نے کہا ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

الشیخی سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار سے

کم تک تھا، جس کے پاس کچھ نہ تھا اُسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھا دے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن ستر قیدیوں کو گرفتار کیا، آپ بقدر ان کے مال کے ان سے فدیہ لے رہے تھے، اہل مکہ لکھنا جانتے تھے اور اہل مدینہ لکھنا نہیں جانتے تھے، جس کے پاس فدیہ نہ تھا دس بچے مدینے کے بچوں میں سے اُس کے سپرد کیے گئے، اُس نے انھیں سکھایا، جب وہ ماہر ہو گئے تو وہی اُس کا فدیہ ہو گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ اہل بدر کا فدیہ چالیس چالیس اوقیہ تھا، جس کے پاس نہ تھا اُس نے دس مسلمانوں کو لکھنا سکھایا، زید بن ثابت بھی انھیں میں سے ہیں جنھیں لکھنا سکھایا گیا۔

علیہ السلام سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور عرض کی اگر آپ چاہیں تو انھیں تسل کر دیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں، اُس صورت میں فدیہ لینے والے ستر شہید ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو آواز دی، لوگ آئے، یا ان میں سے لوگ آئے، آپ نے فرمایا یہ جبریل ہیں جو ان دو باتوں میں تمھیں اختیار دیتے ہیں یا تو قیدیوں کو سامنے لا کے سب کو قتل کر دو یا اس طرح ان سے فدیہ لے لو کہ جو تم میں اس کو قبول کریں گے وہ بقدر ان کی تعداد کے شہید کیے جائیں گے، ان لوگوں نے عرض کی، ہم فدیہ لیں گے اُس سے ان لوگوں کے خلاف قوت حاصل کریں گے اور ہم میں سے ستر جنت میں داخل ہو جائیں گے، آخر ان سے فدیہ لے لیا۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو یہ کہتے

۱۵

ستا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ اب آپ قافلہ کو ضرور لے لیجئے، کیونکہ اب اُس کے درمیان کوئی شے حاصل نہیں، عباس نے آپ سے پکار کر کہا کہ یہ آپ کے لیے مناسب نہیں، آپ نے فرمایا، کیوں، انھوں نے کہا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے جو اپنے وعدے کے مطابق آپ کو دیدی۔

العیزار بن حریش سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو ندادی گئی، آگاہ ہو کہ اُس قوم (مشرکین) میں سے سوائے ابو البختری کے میرے نزدیک کسی کا کوئی احسان نہیں ہے، لہذا جس نے اُسے گرفتار کیا ہو، رہا کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے امن دے دیا مگر معلوم ہوا کہ وہ قتل کیا جا چکا تھا۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر قریش کے سات آدمیوں کے لیے بدعا فرمائی جن میں ابو جہل و امیہ بن خلف و عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و عقبہ بن ابی معیط بھی تھے، آپ نے خدا کی قسم کے ساتھ فرمایا کہ ضرور تم لوگ ان کو اس حالت میں بدر میں پکھڑا ہوا دیکھو گے کہ آفتاب نے ان کو سڑا دیا ہوگا، وہ دن بھی سخت گرم تھا۔

علیؑ سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا اور جنگ شروع ہو گئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لی (یعنی آپ کو آگے کیا) اُس روز آپ سب سے زیادہ مشغول جنگ تھے، کوئی شخص آپ سے زیادہ مشرکین کے قریب نہ تھا۔

ابھی سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو ربیعہ کے بیٹے عتبہ و شیبہ اور ولید بن عتبہ نکلے، ان کے مقابلے کو حمزہ بن عبد المطلب و علی بن ابی طالب و عبیدہ بن الحارث نکلے، شیبہ حمزہ کے مقابلے میں آیا، اور ان سے کہا تو کون ہے، انھوں نے کہا میں اللہ اور اُس کے رسول کا شیر ہوں، تو اُس نے کہا اچھا مقابل ہے، پھر دو تون میں تلوا

چلنے لگی، اور حمزہؓ نے اسے قتل کر دیا، الولید علیؓ کے پاس منے آیا اور کہا تو کون ہے، انہوں نے کہا میں اللہ کا بندہ اور اُس کے رسول کا بھائی ہوں، علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔ عتبہؓ عبیدہ بن اسحارث کے مقابلے پر آیا اور پوچھا تو کون ہے، انہوں نے کہا میں وہ شخص ہوں جو معاہدہٴ حلف میں ہے، اُس نے کہا اچھا مقابل ہے، دونوں میں تلوار چلنے لگی، عتبہؓ نے حریف کو کمزور کر دیا، حمزہؓ و علیؓ عتبہؓ پر ٹوٹ پڑے۔

ابو عبد اللہ محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ پہلی حدیث کی بناء پر ثابت یہی ہے کہ حمزہؓ نے عتبہؓ کو قتل کیا، علیؓ نے الولید کو اور عبیدہؓ نے شعیبہ سے قتال کیا (جس کو علیؓ و حمزہؓ نے مل کر بعد کو قتل کر دیا)۔
یزید بن رومان سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے، ایک گھوڑے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموالا سود کے حلیف المقداد بن عمرو سوار تھے، دوسرا حمزہ بن عبد المطلب کے حلیف مرثد بن ابی مرثد الغنوی کے لیے تھا، اُس روز مشرکین کے ہمراہ سو گھوڑے تھے۔

قتیبہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ) تین گھوڑے تھے، (دو گھوڑوں پر تو وہی دو تھے جن کا ذکر ہوا اور) ایک گھوڑے پر الزبیر بن العوام سوار تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن ابی الزغباء اور بسبس بن عمرو کو مخبر بنا کے بھیجا، دونوں (بدر کے) کنوؤں پر آئے، ابو سفیان کو دریافت کیا تو انھیں اُس کے مقام کی اطلاع دی گئی، دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ وہ فلاں دن فلاں کنوؤں پر اترا اور ہم لوگ فلاں دن فلاں کنوؤں پر اتریں گے، وہ فلاں دن فلاں کنوؤں پر اترے گا اور ہم فلاں دن فلاں کنوؤں پر اتریں گے، یہاں تک کہ ہم لوگ اُس سے مل جائیں گے جب کہ وہ (بدر کے) کنوؤں پر ہوگا۔

ابوسفیان آیا اور اسی کنویں پر اترا، تو م سے (جو وہاں تھی) دریافت کیا کہ آیا تم نے کسی کو دیکھا ہے، انھوں نے کہا سوائے دو آدمیوں کے کسی کو نہیں دیکھا، اُس نے کہا مجھے اُن دونوں کے اونٹوں کی نشست گاہ دکھاؤ، انھوں نے اُسے وہ نشست گاہ دکھائی، اُس نے مینگنی لی اور اُسے مُسَل کے چوراچورا کر دیا تو کھجور کی گٹھلی نظر آئی، اُس نے کہا بخدا تیرب کے آبپاشی کے اونٹ ہیں، پھر ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا اور اہل مکہ کو لکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی خبر دی۔

عمر م سے مروی ہے کہ اُس روز (بدر کے دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا، سعد بن عبادہ یا سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ جب چاہیں چلیں اور جہاں چاہیں قیام فرمائیں، جس سے چاہیے جنگ کیجئے اور جس سے چاہیے صلح کیجئے، قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ اتنا چلیں کہ برک النخادنگ جو یمن کا علاقہ ہے پہنچ جائیں تو ہم لوگ اس طرح آپ کی پیروی کریں گے کہ کوئی شخص پیچھے نہ رہے گا۔

عتبہ بن ربیعہ نے اُن (مشرکین) سے کہا کہ اپنے انھیں چہروں کے بھل واپس چلو جو گویا چراغ ہیں، اُن لوگوں کے مقابلے سے جن کے چہرے گویا سانپ ہیں، بخدا تم انھیں قتل نہ کرو گے تا وقتیکہ وہ تم میں سے اپنے برابر قتل نہ کر دیں، پھر اس کے بعد تمھاری خیر نہیں ہے۔

اُس روز مسلمان کھجوریں کھا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس جنت کی طرف سبقت کرو جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے۔

عمیر بن الاحمام ایک طرف تھے، ہاتھ میں کھجوریں تھیں جن کو وہ کھا رہے تھے، انھوں نے کہا "واہ واہ واہ" (خنج) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا بس کرو، انھوں نے کہا، یہ کھجوریں ہرگز مجھ پر غالب نہ آئیں گی، پھر کہا میں تم پر ہرگز زیادہ نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اللہ سے

مل جاؤں (یعنی اب میں زندگی میں سوائے ہاتھ کی کھجور کے کوئی کھجور نہ کھاؤں گا) وہ (ہاتھ کی کھجوریں) کھانے لگے، پھر کہا، دو رو ہو، تمہیں نے مجھے روک لیا، جو ہاتھ میں تھیں وہ پھینک دیں، اپنی تلوار کی طرف اٹھے جو چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی لٹکی تھی، اسے لے لیا اور آگے بڑھ کے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، اس روز انھیں غنودگی آرہی تھی۔

مسلمان اڑتی ہوئی بالوپر اترے، بارش ہوئی جس سے وہ مثل کوہ صفا کے ہو گئی، لوگ اس پر آسانی سے دوڑتے تھے۔

اللہ جل ثناؤ نے یہ آیت نازل فرمائی اذ یغشیکم الغاس اصدۃ منہ و ینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ و یدہب عنکم رجس الشیطان و لیربط علی قلوبکم و یثبت بہ الاقدام۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے تمہارے سکون کے لیے تم پر غنودگی طاری کر رہا تھا، اور تم پر آسمان سے بارش نازل فرما رہا تھا تاکہ اس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے، شیطان کا خوف دور کر دے، دلوں کو مضبوط کر دے اور ثنابت قدم کر دے۔

جب آیت ”سبھنم الجمع و یولون الذب“ نازل ہوئی (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پشت پھیر کر بھاگیں گے) تو عمرؓ کہتے ہیں میں نے کہا کس جماعت کو شکست ہوگی اور کون غالب ہوگی؟ جب یوم بدر ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرہ پہن کر حملہ کرتے جاتے ہیں اور ”سبھنم الجمع و یولون الذب“ کہتے جاتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کو عنقریب شکست دے گا۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ آیت ”و اذ ذکر دا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض“ (اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم لوگ قلیل اور روئے زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے) یوم بدر کے متعلق نازل ہوئی، یہ آیت ”اذ القیتم الذین کفروا زحفا فلا توہم الا دبار“ (جب تم لوگ کفار کا مقابلہ کرنا تو

پشت نہ پھیرنا) بھی یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی، اور یہ آیت
 لیسئلونک عن الانفال" (آپ سے لوگ مالِ غنیمت کے بارے میں سوال
 کرتے ہیں) یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔

ایوب ویزید بن حازم سے مروی ہے کہ عکرمہ کو یہ پڑھتے سنا
 "فقتلوا الذین آمنوا" (یعنی اے ملائکہ تم ایمان والوں کو تباہت قدم
 رکھنا)، (اتنا مضمون تو ایوب ویزید کا متفق علیہ ہے)۔

حماد نے کہا کہ (روایت میں) ایوب نے (اتنا اور) بڑھایا کہ
 عکرمہ نے کہا "فاضربوا فوق الاعناق" (اے ملائکہ تم کفار کی گردنیں مارو)۔
 اُس روز آدمی کا سر جدا ہو جاتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ
 کس نے مارا، آدمی کا ہاتھ جدا ہو جاتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ
 کس نے علیحدہ کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اُس روز فرمایا: ابو جہل کو تلاش کرو، لوگوں نے تلاش کیا تو وہ نہ ملا،
 آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اُسے تلاش کرو، کیونکہ اُس کے ساتھ میرا یہ
 وعدہ ہے کہ اُس کا گھٹنہ گزرگاہ ہوگا، جب تلاش کیا تو اس طرح
 پایا کہ اُس کا گھٹنہ گزرگاہ تھا۔

اُس روز اہل بدر کے فدیے کی مقدار چار ہزار اور اس سے
 کم تک پہنچ گئی، اگر کوئی آدمی اچھا لکھنا جانتا تھا تو اس سے یہی
 فدیہ ٹھہرا لیا گیا کہ وہ لکھنا سکھا دے۔

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا تو میں نے
 کسی قدر جنگ کی، پھر جلدی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ
 دیکھو آپ نے کیا کیا، آپ سجدے میں یہ فرما رہے تھے یا حی یا قیوم،
 یا حی یا قیوم اس پر کچھ بڑھاتے نہ تھے، میں میدانِ جنگ کو لوٹا، واپس آیا تو
 آپ حالتِ سجدہ میں یہی فرما رہے تھے، میں عرصہ جنگ کو واپس ہوا تو
 آپ حالتِ سجدہ میں یہی فرما رہے تھے، اللہ نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔

یا حی یا قیوم

ابن عباس سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حصے میں ایک تلوار ڈوالفقار مخصوص فرمائی۔
عبادۃ بن حمزہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے ان کے عمامے زرد تھے، زبیر کے پاس بدر کے دن زرد رومال تھا جس کا وہ عمامہ باندھے تھے۔

عطیة بن قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو جبرئیل سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے پاس آئے، ان کی پیشانی پر بل پڑے تھے، زہرہ پہنے ہوئے تھے، اور ہاتھ میں تیزہ تھا جس کی بازو غبار آلود تھی، انھوں نے عرض کی، یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ کے راضی ہونے تک آپ سے جدا نہ ہوں، آیا آپ راضی ہیں، فرمایا، ہاں راضی ہوں، تو وہ واپس ہوئے۔
عکرمہ سے مروی ہے کہ "اذ انتم بالعدۃ اللذنیادھم بالعدۃ القصوی" یہ وقت تھا جب کہ تم اس میدان کے اس کنارے پر تھے اور وہ لوگ اس کنارے پر، اور وہ لوگ دوسرے کنارے پر۔

اسی طرح اسے عفان نے بھی "بالعدۃ" پڑھا ہے۔
عامر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر روانہ ہوئے تو آپ نے عمرو بن ام مکتوم کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔
عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء بدر کی نماز جنازہ پڑھی۔

زکریا بن ابی زائدہ، عامر سے روایت کرتے ہیں کہ بدر اسی شخص کا تھا جس کا نام بدر تھا، یعنی میرے تھا۔
محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ محمد بن عمر نے بیان کیا کہ ہمارے مدنی دوست اور سیرت کے راوی سب یہی کہتے ہیں کہ

مقام کا نام بدلہ ہے (نہ کہ کسی شخص کا نام)۔

سریہ عمیر بن عدی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے انیسویں مہینے کے شروع میں ۲۵ رمضان کو عمیر بن عدی بن خرنشہ الخطمی کا عھماہ بنت مروان کی طرف سریہ ہے جو بنی امیہ بن زید میں سے تھی۔ عھماہ بن زید بن زید بن حصن الخطمی کے پاس تھی، اسلام کی چوکرتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتی، آپ کی مخالفت پر برا بھلا کہتی اور شرعاً تھی۔

عمیر بن عدی اُس کے پاس آئے، مکان میں داخل ہوئے، عھماہ کے ارد گرد اُس کے بچوں کی ایک جماعت سو رہی تھی، گود میں بھی ایک بچہ تھا جسے وہ دودھ پلاتی تھی، عمیر نابینا تھے، ہاتھ سے ٹول کر بچے کو ماں سے علیحدہ کیا، تلوار اُس کے سینے پر رکھ دی، جو جسم کے پار ہو گئی۔ عمیر نے صبح کی نماز دینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا کہ کیا تم نے دختر مروان کو قتل کر دیا، انھوں نے عرض کی ہاں، کیا اس بارے میں میرے ذمے کچھ اور ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اُس کے بارے میں دو بھٹیڑیں لڑیں گی۔ یہ کلمہ وہ تھا جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام عمیر بصیر (بینا) رکھا۔

سریہ سالم بن عمیر

شروع سوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے

بیسویں مہینے ابو عوفک یہودی کی جانب سالم بن عمیر العمری کا سر یہ ہے ابو عوفک
بنی عمرو بن عوف کا بہت بڑا بوڑھا تھا جو ایک سو برس کا تھا، یہودی تھا،
لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر برا لگینتے کرتا اور
شعرتا تھا۔

سالم بن عمیر نے جو بہ کثرت رونے والوں میں سے تھے، اور بدر میں
حاضر ہوئے تھے، کہا کہ مجھ پر یہ نذر ہے کہ یا تو میں ابو عوفک کو قتل کروں گا،
یا اُس کے لیے مرجاؤں گا، وہ ٹھیرے ہوئے اُس کی غفلت کے انتظار میں تھے۔
گرمی کی ایک رات ابو عوفک میدان میں سو با، سالم بن عمیر کو اس کا
علم ہو گیا، وہ سامنے آئے اور تلوار اُس کے جگر پر رکھ دی، اُسے دبا کے
کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ وہ اُس کے بستر میں گھس گئی، اللہ کا دشمن چلایا تو
اُس کے ماتے والے دوڑے آئے، لاش اُس کے گھر لے گئے اور دفن کر دی۔

غزوہ بنی قینقاع

نصف شوال شنبے کے روز ہجرت کے بیسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بنی قینقاع سے جنگ کی، بنی قینقاع یہودی تھے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول
کے حلیف، یہودی میں ان سے زیادہ کوئی بہادر اور بہت والا تھا، یہ لوگ
سنار تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنھوں نے صلح کر لی تھی، جنگ بدر ہوئی تو
اُن لوگوں نے نافرمانی و حسد کا اظہار کیا اور عہد و پیمانہ کو توڑ دیا۔
اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی ”وَاَمَّا تَخَافُ
مَنْ قَوْمِ حَيَاةٍ فَاصْبِرْ لِيْمَعْلَى سِوَاكَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِفِيْنَ“ (اور اگر آپ کو
کسی قوم سے خیانت دینے کا اندیشہ ہو تو آپ اُن کے عہد کو
مساوی طور پر واپس کر دیجئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو

پسند نہیں کرتا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بنی قینقاع سے اندیشہ ہے، آپ اس آیت کی وجہ سے اُن کی جانب روانہ ہو گئے، اُس روز آپ کا جھنڈا حمزہ بن عبدالمطلب لیے تھے، یہ جھنڈا سفید تھا، دوسرے چھوٹے جھنڈے نہ تھے۔

آنحضرتؐ نے ابو لیبہ بن عبدالمنذر العمری کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا، اور یہود کی طرت روانہ ہوئے، ذی القعدہ کے چاند تک پندرہ روز بنی قینقاع کا محاصرہ رکھا، وہ سب سے پہلے یہودی تھے جنہوں نے بد عہدی اور جنگ کی اور قلعے میں محفوظ ہو گئے۔

آپ نے اُن کا ہتایت سختی سے محاصرہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قبیلے پر راضی ہو گئے کہ اُن کا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عورتیں اور بچے اُن کے لیے۔ آپ نے حکم دیا تو اُن کی مشکیں کس دی گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیں کسنے پر المنذر بن قدامہ السلمی کو مامور فرمایا جو قبیلہ سعد بن خبیثمہ کے بنی السلم میں سے تھے، عبد اللہ بن ابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاں بخشی کی درخواست کی، بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو خدا ان پر لعنت کرے، ان کے ساتھ اُس (عبد اللہ بن ابی سلول) پر بھی لعنت کرے۔

۲۰ آنحضرتؐ نے اُن کی جان بخش دی اور حکم دیا کہ مدینے سے باہر نکال دیے جائیں، اس کام پر عبادۃ بن الصامت مامور ہوئے، یہ یہود اور عات چلے گئے، مگر وہاں بھی زیادہ ذرہ نہ رہ سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہتھیاروں میں سے تین کماتیں لیں جن میں ایک کمان کا نام الکتوم تھا جو غزوہ احد میں

ٹوٹ گئی، ایک کمان کا نام الروحہ تھا اور ایک کا البیضاء، آپ نے ان کے سامان جنگ میں سے دو زرہیں لیں، الصدقیہ، اور قنہ نین تلواریں لیں، ایک سیف قلعی، دوسری بتار، اور ایک اور تلوار تھی، تین نیزے لیے، مسلمانوں نے ان کے قلعے میں بہت سے ہتھیار اور سوناری کے اوزار پائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مخصوص حصہ اور خمس (پانچواں حصہ) لے لیا، باقی چار حصے اصحاب پر تقسیم فرمادیے، یہ بدر کے بعد پہلا خمس تھا جو لیا گیا، جو شخص ان لوگوں کے مالوں پر قبضہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا وہ محمد بن مسلمہ تھے۔

غزوہ سویق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵۰ھ رزی الحجہ یوم یکشنبہ ہجرت کے بائیسویں مہینے غزوہ سویق کے لیے روانہ ہوئے، مدینے میں ابو لہبہ بن المندر العمری کو خلیفہ بنایا۔

مشرکین جب بدر سے واپس ہوئے تو ابوسفیان بن حرب نے تیل کو حرام کر دیا تا وقتیکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب سے انتقام نہ لے لیا جائے، حدیث زہری کی بنا پر وہ دو سو سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا، اور حدیث ابن کعب کی بنا پر چالیس سواروں کے ساتھ۔

ابوسفیان الجندیہ پہنچے، رات کے وقت بنی النضیر کے پاس گئے، جیسی بنی خطیب کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے حالات دریافت کریں، مگر اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کیا، سلام بن مشکم کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے

کھول دیا، اُن کی ضیافت کی، شراب پلائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بھی بتائے۔

جب تڑکا ہوا تو ابوسفیان بن حرب نکلا، العریض تک گیا، مدینے اور العریض کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ ہے، وہاں اُس نے انصار کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو اُس کا اجیر (مزدور) تھا، چند مکانات اور گھاس جلا دی، اُس نے یہ خیال کیا کہ قسم پوری ہوگی اور پشت پھیر کر بھاگا۔

یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، تو آپ نے اصحاب کو ندا دی، مہاجرین و انصار کے دو سو آدمیوں کے ہمراہ اُن لوگوں کے نشان قدم پر روانہ ہوئے، ابوسفیان اور اُس کے ساتھی تیز بھاگنے لگے، سستو کی فضیلیاں گراتے جاتے تھے جو عام طور پر اُن کا زاد راہ تھا، مسلمان انھیں لے لیتے تھے، اسی سے اس کا نام غزوہ سویق ہو گیا (سویق بمعنی سلق)۔

مسلمان اُن سے نزل سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے، آپ پانچ روز (مدینے سے) باہر رہے۔

غزوة قرقرة الكدر

یا

قرارة الكدر

پھر نصف محرم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے تیسویں مہینے غزوہ قرقرة الكدر یا قرارة الكدر کے لیے روانہ ہوئے، یہ مقام

معدن بنی سلیم کے قریب ہے جو معد معونہ کے اس طرف الارضیہ کے علاقے میں ہے، مدینے اور معدن کے درمیان آٹھ برود (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا علی بن ابی طالب نے اٹھایا، آپ نے مدینے پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

خبر پہنچی کہ اس مقام پر سلیم و عطفان کا ایک گروہ ہے، آپ ان کی جانب تگے لگے مگر وہاں کسی کو نہ پایا، اصحاب کی ایک جماعت کو وادی کے بلند حصے کی طرف بھیجا، اور خود ان لوگوں کی طرف متوجہ رہے، چند چرواہے ملے جن میں ایک غلام بیسار تھا، اس سے لوگوں کو دریافت فرمایا، تو اس نے کہا مجھے کوئی علم نہیں، میں تو پانچویں دن پانی کے لیے جاتا ہوں اور آج چوتھا روز ہے، لوگ کتوؤں اور پانی کی طرف جا چکے ہیں، اور ہم لوگ چوپایوں کے لیے گھروں سے دور ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح واپس ہوئے کہ چوپایوں پر قابض ہو چکے تھے، انھیں آپ نے مدینے کی طرف روانہ فرمایا، لوگوں نے مال غنیمت مدینے سے تین میل کے فاصلے پر صرار میں تقسیم کر لیا، چوپاڑے پانچ سو اونٹ تھے، آپ نے خمس (پانچواں حصہ) نکال لیا اور چار خمس مسلمانوں پر تقسیم کر دیے، ہر شخص کو دو دو اونٹ ملے، وہ لوگ دو سو آدمی تھے، بیسار بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آیا آپ نے اسے آزاد کر دیا، اس لیے کہ نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینے سے) پندرہ شب یا ہر رہے۔



سریہ قتل کعب بن الاشرف

کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کا سریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پچیسویں مہینے ۴ ربیع الاول کو ہوا، وہ شاعر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی بھجوا کر تاتھا، مخالفت پر لوگوں کو برا ٹھیکھتے کرتا اور ایذا دیتا تھا، غزوہ بدر ہوا تو وہ ذلیل و سرنگوں ہو گیا اور کہا کہ آج زمین کا شکم اس کی پشت سے بہ رہا ہے۔

وہ مکے آیا، منافقین پر قریش کو رلایا اور شعر کے ذریعے سے برا ٹھیکھتے کیا، مدینے آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ ابن الاشرف کے اعلان شر اور شعر کہنے کو توجس طرح چاہے مجھ سے روک دے، تیرا شراد فرمایا، کوئی ہے جو ابن الاشرف سے میرا انتقام لے، کیونکہ اس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔

محمد بن مسلمہ نے عرض کی، اس کے لیے میں ہوں، یا رسول اللہ میں اسے قتل کر دوں گا، آپ نے اجازت دی اور فرمایا سعد بن معاذ سے اس کے بارے میں مشورہ کر لو، محمد بن مسلمہ اور قبیلہ اوس کے چند آدمی جمع ہوئے جن میں عباد بن بشر، ابوناٹلہ، سلکان بن سلامہ، اسحارث بن اوس بن معاذ اور ابو عبس بن جبتر بھی تھے۔

انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگ اسے قتل کر دیں گے، اجازت دیجئے کہ ہم کوئی بات بنا میں، فرمایا مناسب ہے، ابوناٹلہ کعب بن الاشرف کے رضاعی (دودھ شریک) بھائی تھے۔

وہ اس کے پاس روانہ ہو گئے، کعب کو سخت تعجب ہوا، اور ڈر گیا، اس پر انھوں نے کہا میں ابوناٹلہ ہوں، میں تو صرف اس لیے تیرے پاس آیا ہوں کہ تجھے اس شخص کے آنے کی خبر دوں جو ہم لوگوں پر

مصیبت سے، عرب ہم سے لڑتے ہیں اور ایک ہی کمان سے تیر مارتے ہیں، حالانکہ ہم لوگ اُس سے کنارہ کشی چاہتے ہیں، میرے ہمراہ وہ لوگ ہیں جن کی رائے میری رائے کے موافق ہے، میں چاہتا ہوں کہ انھیں تیرے پاس لے آؤں، ہم لوگ تجھ سے غلہ اور کھجور خریدیں اور جو چیز قابل اعتماد ہو تیرے پاس رہن کر دیں۔

وہ اُن کی بات سے مطمئن ہو گیا اور کہا کہ انھیں جب چاہو لے آؤ، وہ اُس کے پاس سے کسی وقت کے وعدے پر نکلے، ساتھیوں کے پاس آئے اور انھیں خبر دی تو وہ سب اس رائے پر متفق ہو گئے کہ اُس کے پاس اُس وقت چلیں جب شام ہو جائے۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو خبر دی، آپ اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے، بقیع تک تشریف لائے، انھیں روانہ کر دیا اور فرمایا کہ اللہ کی مدد اور برکت کے بھروسے پر تم لوگ جاؤ۔

چاندنی رات میں وہ لوگ روانہ ہوئے، اور اُس کے قلعے تک پہنچے، ابونا نلہ نے پکارا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا، اُس کی عورت نے رضائی پکڑ لی اور کہا تو کہاں جاتا ہے؟ تو تو ایک جنگجو آدمی ہے، اُس نے حال ہی میں منشاوی کی تھی، کعب نے کہا مجھ سے وعدہ ہے، وہ تو میرا بھائی ابونا نلہ ہے، اُس نے اپنے ہاتھ سے رضائی اڑھ لی۔ اور کہا اگر مرد کو نیزہ مارنے کو بھی بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے۔

کعب اُن کے پاس آیا، ان لوگوں نے تھوڑی دیر تک باتیں کیں یہاں تک کہ وہ اُن سے کھل گیا اور ماتوس ہو گیا، ابونا نلہ نے اپنا ہاتھ اُس کے بالوں میں داخل کر دیا اور سر کے پیٹے (بال) پکڑ لیے، اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اللہ کے دشمن کو قتل کر دو، سب نے اپنی اپنی تلوار سے وار کیے، مگر بے سود، بعض تلواروں نے بعض کو لوٹا دیا، کعب ابونا نلہ سے چمٹ گیا۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں: مجھے ایک گپتی یاد آئی جو میری تلوار میں تھی،

اُسے کھینچ لیا اور اُس کی نات میں گھسیٹ کے زور سے دبایا، گپتی کاٹتی ہوئی زیر نات اتر گئی، اللہ کے دشمن نے ایک ایسی چیخ ماری جس سے یہود کے قلعوں میں سے کوئی قلعہ باقی نہ رہا جس پر آگ نہ روشن ہو گئی ہو۔

انہوں نے اُس کا سر کاٹ لیا اور اپنے ہمراہ لے آئے بقیع الغرقہ پہنچے تو تکبیر کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، اُن کی تکبیر سنی تو آپ نے بھی تکبیر کہی اور سمجھ گئے کہ انہوں نے اُسے قتل کر دیا۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان چہروں کو فلاح یاب کرے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے چہرے کو بھی، یہ کہا اور آپ کے آگے کعب کا سر ڈال دیا، آپ نے اللہ کی حمد کی، صبح ہوئی تو فرمایا: یہودیوں میں سے تم جس پر قابو پاؤ قتل کر دو، وہ ڈرے، اُن میں سے کوئی نہیں نکلا اور نہ کچھ بولے۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ ابن الاشراف کی طرح اُن پر بھی شب خون نہ مار جائے۔

زہری سے حق تعالیٰ کے اس قول ”ولتسعن من الذین اولوا کتاب من قبلکم ومن الذین اذی کثیرا“ (اُن لوگوں سے جن کو تم سے قبل کتاب دی گئی اور اُن لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا تم لوگ ضرور ضرور بہت سی ایذا رساں باتیں سلو گے) کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کعب بن الاشراف ہے جو مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے خلاف اپنے اشعار سے برا بھلا کرتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ہجو کرتا تھا۔

۲۳

انصار میں سے پانچ آدمی اُس کے پاس گئے جن میں محمد بن مسلمہ اور ایک اور شخص تھے، جنہیں ابو عیسیٰ کہا جاتا تھا، وہ الحواری میں اپنی قوم کی مجلس میں تھا، جب اُس نے اُن کو دیکھا تو ڈرا اور اُن کی

حالت سے بھڑک گیا۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے پاس ایک ضرورت سے آئے ہیں، اُس نے کہا، تم میں سے ایک شخص میرے پاس آئے اور اپنی ضرورت سے مجھے آگاہ کرے، ایک آدمی اُس کے پاس آیا اور کہا کہ ہم تو اس لیے تیرے پاس آئے ہیں کہ تیرے ہاتھ وہ زر ہیں فروخت کریں جو ہمارے پاس ہیں تاکہ ہم انھیں خرچ کریں، اُس نے کہا بخدا اگر تم لوگ ایسا کرو گے تو (تو تم اچھا کرو گے) جب سے یہ شخص (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں اترتا ہے تم لوگ مصیبت میں پڑ گئے۔

انہوں نے وعدہ کیا کہ اُس کے پاس ایسے وقت آئیں گے جب کوئی دوسرا نہ ہوگا، حسب وعدہ کعب کے پاس پہنچ کر آواز دی، اُس کی عورت نے کہا کہ کیا ان لوگوں نے کسی ایسی چیز کے لیے تیرا دروازہ کھٹکھٹایا ہے جو تجھے پسند ہے، اُس نے کہا ان لوگوں نے اپنی عرض اور مقصد کے متعلق مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ کعب ان لوگوں کے سامنے آیا اور پوچھا کہ میرے پاس کیا رہن کر دو گے، کیا اپنے بیٹے رہن کر دو گے؟ اُس کا ارادہ یہ تھا کہ انھیں کھجوریں قرض دے۔

انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اس سے شرماتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں کو عار دلائی جائے اور کہا جائے کہ یہ ایک وسق پر گرو ہے اور یہ دو وسق پر، اُس نے کہا اچھا اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن کر دو، انہوں نے کہا تو سب سے زیادہ خوب صورت ہے، ہمیں تجھ سے اطمینان نہیں، کون عورت ہے جو تیری خوب صورتی کی وجہ سے تجھ سے بیچ سکے گی، البتہ ہم لوگ اپنے ہتھیار تیرے پاس رہن کر دیں گے، تجھے معلوم ہے کہ آج کل ہمیں ہتھیاروں کی کس قدر ضرورت ہے، اُس نے کہا، ہاں، اپنے ہتھیار لے آؤ اور جو چاہو لالے جاؤ۔

اصحاب نے کہا کہ ہمارے پاس آؤ تاکہ معاملے کی گفتگو کریں،

کعب اترنے لگا تو اُس کی عورت لپٹ گئی، اور کہا کہ اس قسم کے لوگوں کے پاس قوم میں سے کسی کو بھیج دیا کہ جو تیرے ہمراہ ہوں، اُس نے کہا اگر یہ لوگ مجھے سوتا ہوا پاتے تو نہ جگاتے، عورت نے کہا اچھا چھت ہی پر سے اُن سے بات کر لے۔

وہ نہ مانا، اور اُن کے پاس اتر آیا، اُس کی خوشبو تمام مہک رہی تھی، پوچھا، اے فلاں، یہ کیسی خوشبو ہے، اُس نے کہا یہ فلاں کی ماں (یعنی اُس کی عورت) کا عطر ہے، ایک آدمی اُس کا سر سونگھنے کے بہانے سے بڑھا، اور مضبوط پکڑ کے کہا، اللہ کے دشمن کو قتل کر دو۔ ابو عبس نے اُس کے کولے میں تیزہ مارا اور محمد بن مسلمہ نے تلوار مار سی، وہ قتل ہو گیا تو واپس ہوئے۔

یہود کی صبح خوف کی حالت میں ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور شکایت کی کہ ہمارا سردار دغسا سے قتل کیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے افعال یاد دلائے کہ کس طرح وہ لوگوں کو برا نیکختہ کرنا تھا، لڑائی پر ابھارتا تھا، اور ایذا پہنچاتا تھا، آپ نے انہیں اس امر کی دعوت دی کہ اپنے اور آپ کے درمیان ایک معاہدہ صلح لکھ دیں جو کافی ہو۔

یہ عہد نامہ اب تک علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ غطفان

ہجرت کے پچیسویں مہینے ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نجد کی جانب غزوہ غطفان ہے جو الغنم کے نواح میں ذوا مر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ بنی نعلبہ و حارث کی ایک جماعت نے ذی امر میں جمع ہو کر یہ قصد کیا ہے کہ آپ کو تمام اطراف سے

گھیر لیں، یہ فعل بنی محارب میں سے ایک شخص کا ہے جس کا نام دُعثور بن السحارث ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کیا اور چار سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ جن کے پاس گھوڑے تھے ۱۲ ربیع الاول کو روانہ ہوئے، مدینے میں عثمان بن عفان کو خلیفہ بنا یا۔ مسلمانوں کو ذی القصہ میں بنی ثعلبہ کا ایک شخص ملا جس کا نام جبار تھا، لوگ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، اس نے ان کی خبر دی اور کہا کہ اگر وہ لوگ آپ کی آمد سن لیں گے تو ہرگز مقابلہ نہ کریں گے، وہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، میں آپ کے ہمراہ چلتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی، وہ مسلمان ہو گیا اُسے بلال کے ساتھ کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی سے مقابلہ نہ ہوا، آپ انھیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب بارش سے بھیگ گئے، آپ نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر پھیلا دیے تاکہ خشک ہو جائیں اور دخت پر لٹکا دیا اور خود ایک کروٹ لیٹ گئے۔

دشمنوں میں سے ایک شخص آیا جس کا نام دُعثور بن السحارث تھا، اس کے پاس تلوار تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا، آپ نے فرمایا اللہ جبریل نے آپ کے سببہ مبارک میں القا کیا تھا۔

تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھالی اور فرمایا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا، اس نے کہا کوئی نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور انھیں اسلام کی دعوت دینے لگا۔

اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "یا ایھا الذین آمنوا

۱ ذکر والغمة اللہ علیکم اذ ہم قوم الایمہ" اسے ایمان والو اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو جب کہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اللہ نے ان کا ہاتھ روک دیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، نوبت جنگ کی نہیں آئی، اور آپ کی غیبت گیارہ دن رہی۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا غزوہ بنی سلیم

۶ جمادی الاولیٰ ہجرت کے ستائیسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بحران کاغزوہ ہے، بحران القرع کے نواح میں ہے، مدینہ اور فرع کے درمیان آٹھ برو (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بحران میں بنی سلیم کا مجمع ہے، آپ تین سو اصحاب کے ہمراہ روانہ ہوئے، مدینے میں ابن ام المکتوم کو خلیفہ بنایا اور تیز چل کر آپ بحران میں وارد ہو گئے، معلوم ہوا کہ لوگ اپنے اپنے پانی کے مقامات کو منتشر ہو گئے، آپ واپس ہوئے، نوبت جنگ نہیں آئی، کل دس روز آپ باہر رہے۔

سریہ زید بن حارثہ

زید بن حارثہ کا سریہ القردہ کی جانب ہجرت کے اٹھائیسویں مہینے شروع جمادی الآخر میں پیش آیا، یہ سب سے پہلا سریہ ہے جس میں

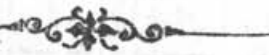
۲۵ زید امیر بنکے بھلے، القروہ نجد کی زمین میں الزبدہ اور الغمرہ کے درمیان ذات عرق کے نواح میں ہے۔

انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ قریش کے روکنے کے لیے بھیجا جس میں صفوان بن امیہ اور جویط بن عبد العزی اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ تھے، ان کے ہمراہ بہت سا مال، سونے چاندی کے سکے، برتن اور چاندی تھی، جن کا وزن تیس ہزار درم تھا، ان کا رہبر فرات بن حیان العجلی تھا، اس نے انھیں عراق کے راستے سے ذات عرق روانہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر پہنچی تو آپ نے زید بن حارثہ کو سو سواروں کے ہمراہ روانہ کیا، انھوں نے اسے روکا اور قافلے کو پایا، قوم کے بڑے بڑے لوگ بیچ کر نکل گئے، تمام مال یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، آپ نے اسے پانچ حصوں پر تقسیم فرمایا، اس کا ایک خمس (پانچواں حصہ) بیس ہزار درم کو پہنچا، جو بچا وہ آپ نے اہل سریرہ کو تقسیم کر دیا۔

فرات بن حیان جو گرفتار کر لیا گیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، اس سے کہا گیا کہ اگر تو اسلام لائے گا تو چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جان بخش دی۔

غزوہ احمد



۷۷ شوال یوم شنبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کے بتیسویں مہینے غزوہ احد پیش آیا۔

مشرکین جو بدر میں آئے تھے جب مکے کو لوٹے تو اس قافلے کو جسے ابوسفیان بن حرب لایا تھا دارالندوہ میں پھیرا ہوا پایا، سرداران قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا ہم لوگ نہایت خوش ہوں گے اگر تم اس قافلے کے نفع سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف (جانے کے لیے) سامان سفر مہیا کرو، ابوسفیان نے کہا میں پہلا شخص ہوں جس نے اسے منظور کیا، اور عبدمناف کی اولاد بھی میرے ساتھ ہے۔

مال فروخت ہو کر سونا جمع ہوا کُل ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار دینار کا مال تھا۔ قافلے کے مالکوں کو اصل سرمایہ دیدیا گیا اور نفع نکال لیا گیا۔ معمول یہ تھا کہ ایک دینار میں دینار نفع لیتے تھے۔ انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ”ان الذین کفروا ینفقون اموالہم لیصلوا عن سبیل اللہ“ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، اپنے مال کو اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے سے روکیں، انہوں نے قاصد روانہ کیے جو عرب میں جا کر نصرت کی دعوت دیتے تھے، انہوں نے سب سے مال جمع کیا، جو عرب ان کے ساتھ تھے سب متفق ہو کر حاضر ہوئے، قریش نے ہمراہ عورتوں کو لینے پر بھی اتفاق کیا تاکہ وہ مقتولین بدر کو یاد دلائیں، انھیں غصہ دلائیں جس سے شدت انتقام تیز ہو۔

عباس بن عبدالمطلب نے تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن الزبیر کو عباس کے خط کی خبر دی، یہودیوں اور منافقوں نے مدینے میں خوفناک خبریں مشہور کر دیں، قریش مکے سے روانہ ہو گئے، ان کے ہمراہ اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ قاسم ابو عامر بھی تھا جو اس کے قبل راہب کہلاتا تھا۔

ان کی تعداد تین ہزار تھی، سات سو زرہیں، دو سو گھوڑے،

تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں ساتھ تھیں، خبر روانگی لوگوں میں شائع ہو گئی، یہاں تک کہ وہ ذوالحلیفہ میں اترے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو جاسوسوں انس و مونس کو جو فضالہ کے بیٹے اور الظفری تھے ہر شوال شب پنجشنبہ کو روانہ کیا، وہ دو دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی خبر لائے، قریش نے اپنے اونٹ اور گھوڑے العریض کی کھیتی میں چھوڑے، وہاں سے روانہ ہوئے تو گھاس ختم ہو چکی تھی۔

آپ نے احباب بن المنذر بن الجموح کو بھی ان کی طرف روانہ کیا، وہ لشکر میں داخل ہوئے، تعداد کا اندازہ کیا اور آپ کے پاس خبر لائے۔ سعد بن معاذ، اُسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ شب جمعہ کو مسلح ہو کر مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر رہے، مدینے کی حفاظت کی گئی، یہاں تک صبح ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شب کو خواب دیکھا کہ آپ ایک مضبوط زرہ پہنے ہیں، آپ کی تلوار ذوالفقار دہار کے پاس سے تڑک گئی ہے، ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے، اور ایک مینڈھا اُس کے پیچھے ہے۔ آپ نے اصحاب کو اس کی خبر دی اور تعبیر بیان فرمائی کہ محفوظ زرہ سے مراد مدینہ ہے، تلوار کا تڑکنا خود مجھ پر مصیبت کی علامت ہے، ذبح کی ہوئی گائے میرے اصحاب کا قتل ہے، مینڈھے کا پیچھا کرنا، اس سے مراد لشکر کفار ہے جسے اللہ تعالیٰ قتل کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی بنا پر یہ رائے ہوئی کہ مدینے سے نہ نکلیں، آپ چاہتے تھے کہ آپ کی رائے کی موافقت کی جائے اصحاب سے مشورہ فرمایا تو عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا کہ آپ نہ نکلیں، اکابر مہاجرین و انصار کی بھی یہی رائے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مدینے میں ٹھہرو، عورتوں اور بچوں کو قلعوں میں کر دو۔

ذوالفقار

دو نوجوانوں نے جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمن کی طرف نکلنے کی درخواست کی اور شہادت کی رغبت ظاہر کی انھوں نے کہا کہ میں ہمارے دشمن کی طرف لے چلیے، پھر ان لوگوں کا قلبہ ہو گیا جو باہر نکلنا چاہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی، وعظ بیان فرمایا، انھیں کوشش اور جہاد کرنے کا حکم دیا، اور یہ خبر دی کہ جب تک وہ صبر کریں گے ان کی مدد ہوگی، انھیں اپنے دشمن کے مقابلے کے لیے طیاری کا حکم دیا چنانچہ لوگ روانگی سے خوش ہوئے۔

آپ نے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی، سب جمع تھے، اہل العوالیٰ بھی حاضر ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں داخل ہوئے، آپ کے ہمراہ ابو بکر و عمر بھی تھے، دونوں اصحاب نے آپ کے عمامہ باندھا، لباس (جنگ) پہنایا، لوگ صف باندھے ہوئے آپ کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہے تھے سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے کہا کہ تم نے باہر نکلنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زبردستی کی، حالانکہ امر مناسب آپ پر آسمان سے نازل ہو جاتا ہے، لہذا تم لوگ معاملے کو آپ ہی کے سپرد کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح برآمد ہوئے کہ زرہ پہنے ہوئے تھے، آپ نے زرہ کو ظاہر کیا اور اس کے درمیان چمڑے کی پیٹی سے باندھا تھا جو تلوار لٹکانے کی تھی، آپ عمامہ باندھے اور تلوار لٹکائے ہوئے تھے، ڈھال پشت پر تھی۔

سب لوگ اس پر نادم ہوئے جو انھوں نے کیا اور عرض کی ہیں یہ حق نہیں ہے کہ آپ کی مخالفت کریں، لہذا جو آپ کو مناسب معلوم ہو وہ کہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بیٹی کو یہ مناسب نہیں کہ جب وہ اپنی زرہ پہن لے تو اسے اتار دے تا وقتیکہ اللہ اس کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کر دے، تم اسے دیکھو جس کا میں نے تمھیں حکم دیا، اسے کرو اور اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ، تمھاری ہی مدد ہوگی،

جب تک تم صبر کرو گے۔

آپ نے تین نیزے طلب فرمائے اور تین جھنڈے بنائے، اوس کا جھنڈا اسید بن حضیر کو دیا، خزر ج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کو، اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن عبادہ کو اپنا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مصعب بن عمیر کو دیا، مدینے پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے، کمان کو کندھے پر ڈال لیا اور ایک نیزہ ہاتھ میں لے لیا، مسلمان مسلح اور زہ پوئل تھے، ان کے پاس سوزر ہیں تھیں، دو ذرا سعد یعنی سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ آپ کے آگے نکلے، دونوں دوڑ رہے تھے اور زہ پوش تھے، لوگ آپ کے دامنے اور بائیں تھے۔

اس طرح آپ روانہ ہوئے، جب ایشخین پہنچے جو دو قلعے ہیں تو آپ متوجہ ہوئے اور بہت سے ہتھیار والے لشکر کو دیکھا، جس کے خاص قسم کے ہال تھے، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے، لوگوں نے عرض کی، یہ ابن ابی کے یہودی حلفاء ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہل شرک سے اہل شرک پر مدد نہ لو، آپ نے جسے واپس کیا اسے واپس کیا اور جسے اجازت دی اسے اجازت دی۔

آفتاب غروب ہو گیا، بلال نے اذان کہی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو مغرب کی نماز پڑھائی اور ایشخین ہی میں شب باش ہوئے۔ آپ بنی النجار میں اترے تھے، اس رات کے پہرے پر محمد بن مسلمہ کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ عامل مقرر فرمایا جو رات بھر لشکر کے گرد گشت کرتے رہے۔

مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہ آپ روانہ ہوئے اور اترے دیکھ لیا تھا، وہ سب جمع ہو گئے، عکر مہ بن ابی جہل کو مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے پہرے پر عامل بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھلی شب کو اس طور پر روانہ ہوئے کہ آپ کے رہبر ابو حثمہ السحارقی تھے، آپ اسی روز احد کے مقام القنطرة تک پہنچ گئے، نماز کا وقت آگیا، آپ مشرکین کو دیکھ رہے تھے، بلال کو (اذان کا) حکم دیا، انھوں نے اذان اور اقامت کہی، آپ نے اصحاب کو صف صف کر کے نماز پڑھائی۔

ابن ابی اسی مقام سے ایک لشکر کے ہمراہ اس طرح اکھڑ گیا کہ گویا وہ ایک مظلوم ہے جو ان کے آگے جا رہا ہے، وہ کہنا جاتا تھا کہ آپ نے میری نافرمانی کی، اور بچوں کی اور ان لوگوں کی اطاعت کی جن کو عقل نہیں، اس کے ہمراہ تین سو آدمی علیحدہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو اصحاب رہ گئے، آپ کے پاس ایک گھوڑا آپ کا اور ایک گھوڑا ابو بردہ بن یسار کا تھا، آپ سامنے آکر اصحاب کو صف بستہ کر رہے تھے، اور پیادہ ہو کر صفوں کو سیدھا کر رہے تھے، آپ نے میمنہ اور میسرہ بنایا، آنحضرت دو زربین خود، اور لوہے کی ٹوپی (مغفر و بیضہ) پہنے ہوئے تھے، آپ نے احد کو اپنی پشت پر، اور مدینے کو سامنے کیا۔

کوہ غنینین مع نائے کے بائیں جانب تھا، اس پر چاس تیر اندازوں کو مقرر کیا، عبد اللہ بن جبیر کو ان کا عامل بنایا، اور سمجھا دیا کہ تم لوگ اپنے اسی مورچے پر کھڑے رہنا، ہماری پشت کی حفاظت کرنا، اگر تم یہ دیکھو کہ ہم کو مال غنیمت ملا ہے تو تم ہمارے شریک نہ ہونا، اور اگر تم یہ دیکھنا کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد نہ کرنا

مشرکین بھی سامنے آکر اپنی صفوں کو درست کرنے لگے انھوں نے میمنہ پر خالد بن الولید کو اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو عامل بنایا دونوں کناروں (میمنہ و میسرہ) پر دو سو گھوڑے تھے، سواروں پر صفوان بن امیہ کو مقرر کیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو تیر اندازوں پر جو سو تھے عبد اللہ بن ابی ربیعہ کو، جھنڈا طلحہ بن ابی ظلمہ کے

حوالے کیا، ابو طلحہ کا نام عبد اللہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریاقت فرمایا کہ مشرکین کا جھنڈا کون اٹھائے ہے تو کہا گیا عبد الدار، آپ نے فرمایا، ہم وقائے عہد کے ان سے زیادہ مستحق ہیں، مصعب بن عمیر کہاں ہیں، عرض کی میں یہ ہوں، قسم فرمایا جھنڈا لے لو، مصعب بن عمیر نے جھنڈا لے لیا اور وہ اسے لے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو گئے۔

جس شخص نے سب سے پہلے جنگ چھیڑی وہ ناسق ابو عامر تھا جو اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ نکلا اور پکار کر کہا کہ میں ابو عامر ہوں، مسلمانوں نے کہا کہ تیرے لیے مرجا ہے، اور نہ خوش آمدید، اس نے کہا کہ میرے بعد میری قوم پر ایک شتر نازل ہوا، اس کے ساتھ قریش کے غلام بھی ہیں۔

وہ لوگ اور مسلمان پتھر پھینکنے لگے، ابو عامر اور اس کے ساتھیوں نے پشت پھیر لی، مشرکین کی عورتیں دھول تاشے اور دف بجا کر برا بھلا بولنے لگیں، مقتولین بدر کی یاد دلا کر یہ اشعار پڑھنے لگیں:-

نحن بنات طارق	تمشی علی التمارق
ہم لوگ رات کو آیتوں کی بیٹیاں ہیں	ہم لوگ تکیے پر چلتے ہیں
ان تقبلوا العاق	اوند برد الفارق
اگر تم لوگ مقابلے پر آؤ گے تو	اور اگر پشت پھیر کر بھاگو گے تو
تمہارے گلے لگ جائیں گے	ہم تم سے جدا ہو جائیں گے

فراق غیر و امق

اور جدائی بھی وہ ہوگی جو نفرت کرنے والے کی ہوتی ہے۔ قوم کے بعض لوگ بعض کے نزدیک آگے تیرا انداز مشرکین کے لشکر پر تیر پھینک رہے تھے، قبیلہ ہوازن نے پشت پھیر لی، طلحہ بن ابی طلحہ نے جو جھنڈا لیا تھا پکارا کہ کون جنگ کرے گا، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے اور دونوں صفوں کے درمیان مقابلہ ہوا، علی نے اس پر سبقت کی

اور سر پر ایسا مارا کہ کھوپری پھٹ گئی، اور وہ گر پڑا، وہ لشکر کا سردار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسرور ہوئے، آپ نے بلند آواز سے تکبیر فرمائی اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی، مشرکین کے لشکروں پر حملہ کر کے انھیں مارنے لگے یہاں تک کہ ان کی صفیں پراگندہ ہو گئیں۔ مشرکین کا جھنڈا ابو شیبہ عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھایا، وہ عورتوں کے آگے رجز کہتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا:-

ان تخضب لصعدة اوتندقا
ان علی اهل اللواء حقاً

بے شک جھنڈے والے پر واجب ہے کہ (اُس کا) نیزہ (خون میں) رنگ جائے یا لٹ جائے
اُس پر حمزہ بن عبدالمطلب نے حملہ کیا، انھوں نے اُس کے شانے پر اس زور سے تلوار ماری کہ ہاتھ اور بازو کاٹتی ہوئی کمزنگ پہنچ گئی اور اُس کا پھیدہ ظاہر ہو گیا، حمزہ یہ کہتے ہوئے لوٹے کہ میں تو ساقی ابھیج کا بیٹا ہوں (ابھیج = وہ شخص جس کے زخم سر کی گہرائی ناپنی جائے)۔

وہ جھنڈا ابو سعد بن ابی طلحہ نے اٹھایا، اُسے سعد بن ابی وقاص نے ایک تیر مارا جو اُس کے گلے میں لگا اور کتے کی طرح زبان باہر نکل پڑی پھر اُسے قتل کر دیا۔

مسیح بن طلحہ بن ابی طلحہ نے وہ جھنڈا اٹھایا، عاصم بن ثابت نے تیر مار کر اُسے قتل کر دیا۔
کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جب اٹھایا تو اُسے الزبیر بن العوام نے قتل کر دیا۔

الجلال بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا تو طلحہ بن عبید اللہ نے اُس کو قتل کر دیا۔

ارطاة بن شرجیل نے جھنڈا لیا تو اُسے علی بن ابی طالب نے قتل کر دیا۔
شریح بن قارظ نے اٹھایا تو کسی شخص نے اُسے قتل کر دیا اُس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

اُن کے غلام صواب نے وہ علم اٹھایا، کوئی کہتا ہے سعد بن ابی وقاص نے اور کوئی کہتا ہے علی بن ابی طالب نے اسے قتل کیا، کوئی کہتا ہے قزو ان نے اسے قتل کیا، اور یہی قول سب سے زیادہ ثابت ہے۔

جب جھنڈا اٹھانے والے قتل کر دیے گئے تو مشرکین اس طرح ہزیمت اٹھائے بھاگے کہ کسی چیز کی طرف بھی رخ نہ کرتے تھے، حالانکہ اُن کی عورتیں ہلاکت کی دعا کر رہی تھیں، مسلمان تعاقب کر کے جہاں چاہتے تھے قتل کرتے تھے انھیں لشکر گاہ سے نکال دیا اور لوٹ لیا، غنیمت کا مال جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تیرا اندازوں نے جو کوہ عینین تھے گفتگو کی، آپس میں اختلاف ہو گیا، اُن کے امیر، عبداللہ بن جبیر، ایک قلیل جماعت کے ساتھ جو دس سے کم تھی اپنے مقام پر ثابت قدم رہے، انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آگے نہ بڑھوں گا، اپنے ساتھیوں کو نصیحت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد دلایا مگر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مرا نہیں ہتھکین تو بھاگ گئے پھر ہمارا مقام یہاں کیوں ہو، وہ لوگ لشکر کے پیچھے جا رہے تھے، انھیں کے ہمراہ لوٹ رہے تھے اور پہاڑ کو تنہا چھوڑ دیا۔

خالد بن الولید نے پہاڑ کو خالی اور وہاں والوں کی قلت کو دیکھا تو لشکر کو لوٹایا، عکرمہ بن ابی جہل بھی پیچھے ہو گیا، انھوں نے بقیہ تیرا اندازوں پر حملہ کر کے قتل کر دیا، اُن کے امیر عبداللہ بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بھی قتل ہو گئے۔ مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ گئیں، اُن کی چلی ٹھوم گئی، ہوا بدل کے مغربی ہو گئی حالانکہ اس کے قبل مشرقی تھی، اہلبیس لعنتہ اللہ نے نہ لایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیے گئے، مسلمانوں کے حواس جاتے رہے، وہ خلافت قاعدہ قتال کرنے لگے، حیرانی اور جلدی کی وجہ سے جسے وہ جانتے تھے تھے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔

مصعب بن عمیر قتل کر دیے گئے تو جھنڈا ایک فرشتے نے لے لیا جو مصعب کی صورت کا تھا، اُس روز لاکھ حاضر ہوئے، مگر جنگ نہیں کی،

مشرکین نے اپنے شعار (جنگی اصطلاح) میں ندا دی کہ یا للعرسیٰ یا لھبلی۔ انھوں نے مسلمانوں کا قتل عظیم کیا، ان میں سے جس نے پشت پھیر لی پھیر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ثابت قدم رہے کہ مٹتے نہ تھے، اپنی کمان سے تیر پھینک رہے تھے جب ختم ہو گئے تو پتھر مارنے لگے، ہمراہ اصحاب میں سے چودہ آدمی کی ایک جماعت بھی ثابت قدم رہی، جن میں سات مہاجرین بشمول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور سات انصار میں سے تھے انھوں نے مدافعت کی۔

مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی، گچلیوں اور آگے کے دانتوں کے درمیانی چار دانت پر ضرب آگئی، چہرہ مبارک اور پیشانی پر زخم آگیا، آپ پر ابن تمیہ نے تلوار سے حملہ کیا اور دامنے پہلو پر مارا، طلحہ بن عبید اللہ نے اپنے ہاتھ سے بچایا، اس میں ان کی انگلی بے کار ہو گئی، ابن تمیہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے آپ کو شہید کر دیا ہے، یہ وہ بات تھی جس نے مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور انھیں شکستہ خاطر بنا دیا۔

اسماء شہداء و مقتولین

- ۳۰۔ اُس روز حمزہ بن عبد المطلب رحمۃ اللہ شہید ہوئے جنہیں وحشی نے شہید کیا، عبد اللہ بن جحش کو ابو الحکم بن الاختس بن شریق نے شہید کیا، مصعب بن عمیر کو ابن تمیہ نے شہید کیا، شناس بن عثمان بن الشریذ الحزومی کو ابی بن خلف الجحفی، عبد اللہ و عبد الرحمن فرزند ان الہیب نے جو بنی سعد میں سے تھے، و ہب بن قابوس المزنی اور اس کے بھتیجے الحارث بن عقبہ بن قابوس نے شہید کیا۔ انصار میں سے شتر آدمی شہید ہوئے، جن میں سے سعد بن معاذ کے بھائی عمرو بن معاذ اور حدیفہ کے والد الیمان کو تو مسلمانوں نے غلطی سے شہید کر دیا۔
- حنظلہ بن ابی عامر راہب، سعد بن خیشمہ کے والد حلیثمہ ابو بکر کے داماد

خارجہ بن زید بن ابی ترہیر، سعد بن الربیع اور ابوسعید الخدری کے والد مالک بن سنان، العباس بن عبادہ بن نضله، مجذربن زیاد، عبد اللہ بن عمرو بن حرام، عمرو بن الجموح جو ان کے سرداروں میں سے تھے بہت سے آدمیوں کے ہمراہ شہید ہوئے۔

مشرکین میں سے تیس آدھی مقتول ہوئے جن میں جھنڈے کے اٹھانے والے اور عبد اللہ بن زید بن زبیر بن الحارث بن اسد بن عبد العزیٰ، ابو عزیٰ بن عمیر، ابو الحکم بن الاحسن بن شریق الشفقی جسے علی بن ابی طالب نے قتل کیا، سباع بن عبد العزیٰ الخزاعی جو ام امار کا بیٹا تھا، حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، ہشام بن ابی امیہ بن المغیرہ، الولید بن العاص ابن ہشام، امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ، خالد بن الاعلم العقیلی، ابی بن خلف الجحجی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے قتل فرمایا، ابو عزیٰ الجحجی جس کا نام عمرو بن عبد اللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جحج ہے، تھے۔

ابوعزہ وہ شخص سے جو جنگ بدر میں گرفتار ہو گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا تو اس نے کہا کہ میں آپ کے مقابلے پر کسی جماعت میں اضافہ نہ کروں گا، مشرکین کے ہمراہ جنگ اُحد میں نکلا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیر کر کے گرفتار کر لیا، اس کے سوا آپ نے اور کسی کو گرفتار نہیں کیا۔

اس نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر احسان کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا، تو تم اس طرح نہیں لوٹنے پائے گا کہ اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر کہے کہ میں نے دو مرتبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مسخر کیا، آپ نے اس کے متعلق عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح کو حکم دیا تو انھوں نے اس کی گردن مار دی۔

جب مشرکین اُحد سے واپس ہو گئے تو مسلمان اپنے مقتولین کی طرف

متوجہ ہوئے، حمزہ بن عبد المطلب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے نہ انھیں غسل دیا اور نہ دوسرے شہداء کو غسل دیا اور فرمایا انھیں مع ان کے خون اور زخموں کے کفنا دو، انھیں رکھ دو میں ان سب کا نگران ہوں۔

حمزہ سب سے پہلے شخص تھے جن پر چار مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر فرمائی (یعنی نماز جنازہ پڑھی)، پھر آپ کے پاس شہداء جمع کئے گئے، جب کسی شہید کو لایا جاتا تھا تو اسے حمزہ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا، پھر ان پر اور اس شہید پر نماز پڑھتے تھے، اس طرح آپ نے ان پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔

۳۱ ہم نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کے اہل پر نماز نہیں پڑھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گر گھا کھودو، گہرا اور چوڑا کرو، اور جسے قرآن زیادہ یاد ہو اسے مقدم کرو۔

وہ لوگ جنہیں ہم جانتے ہیں کہ ایک قبر میں دو دفن کیے گئے یہ تھے:-
عبد اللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن الجحوم ایک قبر میں، حارث بن زید اور سعد بن الربیع ایک قبر میں، التعمان بن مالک اور عبدة بن الحکاس ایک قبر میں۔

پھر سب لوگ یا اکثر اپنے مقتولین کو مدینے اٹھائے گئے اور نواح میں دفن کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ مقتولین کو ان کی خواہجا ہوں کی طرف واپس کرو، منادی نے صرف ایک ہی شخص کو پایا جو دفن نہیں کیے گئے تھے، وہ لوٹا دیے گئے اور وہ شماس بن عثمان الحضرمی تھے۔

اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے، نماز مغرب مدینے میں پڑھی ابن ابی اور منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کی ناکامیابی پر خوشیاں منائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین آج کی طرح ہم پر کامیابی نہ حاصل کر سکیں گے یہاں تک کہ ہم رکن (حجر اسود) کو بوسہ دیں۔

انصار اپنے مقتولین پر روئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو
سرمایا کہ حنظلہ پر کوئی رونے والا نہیں، انصار کی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دروازے پر آئیں اور حنظلہ پر روئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کے لیے دعا کی اور واپس جانے کا حکم دیا، آج تک وہ عورتیں جب
انصار میں سے کوئی مرتا ہے تو پہلے حنظلہ پر روتی ہیں پھر میت پر۔
الشعبی سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مشرکین کے ساتھ مکر کیا (یعنی خفیہ تدبیر کی) اور یہ پہلا دن تھا کہ
مکر کیا گیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
دانت (جو کچلی اور سامنے کے دانت کے درمیان تھے) اور آپ کی
پیشانی زخمی ہو گئی، چہرے پر خون بہا (صلوات اللہ علیہ ورضوانہ رحمۃ وبرکاتہ)۔
آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس نے اپنے نبی کے ساتھ
یہ کیا حالانکہ وہ انھیں ان کے پروردگار کی طرف بلاتا تھا، اسی موقع پر
یہ آیت نازل ہوئی:-

ليس لك من الامر شيء اوبيتوب عليهم اوعذبهم فانهم ظالمون
دیعے آپ کو اس معاملے میں کوئی دخل نہیں، خدا کو اختیار ہے، انھیں معاف کرے یا
ان پر عذاب کرے کیونکہ یہ لوگ ظالم ہیں)۔

عائشہ سے مروی ہے کہ جب یوم احد ہوا تو مشرکین کو شکست ہوئی،
ابلیس نے پکار کر کہا اے اللہ کے بندو! اپنی دوسری جماعت (کو دیکھو)
پہلی جماعت کوٹی، وہ اور ان کی دوسری جماعت باہم شمشیر زنی کرنے لگی،
حدیفہ نے دیکھا کہ اتفاقاً ان کے باپ النعمان ہیں (جنھیں تلوار ماری
جا رہی ہے) تو کہا اے اللہ کے بندو، یہ تو میرے باپ ہیں، میرے باپ ہیں۔
عائشہ فرماتی ہیں خدا کی قسم وہ لوگ تہ باز آئے تا آل کہ انھیں قتل
کر دیا، حدیفہ نے کہا کہ اللہ تمھاری مغفرت کرے۔

عروہ نے کہا کہ خدا کی قسم ان کی بقیہ خیر حدیفہ میں رہی یہاں تک کہ

وہ بھی اللہ سے جا ملے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ ایک محفوظ زرہ میں ہوں، اور میں نے ذبح کی ہونی گائے کو بھی تعبیر کی کہ زرہ سے مراد مدینہ اور کمانے سے مراد جماعت ہے اگر تم چلا ہو تو ہم مدینے میں مقیم رہیں، جب وہ لوگ حملہ آور ہوں تو ان سے جنگ کریں۔

۳۲

انہوں نے کہا، واللہ جاہلیت میں کوئی ہمارے شہر میں نہ داخل ہوا تو اسلام میں کون ہمارے پاس گھسے گا؟ آپ نے فرمایا، تمھاری مرضی، وہ چلے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہن لی تو انہوں نے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کو رد کیا، آئے اور عرض کی :- یا رسول اللہ آپ کی مرضی فرمایا، کسی نبی کو جتنا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے قتال سے پہلے اتار دے۔

الزہری سے مروی ہے کہ شیطان نے اعدائے دن پیکار کر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیے گئے۔

کعب بن مالک نے کہا کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا، میں نے خود کے نیچے آپ کی دونوں آنکھوں کو پہچانا تو بلند آواز سے پکارا کہ یہ رسول اللہ ہیں، آپ نے میری طرف اشارہ کیا کہ خاموش رہو، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی عقابکم الایہا" (محمد بھی ایسے رسول ہی ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر گئے، کیا یہ مرجائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم اپنے پیچھے پلٹ جاؤ گے؟)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابی بن خلف الجحفی بدر کے دن گرفتار ہوا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیدیہ دیا اور کہا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فریق (۸ سیر) جو رکھلاتا ہوں، شاید آپ کو اسی پر سوار ہو کر قتل کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انشاء اللہ اس پر تجھے قتل کروں گا۔

جب اُحد کا دن ہوا تو ابی بن خلف اسی گھوڑے کو ایڑا مارتا ہوا سامنے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا، چند مسلمانوں نے اسے روکا کہ۔ قتل کر دیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مہلت دو مہلت دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نیزہ لیکے کھڑے ہوئے جو آپ کے ہاتھ میں تھا، اس سے آپ نے ابی بن خلف کو مارا، جس سے ایک پسلی ٹوٹ گئی وہ مجروح ہو کے اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا، اسے ان لوگوں نے اٹھالیا اور واپس لے گئے، کہنے لگے کہ تیرے لیے کوئی خوف نہیں ہے، مگر ابی نے ان سے کہا کہ کیا انھوں نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ انشاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا، اس کے ساتھی اسے لے گئے، تھوڑی دور جا کر مر گیا، اسے ان لوگوں نے دفن کر دیا۔

سعید بن المسیب نے کہا کہ اسی کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمى (جس وقت مارا آپ نے ہمیں مارا، لیکن اللہ نے مارا)۔

السائب بن یزید یا اور کسی سے مروی ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو زریں پہنے تھے۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ اُحد کے دن تقریباً تیس آدمیوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مصیبت آئی، ان میں سے ہر ایک آتا تھا اور آپ کے سامنے دو زانو بیٹھ جاتا تھا یا سفیان نے کہا کہ آپ کے سامنے آجاتا تھا، پھر کہتا تھا کہ میرا چہرہ آپ کے چہرے کی دفاع ہے (یعنی اس کے بدلے حاضر ہے) اور میری جان آپ کی جان پر قربان ہے، آپ پر اللہ کا ایسا سلام ہو جو متروک نہ ہو۔

البراء بن عازب سے مروی ہے کہ جب اُحد کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازوں پر جو پچاس تھے عبد اللہ بن جبیر کو سردار بنا کے

ایک مقام پر مقرر کر دیا، اور فرمایا کہ اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھو کہ
پرندے کوچ رہے ہیں تب بھی اپنے مقام سے نہ ٹلو تا وقتیکہ تمہارے پاس
قاصد نہ بھیجا جائے۔ اور اگر تم یہ دیکھو کہ ہم نے اس قوم کو بھگا دیا، ہم ان پر
غالب آگئے اور ہم نے انہیں روند ڈالا تب بھی اپنی جگہ سے نہ ٹلو جب تک کہ
تمہارے پاس قاصد نہ بھیجا جائے۔

البراء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کو شکست دی
میں نے خدا کی قسم عورتوں کو دیکھا کہ پہاڑ پر اس طرح بھاگ رہی تھیں کہ ان کی
پنڈ لیاں اور پازیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے تھیں۔
عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا کہ غنیمت، اے قوم غنیمت، تمہارے ساتھی
غالب آگئے، تم کس کا انتظار کرتے ہو عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ کیا تم بھول
گئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا، انہوں نے کہا کہ ہم تو بخدا
ان لوگوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت حاصل کریں گے۔

البراء نے کہا کہ جب وہ ان کے پاس پہنچے تو ان کے چہرے پھیر دیے
گئے، وہ ہزیمت اٹھا کے آگئے۔ اس آیت کے یہی معنی ہیں "اذ یلعوہم
الرسول فی اخر اہم" (جب کہ رسول انہیں ان کی دوسری جماعت میں بلاتا ہے
تھے) چنانچہ سوائے بارہ آدمی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوئی
نہ رہا، ان (مشرکین) کو ہمارے ستر آدمی ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے اصحاب کو بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکین ملے تھے جن میں
ستر سیر تھے اور ستر مقتول۔

ابوسفیان سامنے آیا اور اس نے تین مرتبہ کہا کہ آیا اس جماعت میں
محمد ہیں؟ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دینے سے
منع فرمایا، اس نے کہا کہ آیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) ہیں۔
کیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں کیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں۔
کیا اس جماعت میں (فاروق اعظم) عظم بن الخطاب ہیں کیا اس جماعت میں
ابن الخطاب ہیں۔ کیا اس جماعت میں ابن الخطاب ہیں۔

ابوسفیان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ لوگ تو قتل کر دیے گئے اور تم ان کے لیے کافی ہو گئے، عمر (فاروق) کو اپنے نفس پر قابو نہ رہا، انھوں نے کہا بخدا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے وہ لوگ جن کو تو نے شمار کیا سب کے سب زندہ ہیں، اور وہ چیز تیرے لیے باقی ہے جو تیرے ساتھ بڑائی کرے گی۔

ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن، بدر کے دن کا بدلہ ہے، جنگ تو کبھی موافق ہوتی ہے کبھی مخالف، تم لوگ اس جماعت میں مثلہ (ناک کان کاٹنا) پاؤ گے جس کا میں نے حکم نہیں دیا اور نہ مجھے وہ سرا معلوم ہوا، وہ رجز (برائی گتہ کرنے والے شعار) پڑھنے لگا اور کہنے لگا "اعل ھبل اعل ھبل" (ہبل بہت کا نام ہے) بلند رہ۔ ہبل بلند رہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اسے جواب نہیں دیتے؟ عرض کی، یا رسول اللہ ہم اُسے کیا جواب دیں، فرمایا کہو کہ "اللہ اعلیٰ واجل" (یعنی اللہ بزرگتر و برتر ہے)، ابوسفیان نے کہا کہ العزلی (بت کا نام ہے) ہمارے ہی لیے ہے اور تمہارے لیے کوئی عزی نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اسے جواب نہیں دیتے، عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگ اُسے کیا جواب دیں، فرمایا یہ کہو اللہ مولانا و لامولی لکم (اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے)۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دانت ٹوٹ گیا، چہرہ مبارک زخمی ہو گیا، خود سر پر ٹوٹ گیا۔ فاطمہ علیہا السلام آپ کا زخم دھور ہی تھیں اور علی اُس پر ڈھال سے پانی ڈالتے تھے، جب فاطمہ نے یہ دیکھا کہ پانی سے سوائے خون کی زیادت کے اور کچھ نہیں ہوتا تو فاطمہ نے ایک ٹکڑا بوریے کا لیا، اسے جلایا اور لگا دیا جس سے خون رُک گیا۔

ابو حمید الساعدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے دن برآمد ہوئے، ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھ گئے، تو ایک بہت سے

ہتھیار والے لشکر کو دیکھا، فرمایا، یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا، یہ عبد اللہ بن ابی بن سلول ہے، اہل قینقاع کے چھ سو بیوی ہمراہ ہیں جو اس کے دوست و منگاہ ہیں اور وہ لوگ عبد اللہ بن سلام کے قبیلے کے ہیں، استفسار فرمایا اسلام لائے ہیں؟ لوگوں نے کہا، نہیں یا رسول اللہ فرمایا ان سے کہو واپس جائیں کیونکہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیں گے۔ ابو مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی۔

غزوہ حمراء الاسد

غزوہ حمراء الاسد ہجرت کے بتیسویں مہینے ۸ شوال یکشنبہ کو ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے شنبہ کی شام کو واپس ہوئے تو اس شب کو آپ کے دروازے پر چند معزز انصاری نے پاسبانی کی، مسلمان رات کو اپنے زخموں کا علاج کرتے رہے۔

یکشنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح پڑھی اور بلال کو حکم دیا کہ ندا دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دشمن کی تلاش کا حکم دیتے ہیں، ہمارے ہمراہ سوائے اس کے جو کل جنگ میں حاضر تھا اور کوئی نہ نکلیے۔

جابر بن عبد اللہ نے عرض کیا کہ احد کے دن میرے باپ نے مجھے میری بہنوں کی نگرانی کے لیے چھوڑ دیا تھا اس لیے میں جنگ میں حاضر نہ ہوا، اجازت دیجیے کہ میں آپ کے ہمراہ چلوں، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی، سوائے ان کے آپ کے ہمراہ کوئی ایسا شخص نہیں روانہ ہوا جو جنگ میں موجود نہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا طلب فرمایا جو بندھا ہوا تھا،

کھلانے تھا، آپ نے اسے علی بن ابی طالب کو دیا، اور کہا جاتا ہے کہ ابو بکر صدیق کو (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

آپ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ چہرہ مبارک مجروح تھا اور پیشانی مبارک زخمی تھی، دندان مبارک ٹوٹا ہوا تھا اور نیچے کا ہونٹ اندر کی جانب سے مجروح تھا، داہنا شانہ ابن قمیہ کی تلوار کی ضرب سے مسست تھا اور دونوں گھٹنے چھلے ہوئے تھے، العوالی کے باشندے بھی جب انھیں آواز آئی جمع ہو کر شریک ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے، آپ نے اسلم کے تین آدمیوں کو اس قوم کے نشان قدم پر منجربنا کے بھیجا، ان میں سے دو آدمی اس قوم سے (یعنی کفار سے) حمراء الاسد میں ملے جو الحقیق کے راستے پر ذوالحلیفہ کی بائیں جانب مدینے سے دس میل کے فاصلے پر ہے جب کہ داوی کا راستہ اختیار کیا جائے۔

اس جماعت کے لیے بہت مسافت تھی، لوگ پلٹنے کا مشورہ کر رہے تھے، صفوان بن امیہ انھیں اس سے منع کر رہا تھا، اتنے میں یہ دونوں آدمی نظر پڑ گئے، کفار ان کی طرف متوجہ ہوئے، ان پر غالب آگئے (قتل کر دیا) اور روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مع اپنے اصحاب کے روانہ ہوئے، حمراء الاسد میں پڑاؤ کیا، آپ نے ان دونوں آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا، وہ دونوں باہم قرابت دار بھی تھے۔

ان راتوں میں مسلمانوں نے پانچ سو جگہ آگ روشن کی تھی جو دو دو سے نظر آتی تھی، لشکر کی آواز اور آگ کی روشنی ہر طرف گئی، اللہ تعالیٰ نے دشمن کو اس سے دفع کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے، اور جمعے کو داخل ہوئے، آپ پانچ شب باہر رہے، مدینے پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو

اپنا خلیفہ بنایا تھا۔

سرسریہ ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی

قطن کی جانب ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کا سرسریہ ہوا، قطن ایک پہاڑ نواح فید میں ہے، وہاں بنی اسد بن خزیمہ کا چشمہ آب تھا۔ محرم کے چاند پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پینتیسویں مہینے یہ سرسریہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبیبہ بنتی کہ طلحہ و سلمہ فرزندان خویلد مع اپنے پیروں کے اپنی قوم میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کی دعوت دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسلمہ کو بلا یا، ان کے لیے جھنڈا مقرر کیا اور ہمراہ مہاجرین و انصار میں سے ایک سو پچاس آدمی روانہ کئے، ان سے فرمایا، جاؤ یہاں تک کہ علاقہ بنی اسد میں پہنچو، قبل اس کے کہ ان کی جماعتیں تمہارا مقابلہ کریں تم ان پر حملہ کر دو۔

وہ روانہ ہوئے اور اپنی رفتار تیز کر دی، معمولی راستے کو ترک کر دیا، الاخبار سے گذر کر قطن کے قریب پہنچ گئے، میدان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا، تین غلام چرواہوں کو گرفتار کیا، باقی لوگ بچ گئے۔ وہ اپنی جماعت کے پاس آئے، انھیں خبر کی، سب لوگ اطراف میں منتشر ہو گئے، ابوسلمہ نے اونٹ اور بکریوں کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو تین جماعتوں میں تقسیم کر دیا، وہ سب صحیح و سالم واپس ہوئے، اونٹ اور بکریاں ساتھ لائے، کوئی شخص نہیں ملا جو مزاحم ہوتا، ابوسلمہ ان سب کو مدینے لے آئے۔

سریہ عبداللہ بن انیس

عمرہ میں سفیان بن خالد بن جمیح الہذلی کی جانب عبداللہ بن انیس کا سریہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے سینتیسویں ماہ ۵ محرم یوم دو شنبہ کو مدینے سے روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ سفیان بن خالد الہذلی واللجیانی نے جو عمرہ اور اس کے قرب و جوار میں اتر کر تاکھا اپنی قوم وغیرہ کے لوگوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ گروہ جمع کیے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کو بھیجا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کچھ حال مجھ سے بیان فرمادیجئے، آپ نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو گے تو اس سے ڈر جاؤ گے، اس سے پریشان ہو جاؤ گے اور تمہیں شیطان یاد آجائے گا، عبداللہ نے کہا کہ میں آدمیوں سے نہیں ڈرتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات بنانے کی اجازت چاہتی ہو گی۔ میں نے اپنی تلوار لی اور اپنے کو بنی خزاعہ کی طرف منسوب کرتا ہوا نکلا، جب بطن عمرہ پہنچا تو اس سے اس حالت میں ملا کہ وہ جا رہا تھا، اس کے پیچھے مختلف قبائل کے لوگ تھے جو اس کے پاس جمع ہو گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حلیہ بیان فرمایا تھا اس سے میں نے پہچانا اور ڈر گیا، خوف ایسا طاری ہوا کہ پسینے پسینے ہو گیا، مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں۔

اس نے مجھے دریافت کیا تو میں نے کہا کہ خزاعہ کا ایک آدمی ہوں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیرے گروہ کو سن کر یہاں آیا کہ میں بھی تیرے ساتھ ہو جاؤں، اس نے کہا، بے شک میں ان کے مقابلے کی طیاری کر رہا ہوں۔ میں اس کے ساتھ باتیں کرتا چلا، اس کو میری بات شیریں معلوم ہوئی، باتیں کرتے کرتے اس کے خیمے تک پہنچ گیا، اس کے ساتھی اس سے جدا

ہو گئے، لوگ منقطع ہو گئے اور سو گئے تو میں نے اسے دھوکا دے کر قتل کر دیا اور اس کا سر لے لیا۔

میں پہاڑ کے فار میں داخل ہو گیا اور مکہ میں نے مجھ پر جالا لگا دیا، بہت تلاش ہوئی مگر انہیں کچھ نہ ملا اور واپس ہونے کے لیے پلٹ گئے میں ٹکلا، رات بھر چلتا تھا اور دن کو پوشیدہ رہتا تھا، یہاں تک کہ مدینہ آ گیا۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا، جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا، تمہارا چہرہ فلاح پائے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ کا چہرہ بھی فلاح پائے، میں نے اس کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا اور واقعے سے آپ کو آگاہ کیا۔

آپ نے مجھے ایک عصا عطا فرمایا، اور فرمایا کہ اسے پکڑ کر جنت میں چلے جاؤ، وہ عصا ان کے پاس رہا، جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ عصا کفن میں رکھ دیں، انھوں نے یہی کیا، اٹھارہ روز باہر رہے اور ۲۳ محرم یوم شنبہ کو آئے۔

سریر المنذر بن عمرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چھتیسویں ہفتے صفر میں
بیرمحو نے کی طرف المنذر بن عمرو الساعدی کا سر یہ ہوا۔

عامر بن مالک بن جعفر ابوبراء ملاءب الاسبغی الکلابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ کو ہدیہ دیا، مگر آپ نے قبول نہیں فرمایا، آپ نے اس پر اسلام پیش کیا، مگر اس نے اسلام قبول نہیں کیا، اور دوڑ بھی نہیں ہوا۔

عامر نے درخواست کی کہ اگر آپ اصحاب میں سے چند آدمی میرے ہمراہ میری قوم کے پاس بھیج دیں تو امید ہے کہ وہ آپ کی دعوت قبول کر لیں گے اور آپ کے حکم کا اتباع کریں گے، آپ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد کا

خوف ہے، اُس نے کہا میں تو اُن کے ہمراہ ہوں، پھر کیسے کوئی اُن کے سامنے آئے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ستر فوج والوں کو جو قاری کہلاتے تھے اُس کے ہمراہ کر دیا، اُن پر المنذر بن عمرو الساعدی کو امیر بنایا۔ یہ لوگ بیر معونہ پر اترے جو بنی سلیم کا گھاٹ تھا، اور بنی عامر بنی سلیم کی زمین کے درمیان تھا، یہ دونوں بستیاں اسی کی شمار ہوتی تھیں، اور وہ المعدن کے نواح میں تھا، وہ لوگ وہیں اترے، پڑاؤ کیا اور اپنے ادنیٰ چھوڑ دیے۔

انہوں نے پہلے حرام بن ملحان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا، اُس نے حرام پر حملہ کر کے شہید کر دیا، مسلمانوں کے خلاف اُس نے بنی عامر کو بلایا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ابو براء کے ساتھیوں (مہانوں) کے ساتھ دفنا نہیں کی جائے گی۔

اُس نے اُن کے خلاف قبائل سلیم میں سے عَصِیْبہ اور ذُکوان اور رَعْل کو پکارا، وہ لوگ اُس کے ہمراہ روانہ ہو گئے اور اُسے اپنا امیر بنا لیا، حرام کے آسنے میں دیر ہوئی تو مسلمان اُن کے نشان قدم پر روانہ ہوئے، کچھ دور جا کر انھیں وہ جماعت ملی، انہوں نے مسلمانوں کا احاطہ کر لیا، اُن وقت اد میں زیادہ تھے، جنگ ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب شہید کر دیے گئے۔

مسلمانوں میں سلیم بن ملحان اور الحکم بن کیسان تھے، جب انھیں گھیر لیا گیا تو انہوں نے کہا، اے اللہ ہیں سوائے تیرے کوئی ایسا نہیں ملتا جو ہمارا سلام تیرے رسول کو پہنچا دے، لہذا تو ہی ہمارا سلام پہنچا، آپ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) جبرئیل نے اس کی خبر دی تو فرمایا وعلیہم السلام۔ المنذر بن عمرو سے اُن لوگوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمھیں امن دے دیں، مگر انہوں نے انکار کیا، وہ حرام کے قتل کا ہیرا آئے، اُن لوگوں سے جنگ کئی جگہ تک کہ شہید کر دیے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وہ بڑھ گئے تاکہ مرجائیں، یعنی وہ موت کے آگے چلے گئے حالانکہ وہ اُسے جانتے تھے۔ مسلمانوں میں عمرو بن ابیہ الضمری بھی تھے، سوائے اُن کے سب شہید کر دیے گئے، عامر بن الطفیل نے یہ کہا کہ میری ماں کے ذمے ایک غلام آزاد کرنا ہے، لہذا تم اُس کی طرف سے آزاد ہو، اور اُن کی پیشانی کو کاٹ دیا۔ عمرو بن امیہ نے عامر بن فہیرہ کو مقتولین میں نہ پایا تو عامر بن الطفیل سے دریافت کیا، اُس نے کہا کہ انھیں بنی کلاب کے ایک شخص نے جس کا نام جبار بن سلمیٰ ہے قتل کر دیا، جب اُس نے انھیں نیزہ مارا تو انھوں نے کہا واللہ میں کامیاب ہو گیا، وہ آسمان کی طرف بلند سی پر اٹھا لیے گئے۔

جبار بن سلمیٰ نے جو عامر بن فہیرہ کا قتل اور اُن کا اٹھا جانا دیکھا تو وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملا لکھنے اُن کے چہرے کو چھپا دیا اور وہ علیین میں اتار دیے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیرعونہ والوں کی خبر آئی، اسی شعب کو خبیب بن عدی اور مرثد بن ابی مرثد کی مصیبت کی بھی خبر آپ کے پاس آئی، آپ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ابو براء کا کام ہے میں اسی لیے ناپسند کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد اُن (مسلمانوں) کے قاتلین کے لیے بد دعا فرمائی، اللھم اشد دوطا تک علی مضر (اے اللہ مضر پر اپنی گرفت کو مضبوط کر دے) اللھم سنین کسفی یوسف (اے اللہ یوسف کے قحط کی طرح ان پر قحط نازل فرما) اللھم علیک بنی لحيان و عضل والقارة و زغب و رعل و ذکوان و عَصَیة۔ (اے اللہ بنی لحيان و عضل و القارة و زغب و رعل و ذکوان و عَصَیة کی گرفت کر) فانھم عصوا اللہ و رسولہ (کیونکہ انھوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور پر اتنا سرج محسوس نہیں فرمایا جتنا مقتولین بسیر مکعونہ پر، اُن کے بارے میں اللہ نے قرآن نازل فرمایا جو بعد کو مشوخ ہو گیا "بلغوا قوما عنانا القینا دیننا

قرضی عناد رضینا عنہما (ہماری قوم کو یہ پیام پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے ملے، وہ ہم سے خوش ہو اور ہم اُس سے خوش ہوئے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ بنی عامر کو ہدایت دے اور عامر بن الطفیل سے میرے نقص عہد کا بدلہ لے، عمر بن امیہ چار روز پیادہ چل کر آئے، وہ جب صدور قناتہ میں تھے تو انھیں بنی کلاب کے دو شخص ملے، جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امن تھا، مگر یہ جانتے نہ تھے، اس لیے انھوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا، عمر و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو اصحاب بیہ معونہ کے قتل کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان میں سے تم پلٹ آئے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں عامریوں کے قتل کی خبر دی، تو آپ نے فرمایا، تم نے بہت بُرا کیا، ان دونوں کو تو میری طرف سے امن و پناہ تھی، میں ان دونوں کا خون بہا ضرور ادا کروں گا، آپ نے ان دونوں کا خون بہا ان کی قوم میں بھیج دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رعل و ذکوان و عصبیہ دینی کھیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور آپ سے اپنی قوم کے خلاف مدد چاہی، آپ نے ستر انصار سے ان کی مدد فرمائی، یہ لوگ قاری کہلاتے تھے، دن بھر لکڑیاں چیتے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے، جب وہ بیہ معونہ پہنچے تو ان کے ساتھ بد عہدی کی اور انھیں قتل کر ڈالا، یہ خبر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں رعل و ذکوان و عصبیہ دینی کھیان پر بد دعا کی۔

ہم نے ایک زمانے تک ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیت پڑھی پھر وہ باتو اٹھالی گئی یا بھلا دی گئی بلخوا عننا قومنا انا لھینا دینا قرضی عناد ارضانا۔

کچھول سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے قاری ابو حمزہ کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا، افسوس ہے، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قتل کر دیے گئے، وہ ایسا گروہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے لیے شیریں پانی لاتا تھا، لکڑیاں چنتا تھا، جب رات ہوتی تھی تو اسواری کی طرف نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔

کعب بن مالک اور چند اہل علم سے مروی ہے کہ المنذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ کے دن شہید ہوئے، وہ ایسے شخص تھے جن کو کہا جاتا ہے کہ موت کے لیے آگے بڑھ گئے، عامر بن الطفیل نے ان کے لیے بنی سلیم سے مدد چاہی تھی، وہ اس کے ہمراہ گئے اور انھیں قتل کر دیا، اسوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنھیں عامر بن الطفیل نے گرفتار کر لیا تھا مگر پھر چھوڑ دیا۔

جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم ان میں سے پلٹ آئے، اسی گروہ میں عامر بن فہیرہ بھی تھے، ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن الزبیر کا گمان یہ ہے کہ وہ اسی روز قتل کر دیے گئے مگر جس وقت وہ سب لوگ دفن کئے گئے تو ان کا جسم نہیں ملا، عروہ نے کہا کہ لوگوں کا گمان یہ تھا کہ ملائکہ ہی نے انھیں دفن کیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جو لوگ بیر معونہ میں شہید ہوئے ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا جو بعد کو منسوخ ہو گیا بلغوا قومنا اننا قد لقینا ربنا فرضی عنا ورضینا عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں پر جنھوں نے انھیں قتل کیا تمہیں دن صبح کو بد دعا کی، وہ رعل و ذکوان و عصبہ نختہ جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

۳۹

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے سنا کہ میں نے کسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا رنجیدہ ہوتے نہیں دیکھا جتنا اصحاب بیر معونہ پر۔

سریہ مرثد بن ابی مرثد



شروع سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے
الرجیع کی جانب مرثد بن ابی الغنوی کا سریہ ہے۔

اسید بن العلاء بن جاریہ سے جو ابو ہریرہ کے ہم نشینوں میں تھے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم عضل و القارہ سے آئی
جو اہون بن خزیمہ کی طرف منسوب تھے، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں بھی
اسلام ہے، لہذا ہمارے ہمراہ اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو بھیج دیجئے جو
ہمیں سمجھائیں، قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلامی سکھائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ دس آدمی روانہ کئے
۱) عاصم بن ثابت بن ابی الالکج (۲) مرثد بن ابی مرثد (۳) عبداللہ بن طارق
(۴) نصیب بن عدی (۵) زید بن الدثنہ (۶) خالد بن ابی البکر (۷) معتب
بن عبید جو عبداللہ بن طارق کے اخیافی بھائی تھے، دونوں قبیلہ ربیعہ سے تھے
جو بنی ظفر کے حلیف تھے۔

ان پر آپ نے عاصم بن ثابت کو اور بعض نے کہا کہ مرثد بن ابی مرثد کو
امیر بنایا، وہ روانہ ہوئے، جب الرجیع پہنچے جو الہدہ سے نکلنے پر ہذیل کا گھاٹ
ہے (الہدہ وہاں (یعنی الرجیع) سے سات میل ہے اور عسفان سے بھی سات
میل ہے) تو انھوں نے اس جماعت کے ساتھ بد عہدی کی، ان کے خلاف
پیکار کر ہذیل کو بلایا، بنو لخمیان ان کی طرف نکلے مگر اس جماعت کو سوائے ان
لوگوں کے کسی کا خوف نہ ہوا جن کے ہاتھ میں تلوار تھی اور انھیں گھیر لیا تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بھی اپنی تلواریں لے لیں اور
ان سے کہا کہ ہم لوگ بخدا تم سے لڑنا نہیں چاہتے، ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ
اہل مکہ سے تمہارے ذریعے عوض لیں، تمہارے لیے تو عہد و میثاق ہے کہ

ہم تم کو قتل نہ کریں گے۔
 لیکن عاصم بن ثابت، مرثد بن ابی مرثد، خالد بن ابی البکیر اور معتب
 بن ابی البکیر نے کہا کہ واللہ ہم کسی مشرک کا عہد و عقد (معاملہ) کبھی قبول
 نہ کریں گے، ان لوگوں نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے۔
 مگر زید بن الدثنہ اور ضعیب بن عدی اور عبد اللہ بن طارق گرفتار کر لیے
 گئے، انھوں نے اپنے آپ کو ان لوگوں کے حوالے کر دیا۔
 ان لوگوں نے چاہا کہ عاصم کا سر سلاخہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ
 فروخت کریں، جس نے نذر مانی تھی کہ عاصم کے کاسہ سر میں شراب پئے گی،
 عاصم نے اس کے دو بیٹوں مسافع و جلاس کو احد کے دن قتل کیا تھا، مگر
 بھڑوں (زنبور) نے ان کی حفاظت کی تو انھوں نے کہا کہ ان کو اتنی مہلت
 دو کہ شام ہو جائے کیونکہ اگر شام ہو جائے گی تو وہ (بھڑوں) ان کے پاس سے
 چلی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے وادی میں سیلاب بھیج دیا جو انھیں اٹھالے گیا، وہ
 ان تین آدمیوں کو لیکے روانہ ہوئے، جب قمر الظہران پہنچے تو عبد اللہ بن طارق نے
 اپنا ہاتھ رسی سے چھڑا لیا اور اپنی تلوار لے لی، قوم ان سے پیچھے رہ گئی تھی
 ان لوگوں نے پتھر مار کر انھیں قتل کر دیا، ان کی قبر مر الظہران میں ہے۔
 ضعیب اور زید کو کے لائے، زید کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا، کہ
 اپنے باپ کے عوض قتل کرے، ضعیب بن عدی کو حمیر بن ابی اہاب نے
 اپنے بھانجے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لیے خرید لیا کہ وہ
 انھیں اپنے باپ کے بدلے قتل کرے۔

ان لوگوں نے دونوں کو قید کر رکھا، اشہر حرام (وہ مہینے جن میں
 لوگ قتل و خون ریزی حرام سمجھتے تھے) نکل گئے تو دونوں کو التعمیر لے گئے
 اور وہاں قتل کر دیا، دونوں نے قبل اس کے کہ انھیں قتل کیا جائے دو
 دو رکعت نماز پڑھی، ضعیب پہلے شخص ہیں جنھوں نے قتل کے وقت
 دو رکعتیں مسنون کیں۔

عمر بن عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے مروی ہے کہ موہب نے جو الحارث بن عامر کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کیا کہ ان لوگوں نے خبیث کو میرے پاس کر دیا تھا مجھ سے خبیث نے کہا کہ اے موہب میں تجھ سے تین باتیں چاہتا ہوں:-

(۱) مجھے آب شیر میں پلایا کر۔

(۲) مجھے اُس سے بچا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔

(۳) جب وہ لوگ میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے آگاہ کر دے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ قریش کا ایک گروہ جن میں ابوسفیان بھی تھا زید کے قتل میں حاضر ہوا، ان میں سے کسی نے کہا اے زید! تمہیں خدا کی قسم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اس وقت اپنے عزیزوں میں ہوتے اور تمہارے بجائے محمد ہمارے پاس ہوتے کہ ہم ان کی گردن مارتے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم میں یہ نہیں چاہتا کہ محمد کو بجائے میرے کوئی کاٹا بھی جھجھویا جائے، جو انہیں ایذا دے، اور میں اپنے عزیزوں میں بیٹھا ہوں۔ راوی نے کہا کہ ابوسفیان کہتا تھا، واللہ میں نے کبھی کسی قوم کو اپنے ساتھی سے اس قدر زیادہ محبت کر کے نہیں دیکھا جس قدر محمد کے اصحاب کو ان سے۔

غزوہ بنی النضیر

ماہ ربیع الاول ۳۳ھ میں ہجرت کے سینتیسویں مہینے غزوہ بنی النضیر ہوا، بنی النضیر کے مکانات الغرس اور اُس کے متصل تھے جو آج بنی خطمہ کا قبرستان ہے، وہ بنی عامر کے حلفاء تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شتے کو روانہ ہوئے، مسجد قبا میں نماز پڑھی، ہمیں راہ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی تھی، آپ

بنی النضیر کے پاس تشریف لائے، ان سے اس بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ لوگ ان دونوں کلابیوں کی دیت کے معاملے میں آپ کی مدد کریں، انہیں عمرو بن امیہ الضمری نے قتل کر دیا تھا، انھوں نے کہا، اے ابوالقاسم، آپ جو چاہتے ہیں ہم کریں گے، مگر ان میں سے بعض نے بعض سے تنہائی میں باتیں کیں اور آپ کے ساتھ بد عہدی کا قصد کر لیا۔

عمرو بن جحاش بن کعب بن سبیل النضیری نے کہا کہ میں مکان پر چڑھ جاؤں گا اور آپ پر ایک پتھر ڈھکادوں گا، سلام بن مشکم نے کہا کہ ایسا نہ کرو، واللہ تم نے جو ارادہ کیا اس کی انہیں خبر دے دینا جائے گی، اور یہ، اس عہد کے بھی خلاف ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان ہو چکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے قصد کی خبر آگئی، آپ اس تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے گویا کسی حاجت کا قصد فرماتے ہیں اور مدینے روانہ ہو گئے، اصحاب بھی آپ سے آئے، انھوں نے عرض کیا آپ اس طرح کھڑے ہو گئے کہ ہمیں خبر بھی نہ ہوئی، خبر مایا ہو دینے بد عہدی کا ارادہ کیا تھا، اللہ نے مجھے اس کی خبر دے دی اس لیے میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ میرے شہر سے نکل جاؤ، اور میرے ساتھ اس میں نہ رہو، تم نے جس بد عہدی کا قصد کیا، وہ کیا، میں تمہیں دس دن کی مہلت دیتا ہوں، اس کے بعد جو نظر آئے گا اس کی گردن مار دی جائے گی۔

وہ اس پر بھی چند روز ٹھہر کر تیار می کرتے رہے، انھوں نے ذوالحجہ میں اپنے مددگاروں کے پاس قاصد روانہ کیا اور لوگوں سے تیز چلنے والے ادنٹ کرایے پر لیے۔

ابن ابی نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ شہر سے نہ نکلو اور قلعے میں مقیم ہو جاؤ، میرے ساتھ میرے ہم قوم اور عرب دو ہزار ہیں جو تمہارے ساتھ تمہارے قلعے میں داخل ہوں گے، اور آخر تک مرجاؤں گے، قرظیہ اور غطفان کے خلفاء تمہاری مدد کریں گے۔

جو کچھ ابن ابی نے کہا اس سے جسی کو لالچ پیدا ہوا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ شہر سے نہیں نکلیں گے آپ سے جو ہو سکے وہ کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ور سے تکبیر کہی مسلمانوں نے بھی آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی، آنحضرت نے فرمایا یہود نے اعلان جنگ کر دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ہمراہ ان کی طرف روانہ ہوئے، بنی النضیر کے میدان میں کھنڈا کھنڈا پڑھی، علی رضی اللہ عنہ کو اپنا علم دیا، اور مدینے پر ابن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز اور پتھر اپنے ہمراہ لیکے تلحوں پر چڑھ گئے، قرینہ ان سے غلنہ رہے، انھوں نے مدد نہیں کی، ابن ابی اور اس کے حلفائے غطفان نے بھی انھیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا، وہ ان کی مدد سے مایوس ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا اور باغ کاٹ ڈالا، تب انھوں نے کہا کہ ہم آپ کے شہر سے نکلے جاتے ہیں، آپ نے فرمایا آج میں اس کو نہیں مانتا، لیکن اس سے اس طرح نکلو کہ تمہارے لیے تمہاری جانیں ہوں گی، اور سوائے زرہ کے جو کچھ اونٹ لاد لیں گے وہ ہوگا، اس شرط پر یہود اتر آئے۔

آپ نے پندرہ دن تک ان کا محاصرہ کیا، وہ اپنے مکان اپنے ہاتھ سے خراب کر رہے تھے، آپ نے انھیں مدینے سے جلا وطن کر دیا اور ان کے نکالنے پر محمد بن مسلمہ کو والی بنایا، یہود نے اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی سوار کر لیا اور وہ چھ سو اونٹوں پر سوار ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ اپنی قوم میں ایسے ہی ہیں جیسے بنی المغیرہ قریش میں، وہ خیسر چلے گئے، منافقین کو ان پر بڑا رنج ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مالوں اور زرہوں پر

قبضہ کر لیا، آپ کو پچاس زرہیں، پچاس خود، اور تین سو چالیس تلواریں ملیں،
بنو النضیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھے، آپ کے
حوائج ضروریہ رفع کرنے کے لیے (ان کے اموال) خاص آپ کے لیے تھے۔
آپ نے ان اموال کو پانچ حصوں پر تقسیم نہیں فرمایا، نہ اُس میں سے
کسی کا کوئی حصہ لگایا، اپنے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو عطا فرمایا اور
ان اموال سے انھیں وسعت عطا فرمائی۔

جن لوگوں کو عطا کیا گیا ان میں سے مہاجرین کے نام جو ہمیں معلوم

ہوئے یہ ہیں۔
ابوبکر الصدیق کو بیس ہزار، عمر بن الخطاب کو بیس ہزار، عبد الرحمن بن عوف کو
سوالہ، صہیب بن سنان کو الضراطہ، الزبیر بن العوام اور ابوسلمہ بن
عبدالاسد کو البویلیہ، سہل بن حنیف اور ابودجانہ کو وہ مال دیا جو ابن
خریشہ کا مال کہلاتا تھا۔

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
النضیر کا باغ البویرہ جلا دیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "مَا تَقْطَعُم
مِّن لِّبْنَةٍ اَوْ نَوَاتِقٍ مَّا قَامَتْ عَلٰی اَصْوِلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ"۔ تم نے جو بھجور کے درخت
کاٹ ڈالے یا انھیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا تو یہ اللہ ہی کے حکم سے
ہوا، تاکہ اللہ کا فروں کو ذلیل کرے۔

احسن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنی النضیر کو
جلا وطن کیا تو فرمایا، چلے جاؤ کیونکہ یہ پہلا حشر ہے اور میں (ان کے) نشان پر ہوں،

www.KitaboSunnat.com

غزوة بدر الموعود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوة بدر الموعود جو بدر القتال کے
علاوہ ہے ذیقعدہ کے چاند پر ہجرت کے پینتالیسویں مہینے پیش آیا۔

جب ابوسفیان بن حرب نے یوم احد میں واپس ہونے کا ارادہ کیا تو اُس نے مدادی کہ ہمارے تمھارے درمیان سال کے شروع میں بدر الصفا (کی جنگ کا) وقت مقرر ہے، جہاں ہم لوگ بل کے قتال کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب سے فرمایا، کہہ دو ہاں انشاء اللہ اس بات پر لوگ منتشر ہو گئے تفریش بھی لوٹ گئے۔ انھوں نے اپنے طرفداروں کو اس میعاد کی خبر دی اور روانگی کی طیاری کی جب میعاد قریب آئی تو ابوسفیان نے روانگی ناپسند کی بنعیم بن مسعود الاشجعی کے میں آیا تو اُس سے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے محمد اور ان کے اصحاب سے وعدہ کیا تھا کہ ہم بدر میں ملیں گے، اب وہ وقت آ گیا ہے، اگر یہ سال خشک ہے، اور ہمارے لیے وہ سال مفید ہے جس میں سبزہ اور کثیر بارش ہو، مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد روانہ ہوں اور میں نہ روانہ ہوں، کیونکہ انھیں ہم پر جرات ہو جائے گی، ہم صرف اس بات پر تیرے میں کام کر دیں گے، جن کا تیرے لیے سہیل بن عمرو ضامن ہو گا، کہ تو مدینے میں پہنچ کر اصحاب محمد کو ان سے جدا کر دے۔

وہ راضی ہو گیا، انھوں نے انتظام کیا، اُسے ایک اونٹ پر سوار کیا، جو تیزی کے ساتھ روانہ ہوا، اور مدینے میں آیا، اُس نے ابوسفیان کی طیاری اور اُس کے ہتھیار کی خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور ضرور روانہ ہوں گا خواہ میرے ہمراہ کوئی شخص بھی روانہ نہ ہو۔

اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی اور ان سے رعب کو دور کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبد اللہ بن رواحہ کو خلیفہ بنا دیا، جند علی بن ابی طالب نے اٹھایا، آپ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جو چند روز سوئے، صرف دس گھوڑے ساتھ تھے۔

وہ لوگ اپنا مال و اسباب تجارت بھی لے گئے، بدر الصفا ایک مقام اجتماع تھا جس میں عرب جمع ہوا کرتے تھے، وہ ایک بازار تھا جو

ذی القعدہ کے چاند سے ۸ تاریخ تک قایم رہتا تھا، پھر لوگ اپنے اپنے شہروں میں منتشر ہو جاتے تھے۔

۳۳ مسلمان ذی القعدہ کی چاند رات کو پہنچے، اور صبح کو بازار لگ گیا وہ لوگ آٹھ دن وہاں رہے، جو مال تجارت لے گئے تھے اُسے فروخت کیا تو انہیں ایک درہم پر ایک درہم نفع ہوا، جب واپس ہوئے تو قریش نے ان کی روانگی سن لی۔

ابوسفیان بن حرب دو ہزار قریش کے ہمراہ کے سے نکلا، ان کے ساتھ پچاس گھوڑے تھے وہ مجنتہ تک پہنچے جو مرا القہران میں سے وہاں ابوسفیان نے کہا کہ واپس چلو کیونکہ ہمیں ستوائے سبزہ و بارش کثیر کے اور کوئی سال مناسب نہیں جس میں ہم مویشی چرائیں اور دو دھپیں۔ یہ سال تو خشک ہے، لہذا میں تو پلٹتا ہوں اور تم بھی پلٹو۔ اہل مکہ نے اس لشکر کا نام حبش السویق (ستو کا لشکر) رکھا، اس لیے کہ وہ لوگ ستوپیتے ہوئے نکلے تھے۔

معبد بن ابی معبد الخزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی بدر میں پہنچنے کی خبر کے میں لایا تو صفوان بن امیہ نے ابوسفیان سے کہا کہ میں نے تجھے اسی روز اس قوم سے میعاد مقرر کرنے کو منع کیا تھا، اب انہیں ہم پر جرات ہو گئی، انہوں نے دیکھ لیا کہ ہم ان سے پیچھے رہ گئے، پھر ان لوگوں نے غزوہ خندق کے لیے جنگ و خراج و طیاری شروع کی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ آیت "الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم" (یہ وہ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے لیے سامان جمع کیا ہے) کی تفسیر میں کہا کہ یہ ابوسفیان ہے جس نے احد کے دن کہا تھا کہ اے محمد تمہاری میعاد بدر ہے جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وعدے کے مطابق گئے، بدر میں اترے اور بازار کے وقت پہنچے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا قول ہی ہے "فانقلبوا

بِنِعْمَةِ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلِهِ بِمِيسَمِ سَوْءٍ“ (یہ لوگ اللہ کے ایسے فضل و نعمت کے ساتھ واپس ہوئے کہ انھیں ذرا سی بھی ناگواری نہ پیش آئی، فضل وہ ہے جو انھیں تجارت سے طلاء یہ (غزوہ) غزوہ بدر الصغریٰ ہے۔

غزوہ ذات الرقاع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے سینتالیسویں مہینے ماہ محرم میں غزوہ ذات الرقاع کے لیے روانہ ہوئے۔

کوئی آنے والا مدینے میں اپنا مال تجارت لایا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو خبر دی کہ انمار و ثعلبہ نے مقابلے کے لیے کچھ گروہ جمع کیے ہیں، یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے مدینے پر عثمان بن عفان کو قائم مقام بنایا اور شبِ شنبہ، ۱۰ محرم کو چار سو اصحاب کے ساتھ، اور کہا جاتا ہے کہ سات سو اصحاب کے ساتھ، روانہ ہوئے۔

آپ جلتے جلتے ان کے مقام پر جو ذات الرقاع میں تھا آگئے، یہ ایک پہاڑ ہے جس میں سرخی و سیاہی و سفیدی کی زمینیں ہیں، اور النخیل کے قریب السعد اور الشقرہ کے درمیان ہے۔

آپ نے ان مقامات میں سوائے عورتوں کے کسی کو نہ پایا، انھیں گرفتار کر لیا، ان میں ایک خوب صورت لڑکی بھی تھی، اعراب پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، نماز کا وقت آیا تو مسلمانوں کو خوف ہوا کہ وہ لوگ حملہ کر دیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھائی، یہ سب سے پہلا موقع تھا جو آپ نے نماز خوف پڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کا ارادہ کر کے واپس ہوئے، آپ نے جابر بن عبد اللہ سے اسی سفر میں ایک اوقیہ میں ان کا اونٹ خریدا، اور مدینے تک اس کی سواری کی شرط کر دی، ان سے ان کے

۳۴۴ والدہ کا قرض دریافت فرمایا تو انھوں نے بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اسی شب میں پچیس بار دعائے مغفرت فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعانی بن سراقہ کو اپنی اور مسلمانوں کی سلامتی کی خوش خبری دینے کے لیے مدینے روانہ کیا، آپ ۲۵ ر محرم یکشنبہ کو حصرار میں آئے، حصرار مدینے سے تین میل ہے جو عراق کے راستے میں جاہلیت کے زمانے کا کنواں تھا، آپ پندرہ شب باہر رہے۔

جاہر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے، ذات الرقاع میں ہم کسی سایہ دار درخت کے نیچے ہوتے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔ مشرکین میں سے ایک شخص آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی، اس نے وہ لے لی، اور سوت لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں، اس نے کہا پھر مجھ سے آپ کو کون بچائے گا، آپ نے فرمایا، اللہ مجھے تجھ سے بچائے گا، اسے اصحاب نے دھمکایا تو اس نے تلوار میان میں کر دی اور لٹکا دی۔

اذان کہی گئی تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے، پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں اور جماعت کی دو رکعتیں۔

غزوہ دومتہ الجندل

ماہ ربیع الاول میں ہجرت کے انچاسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ دومتہ الجندل ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ دومتہ الجندل میں

بہت بڑی جماعت ہے، جو شتر سوار اور مزدور اُدھر سے گذرتے ہیں وہ لوگ ان پر ظلم کرتے ہیں، ان کا ارادہ مدینے پر حملے کا ہے۔
دومتہ البجندل شام کے راستے کے ایک کنارے پر ہے، اس کے اور دمشق کے درمیان پانچ رات کی مسافت ہے، اور مدینے سے پندرہ یا سولہ رات کی مسافت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، مدینے پر سب سے پہلے
بن عرفقۃ الغفاری کو اپنا قائم مقام بنایا، آپ ۲۵ ربیع الاول کو ایک ہزار مسلمانوں
کے ہمراہ روانہ ہوئے، رات کو چلتے تھے اور دن کو پوٹیدہ ہو جاتے تھے،
ہمسراہ ایک رہبر بنی غدرہ میں سے تھا جس کا نام مذکور تھا۔
جب آپ ان لوگوں کے نزدیک ہوئے تو وہ ترک وطن کر رہے
تھے، اتفاقاً اونٹوں اور بکریوں کے نشان تھے، آپ نے مواشی اور
چرواہوں پر حملہ کیا، جو مل گیا وہ مل گیا اور جو بھاگ گیا
وہ بھاگ گیا۔

اس کی خبر اہل دومیہ کو ہوئی تو وہ منتشر ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان کے میدان میں ماترے مگر وہاں کوئی نہ ملا، آپ وہاں چند روز ٹھہرے
چھوٹی چھوٹی جماعتیں اطراف میں روانہ کیں، وہ واپس آگئے اور
انہیں کوئی نہ ملا۔

ایک شخص گرفتار ہوا، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دریافت فرمایا تو اس نے کہا وہ لوگ جب ہی بھاگ گئے جب انہوں نے
یہ سنا کہ آپ نے ان کے اونٹ پکڑ لیے ہیں، آپ نے اس پر اسلام
پیش کیا، وہ اسلام لے آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ ربیع الآخر کو اس طرح مدینے
واپس ہوئے کہ آپ کو جنگ کی نوبت نہ آئی۔

اسی غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن حصین سے
اس امر پر صلح فرمائی کہ وہ نقلین اور اس کے قریب وجوار سے المراض تک

جا تو چرائے، وہ مقام سرسبز تھا اور عینہ کا شہر خشک تھا، تغلین المراض سے دو میل پر ہے اور المراض الزبدہ کے راستے پر مدینے سے چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔

غزوة المرسیع

شعبان ۳ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوة المرسیع ہے۔ بنی المصطلق خزاعہ میں سے تھے جو بنی مدیج کے حلفاء تھے، وہ اپنے ایک کنوئیں پر اتر کر تھے جس کا نام المرسیع تھا، اس کے افرع کے درمیان تقریباً ایک دن کی مسافت تھی، الفرع اور مدینے کے درمیان آٹھ برد (۹۶) میل کا فاصلہ تھا۔

ان کا سرغنہ اور سردار الحارث بن ابی ضرار تھا، وہ اپنی قوم میں اور ان عربوں میں گیا جن پر اس کا قابو تھا، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی دعوت دی، ان لوگوں نے مان لی اور اس کے ہمراہ آپ کی طرف جانے کی طیاری کی۔

یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے بریدہ بن حبیب الاسلمی کو بھیجا کہ وہ اس کا علم حاصل کریں، انھوں نے آپ کو ان کے حال کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، ان لوگوں نے روانگی میں عجلت کی، گھوڑوں کی باگ ڈور پکڑ کر روانہ ہوئے جو تعداد میں تیس تھے، دس مہاجرین کے اور میں انصار کے۔

آپ کے ہمراہ منافقین کے بھی بہت سے آدمی روانہ ہوئے جو اس کے قبل سمجھی کسی غزوة میں اس تعداد میں نہیں روانہ ہوئے تھے، آپ نے مدینے پر زید بن حارثہ کو قسام مقام بنایا، ہمراہ دو گھوڑے تھے (۱) لزاز (۲) النظر۔

آنحضرتؐ ۲ شعبان یومِ دو شنبہ کو روانہ ہوئے، اسحارث بن ابی ضرار اور اس کے ہمراہیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی اور اس امر کی خبر ملی کہ اس کا جاسوس قتل کر دیا گیا، جسے اس نے اس لیے بھیجا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لائے۔

اسحارث اور اس کے ہمراہیوں کو سخت ناگوار گزارا، انہیں بہت خوف ہوا، جو عرب ان کے ساتھ تھے وہ سب جدا ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرسیع پہنچ گئے، جو ایک گھاٹ ہے، آپ نے وہاں اپنا خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، ہمراہ عایشہؓ اور ام سلمہؓ بھی تھیں۔

لوگوں نے جنگ کی طیاری کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صف بستہ کیا، مہاجرین کا جھنڈا ابو بکر صدیقؓ کو اور انصار کا سعد بن عبادہ کو دیا، تھوڑی دیر انہوں نے تیر اندازی کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انہوں نے یکپارگی حملہ کر دیا، مشرکین میں سے کوئی شخص نہ بچا، دس قتل ہوئے اور باقی گرفتار ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں، عورتوں، بچوں کو گرفتار کر لیا، اونٹ اور بکری پکڑ لی، مسلمانوں میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی مقتول نہیں ہوا۔

ابن عمر بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ان پر حملہ کیا کہ وہ لوگ غافل تھے، اور ان کے جانوروں کو گھاٹ پر پانی پلایا جا رہا تھا، آپ نے ان کے جنگیوں کو قتل کر دیا، اور بچوں کو قید کر لیا، مگر پہلی روایت زیادہ ثابت ہے۔

آپ نے قیدیوں کے متعلق حکم دیا، ان کی مشکلیں کس دی گئیں، ان پر آپ نے بریدۃ بن الحصیب کو عامل بنایا، مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا اور اس پر اپنے آزاد کردہ غلام شقران کو عامل بنایا، بچوں کو ایک طرف جمع کیا، جس کی تقسیم اور مسلمانوں کے حصوں پر

مُحَمَّدِ بْنِ جَزْدٍ كَوَاعِلَ بَنِي أَسَدٍ -

قیدی تقسیم کر دیئے گئے، اور لوگوں کے پاس پہنچ گئے، اونٹ اور بکریاں بھی تقسیم کی گئیں، ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر کیا گیا، گھرا کا سامان اس کے ہاتھ فروخت کیا گیا جو زیادہ دیتا تھا، گھوڑے کے دو حصے، اس کے مالک کا ایک حصہ اور پیادے کا ایک حصہ لگایا گیا، اونٹ دو ہزار تھے اور بکریاں پانچ ہزار۔

قیدی دو سو گھڑا لے گئے، جو یربہ بنت الحارث بن ابی ضرار، ثابت بن قیس بن شماس اور ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئی، ان دونوں نے اسے نوا و قبیہ سونے پر مکانب بنا دیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کتابت کے بارے میں درخواست کی، آپ نے ان کی طرف سے ادا کر دیا اور ان سے عقد کر لیا، وہ ایک خوب صورت لڑکی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے بنی المصطلق کے ہر قیدی کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا، یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے ان کی قوم کے چالیس آدمیوں کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

قیدیوں میں وہ بھی تھے جن پر بغیر قیدیہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا اور وہ بھی تھے جن سے قیدیہ لیا گیا، عورتوں اور بچوں کا بقدر چھ حصوں کے قیدیہ لیا گیا، بعض قیدیوں کو مدینہ لائے تو ان کے وارث آئے اور انھوں نے ان کا قیدیہ ادا کیا، بنی المصطلق کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جو اپنی قوم میں واپس نہ ہو گئی ہو، یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

سنان بن دبر الجہنی نے جو انصار میں سے تھے اور بنی سالم کے حلیف تھے اور جہجہ بن سعید الغفاری نے پانی پر جھگڑا کیا، جہجہ نے اپنے ہاتھ سے سنان کو مارا تو سنان نے آواز دی "یا للانصار" (اے انصار) اور جہجہ نے آواز دی "یا لقریش" (اے قریش) "یا لکنانہ" (اے کنانہ)۔ قریش فوراً متوجہ ہوئے، اوس اور خضر ج بھی متوجہ ہوئے، انھوں نے ہتھیار نکال لیے، مہاجرین و انصار میں سے چند آدمیوں نے گفتگو کی

سنان نے اپنا حق چھوڑ دیا اور انھیں معاف کر دیا، انھوں نے صلح کر لی۔
عبداللہ بن ابی نے کہا کہ جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو عزت والا
ذلیل کو وہاں سے ضرور نکال دے گا، وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کی طرف
مترجم ہوا جو موجود تھے، اور کہا کہ یہ وہ ہے جو تم نے خود اپنے ساتھ کیا،
زید بن ارقم نے سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کا قول پہنچا دیا۔

آپ نے کوچ کا حکم دیا اور اسی وقت روانہ ہوئے، اور لوگ آپ کے
پیچھے ہو گئے، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور
اپنے باپ کے انتظار میں راستے میں ٹھہر گئے، جب انھوں نے اس کو دیکھا تو
اسے ٹھہرایا اور کہا کہ میں اس وقت تک تجھے نہ چھوڑوں گا جب تک تو یہ
نہ سمجھ جائے کہ تو ہی ذلیل ہے اور محمد عزت والے ہیں۔

ان کے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے، آپ نے
فرمایا، اسے جانے دو، بخدا جب تک وہ ہم میں رہے گا حسن اخلاق نبی سے
اس کے ساتھ پیش آئیں گے۔

اسی غزوے میں عائشہ کا ہار گر گیا، اس کی تلاش میں لوگ رکے تو
تیمم کی آیت نازل ہوئی، اسید بن کھفیر نے کہا کہ اے آل ابوبکر تمھاری
یہ پہلی برکت کیسی اچھی ہے۔

اسی غزوے میں عایشہ کا واقعہ اور ان کی شان میں تہمت
لگانے والوں کا قول ہوا، راوی نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے
ان کی برکت نازل فرمائی، ۴۷

اسی غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائیس روز باہر
رہے اور مدینے میں رمضان کے چاند کے وقت تشریف لائے۔

غزوہ خندق یا غزوہ احزاب

ذی القعدہ ۵ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ خندق ہے

اور یہی غزوہٴ احزاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی النضیر کو جلا وطن کر دیا تو وہ خبیث چلے گئے، ان کے اشراف و معزین میں سے چند آدمی مکہ روانہ ہوئے اور قریش کے پاس ٹھیکر کر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کی ترغیب دی، ان سے انھوں نے معاہدہ کیا اور سب نے آپ سے جنگ پر اتفاق کیا، اس کے لئے انھوں نے ایک وقت کا وعدہ کر لیا، وہ لوگ ان کے پاس سے نکل کر غطفان و سلیم کے پاس آئے، اسی قسم کا معاہدہ ہوا پھر ان کے پاس سے بھی روانہ ہو گئے۔

قریش طیار ہو گئے، انھوں نے متفرق قبائل کو داران عربوں کو جو ان کے حلیف تھے جمع کیا تو وہ چار ہزار ہو گئے، دار الندوہ میں جھنڈا طیار ہوا، اسے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا، قریش اپنے ہمراہ تین سو گھوڑے اور پندرہ سو اونٹ لے چلے، ابوسفیان بن حرب بن امیہ ان کا سردار تھا۔ مراظہران میں بنو سلیم بھی ان کے پاس پہنچ گئے جو تعداد میں سات سو تھے، ان کا سردار سفیان بن عبد شمس تھا جو حرب بن امیہ کا حلیف اور اس ابوالاعور اسلمی کا باپ تھا جو جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ تھا۔

ان کے ہمراہ بنو اسد بھی نکلے جن کی سرداری طلحہ بن خویلد الاسدی کر رہا تھا، فزارہ بھی نکلے جو سب کے سب تھے، وہ ایک ہزار اونٹ پر تھے، ان کا سردار عبیدہ بن حصن تھا۔

اشجع نکلے، وہ چار سو تھے اور ان کی سرداری مسعود بن زبیلہ کر رہا تھا۔ بنو مرہ نکلے جو چار سو تھے، ان کا سپہ سالار الحارث بن عوف تھا۔ ان کے ہمراہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔

الزہری نے روایت کی ہے کہ الحارث بن عوف، بنی مرہ کو واپس لے گیا، ان میں سے غزوہٴ خندق میں کوئی حاضر نہیں ہوا۔

ایسی ہی بنی مرہ نے بھی روایت کی ہے، مگر پہلی روایت زیادہ ثابت ہے کہ وہ لوگ غزوہٴ خندق میں الحارث بن عوف کے ہمراہ

حاضر ہوئے، اور حسان بن ثابت نے ان کی ہجو کی ہے۔

وہ تمام تو میں، جن کا ذکر کیا گیا، اور جو غزوہ خندق میں شریک ہوئیں تعداد میں دس ہزار تھیں، ان کے بہت سے گروہ تھے اور وہ تین لشکروں میں تھے، سب کی عنان ابوسفیان بن حرب کے ہاتھ میں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے مکے سے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو آپ نے اصحاب کو بلایا، انھیں دشمن کی خبر دی اور مشورہ کیا، سلمان الفارسی نے خندق کی رائے دی جو مسلمانوں کو پسند آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ سلع کے میدان میں ان کی چھاؤنی قائم کی اور سلع کو پس پشت کیا، اس روز مسلمان تین ہزار تھے، آپ نے مدینے پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو قائم مقام بنایا۔

آپ نے شہر کے گرد خندق کھودی، مسلمان عجلت کے ساتھ کام کرنے لگے، چاہتے تھے کہ دشمن کے آنے سے پہلے طیار ہو جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ہمراہ اپنے ہاتھ سے کام کیا تاکہ مسلمانوں کا حوصلہ بڑھے۔

آپ نے ہر جانب ایک جماعت کو مقرر فرمایا، مہاجرین راجح کی طرف سے ذباب تک کھود رہے تھے، اور انصار ذباب سے جبل بنی عبید تک، باقی مدینے میں عمارتیں یا ہم ملی ہوئی تھیں جس سے ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا۔ بنو عبد الاشہل نے راجح سے اس کے پیچھے تک خندق کھودی، اور اس طرح مسجد کی پشت تک آگئی۔

بنو دینار نے جربا سے اس مقام تک کھودی جہاں آج (بعہر مصنف) ابن ابی انجوب کا مکان ہے، اس کے کھودنے سے چھ دن میں فارغ ہوئے۔

مسلمان بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں اٹھائے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ رذی القعدہ یوم دوشنبہ کو روانہ ہوئے، آپ کا جھنڈا جو مہاجرین کا تھا زید بن حارثہ اٹھائے ہوئے تھے، انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ اٹھائے ہوئے تھے۔ ابوسفیان بن حرب نے جی بن اخطب کو خفیہ طور پر بنی قریظہ

کے پاس بھیج کر ان سے یہ درخواست کی کہ وہ اس عہد کو توڑیں جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا ہے، اور آپ کے مقابلے میں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو جائیں، (پہلے تو) انھوں نے اس سے انکار کیا، پھر مان لیا۔

یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے کہا "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" ہمیں اللہ کافی ہے، اور وہ کیسا اچھا کارساز ہے۔

تفاق ظاہر ہو گیا، لوگ جنگ سے ڈر گئے، مصیبت بڑھ گئی، خون شدید ہو گیا، بچوں اور عورتوں کا اندیشہ ہونے لگا، وہ ایسے ہی ہو گئے جیسا اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا "اذ جاء کفر من فوقکم ومن اسفل منکم واذ نافت الالبصار وبلغت القلوب الحناجر" (وہ وقت یاد کرو جب کہ وہ لوگ (مکرمین) اویراور نیچے سے تمہارے پاس آگئے اور جب کہ نگاہیں کج ہو گئیں اور کیچے منہ کو آگئے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان دشمن کے سامنے اور مقابلے سے ہٹتے نہ تھے، سوائے اس کے کہ اپنی خندق کو روکے ہوئے تھے اور اس کی حفاظت کر رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلمہ بن اسلم کو دوسو آدمیوں کے ہمراہ اور زید بن حارثہ کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجتے رہتے تھے جو مدینہ کی حفاظت کرتے تھے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے، یہ اس لیے کہ بچوں پر بنی قرظیہ کی طرف سے خون کیا جاتا تھا۔

عباد بن بشر مع دوسرے انصار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کی حفاظت پر تھے جو تمام رات پاسبانی کیا کرتے تھے۔

مشرکین نے اپنے درمیان باری مقرر کر لی تھی، کسی دن صبح کو ابوسفیان بن حرب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جاتا تھا، کسی دن خالد بن الولید کسی دن عمرو بن العاص، کسی دن ہبیرہ بن ابی وہب اور کسی دن ضرار بن الخطاب الغہری۔

یہ لوگ برابر اپنے گھوڑوں کو گھمایا کرتے تھے، کبھی الگ الگ ہو جاتے تھے اور کبھی مل جاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے مقابلہ کرتے تھے اور اپنے تیر اندازوں کو آگے کر دیتے تھے جو تیر پھینکتے تھے۔

حبان بن العرق نے سعد بن معاذ کے ایک تیر مارا جو ان کی کلائی کی رگ میں لگا اور کہا کہ اسے پکڑ، میں ابن العرق ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ میں غرق کرے، اور کہا جاتا ہے کہ جس نے انہیں تیر مارا وہ ابو اسامہ الجشمی تھا۔

کفار کے رؤساء نے اس امر پر اتفاق کیا کہ کسی دن صبح کو سب جائیں، وہ سب مل کر گئے، ان کے ہمراہ تمام گردہوں کے لشکر تھے، وہ خندق میں کوئی ایسی تنگ جگہ تلاش کرنے لگے جہاں سے اپنا لشکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تک پہنچادیں، مگر انہیں نہ ملی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایسی تدبیر ہے کہ غرب نہیں کر سکتے، ان سے کہا گیا کہ آنحضرت کے ہمراہ ایک فارسی شخص ہے جس نے آپ کو اس بات کا مشورہ دیا، انہوں نے کہا: یہ اسی کی تدبیر ہے۔

وہ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جسے مسلمان بھول گئے تھے، عکرمہ بن ابی جہل، نوفل بن عبد اللہ، ضرار بن الخطاب، ہبیرہ بن ابی وہب اور عمرو بن عہد و اس سے گزر گئے، عمرو بن عبد ود جنگ کی دعوت دینے لگا کہ:-

ولقد بھت من السلاء
لجمعہم من مبارز

(ان کی جماعت کو آواز دیتے دیتے خود میری آواز بیٹھ گئی کہ ہے کوئی

لڑنے والا جو مقابلے کو بھلے)۔

عمرو بن وُد اس وقت نوے برس کا تھا، علی بن ابی طالب نے کہا یا رسول اللہ میں اس سے لڑوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی تلوار دی، عمامہ باندھا اور کہا، اے اللہ اس کے مقابلے میں ان کی مدد کر۔ علی اس کے مقابلے کے لیے نکلے ان میں سے ایک دوسرے کے قریب ہو گیا، غبار اُڑا اور علی نے اسے مار کر قتل کر دیا اور تکبیر کہی تو

ہیں معلوم ہوا کہ انھوں نے اُسے قتل کر دیا ہے۔ اُس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگے، ان کے گھوڑے انھیں بچالے گئے۔ الزبیر بن العوام نے نوفل بن عبد اللہ پر تلوار سے حملہ کیا، اُسے مار کے دو ٹکڑے کر دیا۔

آخر یہ ٹھہری کہ دوسرے دن مقابلہ ہوگا، سب نے رات اس حالت میں گزاری کہ اپنے ساتھیوں کو طیار کرتے رہے، اپنے لشکروں کو پھیلا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بہت بڑا لشکر مقرر کیا جس میں خالد بن الولید تھا، اس روز دن بھر جنگ ہوتی رہی، کچھ رات گئے تک یہی سلسلہ جاری رہا کہ نہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ سکے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرصت ملی کہ نماز پڑھ سکیں، آپ نے اور آپ کے اصحاب نے نہ نہر پڑھی نہ عصر نہ مغرب نہ عشاء، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہزیمت دی، وہ متفرق ہو کر اپنے اپنے مقام و لشکر کی طرف واپس ہو گئے، مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کی طرف واپس ہوئے۔

اسید بن الحنفیہ دو سو مسلمانوں کے ہمراہ خندق ہی پر رہے، خالد بن الولید مشرکین کے لشکر کے ساتھ پلٹ پڑا جو مسلمانوں کی تلاش میں تھا، تھوڑی دیر انھوں نے مقابلہ کیا، مشرکین کے ہمراہ وحشی بھی تھا، اُس نے طفیل ابن النعمان کو جو بنی سلمہ میں سے تھے اپنا نیزہ کھینچ کے مارا، انھیں قتل کر کے وہ لوگ بھاگ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے کی طرف گئے، آپ نے بلا لنگ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی، اور نہر کی اقامت کہی، پھر آپ نے نماز پڑھی، انھوں نے ہر نماز کے بعد علیحدہ علیحدہ اقامت کہی، آپ اور آپ کے اصحاب نے قضا نمازیں پڑھیں اور فرمایا ان لوگوں نے ہمیں نماز و سطلی یعنی عصر سے باز رکھا اللہ تعالیٰ ان کے شکموں اور قبروں میں آگ بھر دے۔

اس کے بعد ان لوگوں کی کوئی جنگ نہیں ہوئی، سوائے اس کے کہ وہ رات میں جاسوسوں کا بھیجنا ترک نہیں کرتے تھے جو دھوکے کی امید میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب دس رات سے زیادہ

محصور رہے تھے کہ ان میں سے ہر ایک کو پریشانی و مشقت لاحق ہوئی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ غطفان سے آپ
اس شرط پر مصالحت کر لیں کہ انہیں ایک تہائی پھسل دیا کریں گے، اور
وہ لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرا دیں، تاکہ کفار آپ کے پاس سے واپس
چلے جائیں۔

و انصار نے اس سے انکار کیا تو آپ نے یہ ارادہ ترک فرمادیا۔
نعیم بن مسعود الأشجعی اسلام لے آئے تھے، انہوں نے اپنے اسلام کو
زینت دی، وہ قریش اور قریظہ اور غطفان کے درمیان گئے ان کی طرف
سے ان کو اور ان کی طرف سے ان کو ایسا کلام پہنچایا جس سے ہر گروہ
سمجھا کہ وہ اس کے خیر خواہ ہیں، کفار نے ان کا قتل قبول کر لیا، اس طرح
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی مخالفت ترک کرادی۔
نعیم ایسی چال چلے کہ ہر گروہ کو ایک دوسرے سے وحشت ہو گئی،
قریظہ نے قریش سے ضمانت طلب کی تاکہ وہ ان کے ساتھ نکلیں اور جنگ
کریں، مگر قریش نے اس سے انکار کیا، اور ان کو مہتمم جانا، قریظہ نے
سببت (ہفتہ) کی ان سے علت بیان کی اور کہا ہم اس روز (ہفتہ کو)
نہیں لڑتے اس لیے کہ ہماری ایک قوم نے ہمتے کے دن سرکشی کی تھی تو وہ
بندر اور سور بنا دیئے گئے، ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ میں اپنے آپ کو
کیوں نہیں دیکھتا جو میں بندر اور سور کے بھائیوں سے مدد مانگتا ہوں۔
اللہ تعالیٰ نے شب شنبہ کو ایک ہوا بھیجی جو مشرکین کا کام تمام کر گئی،
ہوا اتنی تیز چلی کہ نہ تو کوئی خمیر ٹھہر سکا اور نہ بانڈی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کی طرف حذیفہ بن النعمان کو بھیجا کہ وہ ان کی خبر لائیں، اس شب کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے۔
ابوسفیان بن حرب نے کہا اے گروہ قریش تم لوگ اسے
مکان میں نہیں ہو جو قیام گاہ ہو، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو گئے،
میدان خشک ہو گیا، بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافتی کی، اور ہمیں

وہ لگی ہے جو تم دیکھ رہے ہو، لہذا کوچ کر دو، میں بھی کوچ کرتا ہوں۔
 وہ کھڑا ہو گیا، اور اپنے اونٹ پر بیٹھ گیا، جس کے رسی بندھی ہوئی
 تھی، اسے مارا تو وہ اپنے تین پیروں سے کودا، اس نے اس کی رسی اس
 وقت تک نہ کھولی جب تک کہ وہ کھڑا نہ ہو گیا، ابوسفیان کھڑا ہی تھا کہ لوگ
 کوچ کرنے لگے، سارا لشکر نیزی سے روانہ ہو گیا، ابوسفیان نے تعاقب کے
 اندیشے سے عمرو بن العاص اور خالد بن الولید کو دو سو سواروں کے
 ہمراہ لشکر کے پچھلے حصے پر اپنا محافظ مقرر کیا۔

حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے اور آپ کو
 تمام واقعے کی خبر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح صبح ہوئی کہ آپ کے
 سامنے لشکروں میں سے ایک بھی نہ تھا، سب اپنے اپنے شہروں کو فرار ہو چکے
 تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے اپنے مکان واپس جانے کی
 اجازت دی، وہ لوگ جلدی جلدی اور خوش خوش روانہ ہوئے۔

جو لوگ غزوہ خندق میں شہید ہوئے ان میں یہ بھی تھے:-
 (۱) انس بن اوس بن عنیک جو نبی عبدالاشہل میں سے تھے انھیں
 خالد بن الولید نے قتل کیا تھا۔

(۲) عہد اللہ بن سہل الاشہلی۔

(۳) ثعلبہ بن عنتمہ بن عدی بن ثابئ، جن کو بھیرہ بن وہب نے

قتل کیا۔

(۴) کعب بن زید جو نبی دینار میں سے تھے، انھیں ضرار بن

اسخطاب نے قتل کیا۔

مشرکین میں سے عثمان بن مثنیہ بن عبیدین السباق بھی قتل ہوا،

جو نبی عبدالدار بن قصى میں سے تھا۔

مشرکین نے پندرہ روز مسلمانوں کا محاصرہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۳ ذی القعدہ یوم چہار شنبہ ۶ ہجرت کو واپس ہوئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مہاجرین و انصار ٹھنڈی صبح میں

نکل کر خندق کھود رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے لگے:-
اے اللہ خیر تو آخرت کی ہی خیر ہے، لہذا انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما،
ان لوگوں نے آپ کو جواب دیا:- ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد سے ہمیشہ کے لیے
جہاد کی بیعت کی ہے، جب تک ہم باقی رہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
جب خندق کھود رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے
محمد سے ہمیشہ کے لیے جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:- اے اللہ خیر تو آخرت ہی کی
خیر ہے لہذا انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما، آپ کے پاس جو کی روٹی
لائی گئی جس پر بودا چربی تھی، انصار نے اس میں سے کھائی اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے۔

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس اس حالت میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب ہم لوگ خندق کھود
رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی ڈھور رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا عیش تو صرف آخرت ہی کا عیش ہے، لہذا اے اللہ تو انصار و
مہاجرین کی مغفرت فرما۔

البراد بن عازب سے مروی ہے کہ جنگ احزاب میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مٹی ڈھور رہے تھے، مٹی نے
آپ کے شکم مبارک کی سفیدی کو چھپا لیا تھا، آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:-

لاھم لولا انت ما اھتدینا دلا القد قناد لاصلینا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت پاتے، یہ خیرات کرتے اور تہ نماز پڑھتے

فانزلن مسکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

بس ہم پر سکون نازل کر جب ہم دشمن سے ملیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ

ان الادی لقد جوا علینا اذ الاردواقنتنا ایینا

ان لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے جب انہوں نے فتنے کا ارادہ کیا ہم نے انکار کیا

ہم نے انکار کیا، اسے آپ بلند آواز سے فرما رہے تھے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ یوم خندق مدینے میں ہوا تھا، ابوسفیان بن حرب آیا، جو قریش اُس کے ساتھ تھے، جو کنانہ اور عیینہ بن حصن میں سے اُن کے تابع تھے، جو عطفان وطلیحہ میں سے عیینہ بن حصن کے تابع تھے، بنی اسد میں سے اور ابو العور جو اُس کے تابع تھے، جو بنی سلیم اور قرظیہ میں سے اُس کے تابع تھے سب ہمراہ ہوئے۔

قرظیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا، انہوں نے اسے ٹوڑ دیا اور مشرکین کی مدد کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں نازل فرمایا: ﴿انزل الذین ظاہر وھم من اهل الكتاب من صیاصیھم﴾ اور جن اہل کتاب نے اُن مشرکین کی مدد کی تھی اُن کو اللہ نے اُن کے قلعوں میں سے اتار دیا۔

جبریل علیہ السلام آئے، اُن کے ہمراہ آمدھی تھی، جب آپ نے جبریلؑ کو دیکھا تو تین مرتبہ فرمایا: ”دیکھو خوش ہو جاؤ“ اللہ نے اُن پر ایسی آمدھی بھیجی جس نے خیموں کو اکھاڑ دیا، ہانڈیاں الٹ دیں، کجاووں کو دفن کر دیا اور منیوں کو اکھاڑ پھینکا، لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اذ جا دکم جنود فارس لنا علیھم﴾ (یجا و جنود اللہ تروھا) اس وقت کو یاد کرو جب کہ تمہارے پاس ایک لشکر آیا پھر ہم نے اُن پر آمدھی اور ایک ایسے لشکر کو بھیجا جسے تم نہیں دیکھتے تھے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے۔

ابو بشر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مکان واپس آئے تو آپ نے اپنے سر کا وہنا حصہ دھو یا اور بایاں باقی تھا کہ جبریلؑ نے کہا: خبردار! میں آپ کو سردھوتے دیکھتا ہوں، واللہ ہم اب تک (گھوڑے سے) نہیں اترے، اُٹھیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ بنی قرظیہ کی طرف روانہ ہوں۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خندق میں فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کی (مشرکین کی) قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے، کیوں کہ انھوں نے ہمیں نماز سے روکا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے یوم الاحزاب میں عصر نہیں پڑھی، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا یا فرمایا سورج لوٹ گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ ان دنفارہ کے گھر آگ سے بھر دے کیوں کہ انھوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روکا، یہاں تک کہ سورج غائب ہو گیا، یا فرمایا سورج لوٹ گیا، حضرت علیؑ نے کہا کہ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔

علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خندق میں فرمایا، انھیں (مشرکین کو) کیا ہوا ہے؟ اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے کیوں کہ انھوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے جو عصر ہے، یا نہ رکھا۔ اپنی جُمُعہ سے، جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی، مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سالِ احزاب میں مغرب پڑھی، جب فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے کسی کو معلوم ہے کہ میں نے عصر بھی پڑھی ہے، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں پڑھی، آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو انھوں نے نماز کی اقامت کہی، آپ نے عصر پڑھی پھر مغرب دہرائی۔

ابن ابی صفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت خندق کھودی اور آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ ابوسفیان شب خون مارے گا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم پر شب خون مارا جائے تو تمھارا ورد یہ ہوگا "حجداً یبصر دن"۔

ابو صفہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب خندق میں فرمایا،

میرا خیال یہی ہے کہ وہ قوم تم پر رات ہی کو شب خون مارے گی، تمہارا شعار "حملا یئصرون" ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مشرکین نے خندق میں جو بیس رات تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ جب یوم الاحزاب ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا دس روز سے زائد محاصرہ کیا گیا، جس سے ہر ایک کو مشقت لاحق ہوئی، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں، اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے۔

وہ لوگ اسی حال پر تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن بن بدر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تو مناسب سمجھے کہ میں تم لوگوں کے لیے انصار کے تہائی پھل مقرر کروں تو کیا تو غطفان کو جو تیرے ساتھ ہیں واپس کر دے گا اور احزاب (متفرق گروہوں) کے درمیان نا اتفاقی کرادے گا، عیینہ نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرا حصہ مقرر فرمادیں تو میں کر دوں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن عبادہ اور سعد بن معاذ کے پاس قاصد بھیجا، انہیں اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ کسی بات پر (اللہ کی طرف سے) مامور ہیں تو اللہ کے امر کو جاری کیجئے، آپ نے فرمایا اگر میں کسی بات پر مامور ہوتا تو تم دونوں سے مشورہ نہ لیتا، یہ میری رائے ہے جس کو میں تم دونوں کے سامنے پیش کرتا ہوں، ان دونوں نے کہا کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ انہیں سوائے تلوار کے کچھ نہ دیں۔

ابن ابی سنیح سے مروی ہے کہ اسی وقت جب کہ وہ اس فکر میں تھے، یکا یک نعیم بن مسعود الاثعبی آگئے، وہ ایسے تھے کہ دونوں فریق ان سے مطمئن تھے، انہوں نے ان لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرادی، احزاب بغیر قتال کے بھاگ گئے، اللہ تعالیٰ کے قول کے یہی معنی ہیں

”وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ“ (اور جنگ میں اللہ ہی مومنین کے لیے کافی ہو گیا)۔
 جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مسجد میں دو شنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ کو احزاب کے لیے بد دعا کی جہاڑنے کو
 نظر و عصر کی نماز کے درمیان قبول ہو گئی، ہم نے خوش خبری آپ کے چہرے سے معلوم کی۔
 جابر نے کہا کہ جب کوئی زبردست وسخت و دشوار معاملہ پیش آیا تو میں نے
 اسی روز کی اسی ساعت میں التجا کی اور اللہ سے دعا کی تو مجھے قبولیت
 معلوم ہوئی۔

عبد اللہ بن ابی اوتیٰ سے مروی ہے کہ یوم الاحزاب میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لیے بد دعا فرمائی کہ: اے اللہ
 اے کتاب کے نازل کرنے والے، جلد ہی حساب لیتے والے، احزاب کو
 ہزیمت دے، اے اللہ انھیں شکست دے اور ڈگمگا دے۔

غزوة بنی قریظہ

ذی القعدہ ۳ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوة بنی قریظہ
 پیش آیا، لوگوں نے بیان کیا کہ جب خندق سے مشرکین پلٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی
 واپس ہو کر عائشہ کے مکان میں داخل ہوئے، تو آپ کے پاس جبریل آئے
 اور مقام جنازہ میں کھڑے ہو کر کہا (عذیبک من محارب) اپنے محارب
 (جنگ کرنے والے) کے مقابلے میں اپنے مددگار سے ملیے، تو گھبرا کر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس نکل آئے، انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ
 حکم دیتا ہے کہ آپ بنی قریظہ کی طرف جائیں میں بھی انھیں کا ارادہ کرتا ہوں،
 ان کے قلعوں کو میں ہلا دوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، انھیں
 اپنا جھنڈا دیا، اور بلال کو بھیجا، انھوں نے لوگوں میں ندا دی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ عصر کی نماز سوائے بنی قریظہ کے اور کہیں نہ پڑھو۔

مدینے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن کثوم کو جانسن بنایا، اور مسلمانوں کے ہمراہ جو تین ہزار تھے ان کی جانب روانہ ہو گئے چھتیس گھوڑے ساتھ تھے، یہ ۲۳ ذی القعدہ چہار شنبے کا دن تھا، پندرہ روز تک ان کا نہایت شدید محاصرہ کیا، لوگوں نے تیر پھینکے مگر وہ اس طرح اندر گھسے کہ کوئی باہر نہ نکلا۔

بنی قریظہ کو محاصرے سے سخت تکلیف ہوئی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ ابولبابہ بن عبد المذکر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے، آپ نے انھیں بھیج دیا۔

یہود نے اپنے معاملے میں ان سے مشورہ کیا تو انھوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قصد میں تمہارے لیے) ذبح ہے، اس پر ابولبابہ نادم ہوئے کہ آنحضرت کا راز ان لوگوں سے کیوں کہہ دیا، انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی، وہ واپس ہو کر مسجد میں جا بیٹھے اور (اسی شرم سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

بنو قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق محمد بن مسلمہ کو حکم دیا، ان کی مشکیں کس کے ایک کنارے کر دیا گیا، اسی وقت جب کہ وہ ایک کنارے تھے عورتیں اور بچے نکالے گئے، ان پر آپ نے عبد اللہ بن سلام کو عامل بنایا۔

تمام سامان، ترہیں، اسباب، کپڑے جو قلعے میں پائے گئے وہ سب جمع کیا گیا، سامان میں پندرہ سو تلواریں، تین سوزرہیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں، جو چمڑے کی تھیں، شرب اور شراب کے مٹکے تھے، یہ سب بہا دیا گیا، اس کا خمس نہیں کیا گیا، پانی کھینچنے والے اور

چلنے والے بہت سے اونٹ بھی ملے۔

اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ نبی قرظیہ کو انہیں ہبہ کر دیں، وہ اُن کے حلقا تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا، انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر وہ شخص جس پر اُس ترے چلتے ہیں (یعنی مرد پے) قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا جائے اور اُن کا مال تقسیم کر دیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ کا سات آسمان کے اوپر ہے جو فیصلہ تھا تم نے اُس کے مطابق فیصلہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رذی اللعہ یوم پنجشنبہ کو واپس ہوئے، آپ نے اُن کے متعلق حکم دیا تو وہ مدینے میں داخل کئے گئے، بازار میں اُن کے لیے ایک خندق کھودی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب بیٹھے، وہ لوگ اُس کی طرف ایک ایک گروہ کر کے لائے گئے، اور اُن کی گردنیں ماری گئیں، کل تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ بنت عمر کو اپنے لیے منتخب فرمایا، مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا۔ آپ نے اسباب اور قیدیوں میں سے خمس نکالا، باقی کے متعلق حکم دیا تو وہ زائد دینے والے کے ہاتھ بیچا گیا۔ آپ نے اُسے مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا، سب تین ہزار بہتر حصے ہوئے، گھوڑے کے دو حصے اور اُس کے مالک کا ایک حصہ، اور خمس حمیہ بن جزاء الزبیدی کے پاس پہنچ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو آزاد کر رہے تھے، کسی کو ہبہ کر رہے تھے، اور جس کو چاہا اسے خادم بنایا، اسی طرح آپ نے اُس اسباب کے ساتھ کیا جو آپ کو پہنچا۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ جب اللہ نے احزاب کو دُور کر دیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان واپس گئے، تو آپ اپنا سر دھو رہے تھے کہ حیریل علیہ السلام آئے، اور عرض کیا کہ آپ کو اللہ معاف کرے، آپ نے ہتھیار اتار دیے، حالانکہ اللہ کے ملائکہ نے ابھی تک نہیں اتارے، بنو قرظیہ کے قلعے کے نزدیک ہمارے پاس آئیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں ندا دلوانی کہ نبی قرظیہ

کے قلعے کو آؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کر لیا، اور آپ ان لوگوں کے پاس قلعے کے قریب آگئے۔

۵۵ ابن عمر سے مروی ہے کہ جب احزاب واپس ہو گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں نداء لوائی کہ کوئی شخص ظہر کی نماز سوائے بنی قریظہ کے کہیں نہ پڑھے، بعض لوگوں کو نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے پڑھ لی، دوسروں نے کہا کہ ہم سوائے اس مقام کے کہیں نماز نہ پڑھیں گے جہاں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، خواہ وقت فوت ہی کیوں نہ ہو جائے۔

ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریق میں سے کسی پر ملامت نہیں کی۔

الیہی وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی قریظہ میں آئے تو آپ ایک بے زین کے گدھے پر سوار ہوئے، لوگ پیدل چل رہے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بنی غنم کی گلی میں جبریل علیہ السلام کی سواری کا اڑتا ہوا غبار، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ تشریف لے گئے، میری نظر میں ہے۔

الماجشون سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام یوم الاحزاب (غزوہ خندق) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گھوڑے پر آئے جو ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے، ان کے دانتوں پر غبار تھا، ان کے نیچے سرخ چار جامہ تھا، انہوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا کہ آپ نے ہمارے ہتھیار اتارنے سے پہلے ہتھیار اتار دیے، آپ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ بنی قریظہ کی طرف چلیے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ شب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا۔

عطیۃ القرظی سے مروی ہے کہ یوم قرظیہ میں میں بھی اُن لوگوں میں تھا جو گرفتار کیے گئے، جو بالغ تھے وہ قتل کیے جاتے تھے اور جو نابالغ تھے وہ چھوڑ دیے جاتے تھے، میں اُن لوگوں میں تھا جو بالغ نہ تھے۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی قرظیہ کے درمیان خفیف ساعد تھا، جب احزاب وہ تمام لشکر لائے جنھیں وہ لائے تھے (تو اُن لوگوں نے ہمد توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین کو غالب کرا دیا)، اللہ نے اپنے لشکر اور آندھی کو بھیجا، وہ لوگ بھاگ کر چلے گئے اور دوسرے لوگ اپنے قلعے میں رہ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ہتھیار رکھ دیے، جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ اُن کے پاس آئے، جبریل گھوڑے کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔

آپ نے فرمایا جبریل کہتے ہیں ہم نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے، آپ نبی قرظیہ کی طرف چلے، ان کے ابو و پیر غبار جما ہوا تھا، آنحضرت نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو تنکان ہے، اگر کچھ روز کی ہمت دے دیجئے (تو بہتر ہو) جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ چلئے میں اسی گھوڑے کو اُن کے قلعوں میں داخل کر دوں گا، اور منہدم کر دوں گا۔

جبریل علیہ السلام اور آپ کے ہمراہی ملائکہ نے رُخ پھیر لیا یہاں تک کہ انصار بنی غنم کی گلی میں غبار بلند ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روانہ ہوئے، اصحاب میں سے کوئی شخص آپ کے روبرو آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ تشریف رکھئے ہم لوگ کافی ہیں، فرمایا وہ کیا سے؟ انھوں نے کہا کہ میں نے اُن کے متعلق سنا ہے کہ وہ آپ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، فرمایا موسیٰ کو اس سے بہت زاید ادا دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی قرظیہ پہنچے تو فرمایا: اے بندر اور سور کے بھائیو! مجھ سے ڈرو، مجھ سے ڈرو، اُن میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ یہ ابو القاسم ہیں ہم نے آپ سے بدی کرنے کا معاہدہ نہیں کیا تھا۔

سُور کا نردل

۵۶

سعد بن معاذ کی رگ دست میں تیر مارا گیا، زخم بند اور خشک ہو گیا، انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ انھیں اُس وقت تک موت نہ دے جب تک بنی قریظہ سے اُن کا دل نہ ٹھنڈا ہو جائے، بنی قریظہ کو اُن کے قلعے میں اُس غم نے گرفتار کیا جس نے گرفتار کیا تو وہ تمام لوگوں میں سے سعد بن معاذ کے فیصلے پر اترے، سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ اُن کے جھگڑے قتل کر دیے جائیں اور بچوں کو قید کیا جائے۔

یہ صورت حال دیکھ کر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شہر مہاجرین کا ہو گا نہ کہ انصار کا، اس پر انصار نے کہا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں ہم تو اُن کے ساتھ تھے، انھوں نے (دقائق اول نے) پھر کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مہاجرین تم سے بے نیاز ہو جائیں۔

جب سعد ان سے فارغ ہوئے اور انھیں جو حکم دینا تھا دے دیا، تو وہ کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے کہ اُن پر سے ایک بکری گزری، اُس نے اُن کے زخم کو اپنے کھر سے ٹھیس لگا دی، وہ پھر نہ خشک ہوا، یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی۔

دو مہینے بعد کے رئیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چمرا اور ایک ریشمی جہ پھینکا، جبے کی خوبی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تعجب کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کے رد مال جنت میں اس سے بہتر ہیں۔

سریہ محمد بن مسلمہ کی جانب قبیلہ قرطاء

محمد بن مسلمہ کا قرطاء کی جانب سریہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اٹھویں مہینے، ارجمند کو واقع ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بیس سواروں کے ہمراہ قرطاء کی جانب بھیجا، وہ لوگ بنی بکر کے کلاب کے سلسلے کی

ایک شاخ ہیں، جو ضریتہ کے نواح میں الیکرات میں اتر کرتے تھے، ضریتہ اور مدینے کے درمیان سات شب کی مسافت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انہیں ہر طرف سے گھیر لیں، وہ رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے، انہوں نے ان پر حملہ کر دیا، ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی لوگ بھاگ گئے، اونٹ اور بکری ہینٹا لائے، کوئی شخص نیزہ بازی کے لیے ظاہر نہیں ہوا، اور وہ مدینے آگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن لگانے کے بعد جو بچے ان کے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا، اونٹ دس بکری کے برابر تصور ہوا، کل ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں تھیں، محمد بن مسلمہ انیس شب باہر رہے اور ۲۹ محرم کو آگئے۔

غزوہ بنی حکیان

ربیع الاول ۶ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی حکیان کی طرف، جو نواح عسفان میں تھے، روانہ ہوئے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن ثابت اور ان کے ساتھیوں کا سخت صدمہ محسوس کیا، اور ملک شام کا ارادہ ظاہر فرمایا، ربیع الاول کی چاند رات کو لوگوں کی بے خبری کے عالم میں دوسو آدمیوں کا لشکر جمع کیا جن کے ہمراہ بیس گھوڑے تھے۔ مدینے پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا، آپ نیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور بطن غران میں پہنچے، اُس کے اور عسفان کے درمیان جہاں آپ کے اصحاب پر مصیبت آئی تھی پانچ میل کا فاصلہ تھا، آپ نے ان کے لیے رحمت کی دعا فرمائی۔

بنو حکیان کو خبر ہوئی تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، کوئی

قابو میں نہ آیا، آپ ایک یا دو دن مقیم رہے، ہر طرف لشکر بھیج کر وہ لوگ بھی کسی پر قابو نہ پاسکے، وہاں سے روانہ ہو کر آپ عسفان آئے، دس سو اوروں کے ساتھ ابو بکرؓ کو بھیجا تاکہ قریش سنیں اور خوف زدہ ہوں، لشکر انعمیم تک آیا اور واپس گیا، انھیں کوئی نہ ملا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے مدینے کی طرف واپس ہوئے کہ ہم لوگ جوع کرنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں، آپ چودہ رات باہر رہے۔

عاصم بن عمروؓ و عبد اللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی نضیر میں روانہ ہوئے، آپ نے یہ ظاہر فرمایا کہ شام کا ارادہ ہے تاکہ ان کو غفلت کی حالت میں پائیں۔

آپ مدینے سے مکمل، غراب، مخیض اور البترا کے راستے ہوتے ہوئے ذات الیسار کی طرف گھومے، پھر آپ بین کے راستے پر مکملے۔ صحیرات الثمام سے ہوتے ہوئے السیالہ کا سیدھا راستہ اختیار کیا، آپ نے رفتار بہت تیز کر دی اور غران میں اترے داسی طرح ابن ادیس نے بیان کیا، جہاں بنو نجیان کے مکانات تھے، یہاں معلوم ہوا کہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر محفوظ ہو گئے۔

جب وہ ارادہ جو آپ نے دشمن کے لیے کیا کامیاب نہ ہوا تو لوگوں نے کہا اگر ہم عسفان میں اتریں تو اہل مکہ کو معلوم ہو گا کہ ہم وہاں آئے تھے، آپ مع اصحاب کے روانہ ہوئے اور عسفان میں اترے، اصحاب میں سے دو سو اوروں کو روانہ کیا جو انعمیم کی جھونپڑیوں میں پہنچے، پھر واپس آ گئے۔

جاہر بن عبد اللہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہم توبہ کرنے والے، رجوع کرنے والے، انشاء اللہ اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے، عبادت کرنے والے ہیں، سفر کی مشقت، واپسی کے تکان، اہل و عیال اور مال میں نظر بد سے بین اللہ سے

پناہ مانگتا ہوں۔

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہذیل کے بنی نجیان کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا اور فرمایا کہ ہر دو آدمی میں ایک آدمی تیز رفتاری اختیار کرے، تو اب دونوں کے درمیان رہے گا۔ جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عثمان کو تلامش کیا پھر واپس ہوئے تو فرمایا ہم رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اللہ کے لئے ہیں۔

غزوة الغابہ

ربیع الاول ۶؎ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوة الغابہ کا ارادہ فرمایا، جو مدینے سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلے پر شام کے راستے پر ہے۔

۵۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی میں اونٹنیاں تھیں جو الغابہ میں چرتی تھیں اور ان میں ابو ذر تھے، شب چہار شنبہ کو چالیس سواروں کے ہمراہ عیینہ بن حصن نے ان پر دھوکے سے حملہ کیا، اونٹنیوں کو ہٹکالے گیا اور ابو ذر کے بیٹے کو قتل کر دیا، ایک چیخ کی آواز آئی جس میں الفزع الفزع (پریشانی پریشانی) کی ندا تھی، پھر یہ ندا دی گئی، اے اللہ کی جماعت سوار ہو جاؤ یہ سب سے پہلی ندا تھی جو ان کلمات کے ساتھ دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے چہار شنبہ کی صبح کو چہرے پر رومال باندھے ہوئے اکھیدروا نہ ہوئے اوہاں ٹھہر گئے، سب سے پہلے شخص جو آپ کے سامنے آئے وہ المقداد بن عمرو تھے، وہ زرہ و خود

پہننے اور اپنی تلوار کو برہنہ کیے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نیزے میں جھنڈا باندھ دیا، اور فرمایا، جاؤ یہاں تک کہ تمہیں لشکر ملیں، میں بھی تمہارے نشان قدم پر ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبد اللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا، اور سعد بن عبادہ کو ان کی قوم کے تین سو آدمیوں کے ہمراہ مدینے کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا۔

المقداد نے بیان کیا کہ میں نکلا تو دشمن کی آخری جماعتوں کو پایا، ابو قتادہ نے مسعدہ کو قتل کر دیا، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گھوڑا اور ہتھیار دے دیا، عکاشہ بن محسن نے ثار بن عمرو بن اثار کو قتل کیا، المقداد نے عمرو بن حبیب بن عیینہ بن حصن کو اور قرقہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا۔

مسلمانوں میں سے محرز بن فضلہ شہید ہوئے، جنہیں مسعدہ نے شہید کیا، سلمہ بن الاکوع کو جو پیادہ تھے ایک جماعت ملی تو وہ انھیں تیر مارنے لگے، اور کہتے تھے ایہ لے، اور یہ شعر پڑھتے تھے

وانا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے

مسلمانوں نے ان لوگوں کو ذی قرد تک بھگا دیا جو خیبر کے نواح میں المستنخ کے متصل ہے۔

سلمہ نے بیان کیا کہ شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لشکر ملا، عرض کی: یا رسول اللہ، وہ قوم پیامی ہے، اگر آپ مجھے سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجیں تو جو جانور ان کے ساتھ ہیں سب چھین لوں گا، اور سرداروں کو گرفتار کر لوں گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں اختیار ہے، مگر سہولت اختیار کرنا، پھر فرمایا: وہ لوگ اس وقت غطفان میں جمع ہوں گے۔

شور و غل بنی عمرو بن عوف تک گیا تو امداد آئی، اور برابر لشکر آتے رہے، لوگ پیادہ بھی تھے اور اپنے اونٹوں پر بھی تھے، یہاں تک کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذی قرد میں پہنچ گئے، انھوں نے دس اونٹنیاں چھین لیں اور وہ قوم یقیہ اونٹنیوں کے ساتھ جو دس ٹھہریں پہنچ گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قرد میں نماز خوف پڑھی، آپ وہاں خبر دریافت کرنے کے لیے ایک شبانہ روز تقیم رہے آپ نے اپنے ہر تنواصحاب میں ایک اونٹ تقسیم فرمایا جسے وہ ذبح کرتے تھے، کل تعداد پانچ سو تھی، کہا جاتا ہے کہ سات سو تھی، سعد بن عبادہ نے آپ کی خدمت میں کئی بورے کھجور اور دس اونٹ روانہ کئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذی قرد میں پہنچے۔

ہمارے نزدیک ثابت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سریلے پر سعد بن زید الاشہلی کو امیر بنایا تھا، لیکن حسان بن ثابت کے قول "غداة فرأى من المقداد" (المقداد کے سواروں کی صبح) کی وجہ سے لوگوں نے اسے المقداد کی طرف منسوب کر دیا تو سعد بن زید نے ان پر عتاب کیا اور کہا کہ حرف ردی نے مجبوراً امیرانام المقداد تک پہنچا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ شب باہر رہنے کے بعد دو ٹٹنچے کو دینے پہنچے۔

سلمۃ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لے گئے، میں طلحہ بن عبید اللہ کا گھوڑا بھی لے گیا، میرا ارادہ تھا کہ اسے بھی اونٹوں کے ہمراہ پانی بلاؤں، جب تاریکی ہو گئی تو عبد الرحمن بن عیینہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور چرواہے کو قتل کر دیا، وہ اور اس کے ساتھ چند آدمی جو سواروں کے ہمراہ تھے ان کو ہتھکاتے ہوئے روانہ ہوئے، میں نے رباح سے کہا اس گھوڑے پر بیٹھ کر اسے طلحہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کرو کہ ان کے جانور لوٹ لیے گئے۔

میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا، اپنا منہ مدینے کی جانب کر لیا، اور تین مرتبہ ندا دی "یا صباحا" (ہائے صبح)، پھر اس قوم کا بیچھا کیا، میرے پاس

تو ارا در تیر بھی تھے، میں انھیں تیر مار کر زخمی کرنے لگا، ایسا اُس وقت کرتا تھا جبکہ درختوں کی کثرت ہوتی تھی، جب کوئی سوار میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اُسے تیر مارتا تھا، جو سوار میری طرف متوجہ ہو میں نے اُسے زخمی کر دیا۔ انھیں تیر مارتا اور کہتا تھا کہ:-

انا ابن الاكوع واليوم يوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں اور یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے۔

میں ایک آدمی سے ملا وہ اپنی سواری ہی پر تھا کہ میں نے اُسے تیر مارا، میرا تیر اُس شخص کے لگا اور جگر چھید دیا، میں نے کہا یہ لے، میں ابن الاکوع ہوں، اور یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے۔ جب میں درخت کی آڑ میں ہوتا تھا تو انھیں تیروں سے گھیر لیتا تھا، اور جب دشواریاں تنگ کرتی تھیں تو پہاڑ پر چڑھ کر اُن پر پتھر پھینکتا تھا، میرا اور اُن کا برابر یہی حال رہا، میں اُن کا پیچھا کرتا تھا اور رجز پڑھتا تھا، انا آنکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن جانوروں کو جنھیں اللہ نے پیدا کیا تھا اپنے پس پشت کر لیا اور اُن لوگوں کے ہاتھوں سے چھوڑا لیا،

میں برابر انھیں تیر مارتا رہا، انھوں نے میں سے زاید نیرے ڈال دیے اور میں سے زاید چادریں، جن سے وہ بارہ لگا کر رہے تھے جو کچھ وہ ڈالتے تھے میں اس پر

پتھر رکھ دیتا تھا، میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر جمع کیا۔

جب صبح کی روشنی پھیل گئی تو اُن کی مدد کے لیے عیینہ بن بدر الفزازی آیا، وہ لوگ ایک تنگ گھائی میں تھے، میں پہاڑ پر چڑھ گیا، اور اُن لوگوں کے اوپر نھا، عیینہ نے کہا یہ کیا ہے جو مجھے نظر آتا ہے، انھوں نے کہا کہ اسی سے ہمیں ایذا پہنچی، اس نے ہمیں صبح سے اس وقت تک نہیں چھوڑا، جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں تھا سب لے لیا اور اُسے اپنے پیچھے کر دیا۔

عیینہ نے کہا: ایسا نہ ہو کہ یہ جو دکھائی دیتا ہے، اس کے پیچھے کوئی جستجو کرنے والا ہو، جس نے تمھیں چھوڑ دیا ہو، تم میں سے ایک جماعت کو اُس کے مقابلے کے لیے کھڑا ہونا چاہیے، اُن میں سے چار کی ایک جماعت

۶۰ میرے مقابلے کو کبھی ہوگی، وہ پہاڑ پر چڑھے گا، میں نے انھیں آواز دی اور کہا، کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟ انھوں نے کہا، تو کون ہے؟ میں نے کہا، میں ابن الاکوع ہوں، جس کے چہرے کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکرم کیا، تم میں سے کوئی لکھی مجھے پانہیں سکتا، اور نہ وہ شخص مجھ سے بیچ سکتا ہے، جسے میں طلب کروں، اُن میں سے ایک شخص نے کہا، یہ اس کا مکان ہے۔ میں اپنی نشست گاہ سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں کو دیکھا جو درختوں کے درمیان تھے، سب سے آگے الاحزم الاسدی تھے، اُن کے سچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ابو قتادہ اور ابو قتادہ کے سچھے المقداد بن عمرو، شمر بن لہث پھیر کر بھاگے۔ میں پہاڑ سے اتر کر الاحزم کے آگے آگیا، اُن کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا، اے احزم اس جماعت سے ڈرو (یعنی اُن سے بچو) مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمھیں بوٹیں گے، لہذا انتظار کرو یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب آئیں۔

انھوں نے کہا، اے سلمہ! اگر تمھیں اللہ پر اور روبرو قیامت پر ایمان ہے اور تم جانتے ہو کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو، میں نے اُن کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی، وہ عبد الرحمن بن عیینہ سے ملے، وہ اُن پر بٹ پڑا، دونوں نیزے چلانے لگے، الاحزم نے عبد الرحمن کو زخمی کر دیا، عبد الرحمن نے انھیں نیزہ مار کر قتل کر دیا، عبد الرحمن نے الاحزم کا گھوڑا بدل لیا، ابو قتادہ، عبد الرحمن سے ملے، دونوں نیزہ چلانے لگے، ابو قتادہ زخمی ہو گئے اور انھوں نے اسے قتل کر دیا، ابو قتادہ نے الاحزم کا گھوڑا بدل لیا۔

میں نکل کر اس قوم کے پیچھے روانہ ہوا، مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا کچھ غبار بھی نظر نہ آتا تھا، وہ لوگ ایک گھاٹی کے سامنے تھے جس میں پانی تھا، اُس کا نام ذوق تھا، اُن کا ارادہ ہوا کہ پانی پیں، لیکن مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا دیکھ لیا تو اس سے ہٹ گئے اور ایک

گھائی کاجو ثنیۃ ذو دیر تھی سہارا لے لیا۔
 آفتاب غروب ہو گیا، میں نے ایک آدمی کو پایا، اسے تیر مارا، اور کہا، میرے
 دانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع
 میں ابن الاکوع ہوں اور یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے
 اس نے کہا، اے میری ماں کے رولانے والے، کیا تو میرا صبح والا اکوع ہے؟
 میں نے کہا، اے اپنی جان کے دشمن، ہاں۔

دہ شخص وہی تھا، جسے میں نے صبح کو تیر مارا تھا میں نے اسے ایک اور تیر مارا، دو تیر تیر
 اس کے لگے وہ لوگ دو گھوڑے چھوڑ گئے تو میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 منہ نکالایا، آپ ذو قرد کے اس پانی پر تھے جس سے میں نے ان لوگوں کو منہ نکالیا تھا۔
 اتفاقاً نبی اللہ باج سو آدمیوں کے ہمراہ تھے، بلال نے ان اونٹوں
 میں سے ایک اونٹ ذبح کیا جو میں سمجھے چھوڑ گیا تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے لیے اس کی کلجی اور کوہان بھون رہے تھے۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کیا،
 یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے اور اپنے اصحاب میں سے سو آدمی منتخب
 فرما دیجئے تو میں بے خبری کی حالت میں کفار پر حملہ کر دوں، ان میں سے کوئی
 خبر دینے والا بھی نہ ہوگا جسے میں قتل نہ کر دوں۔

آپ نے فرمایا، اے سلمہ، کیا تم ایسا کرنے والے ہو؟ میں نے کہا،
 ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بزرگی دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہنسے یہاں تک کہ میں نے آگ کی روشنی میں آپ کی کچلیاں دیکھیں آپ نے
 فرمایا وہ لوگ اس وقت بنی غطفان کی زمین میں پناہ گزیں ہوں گے۔
 غطفان کا ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ فلاں غطفانی کے پاس
 چلو کیونکہ ایک اونٹ ان (کفار) کے لیے ذبح کیا ہے جس وقت وہ لوگ
 اس کی کھال کھینچنے لگے تو انہوں نے ایک غبار دیکھا، اونٹ کو
 چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ہمارے

سواروں میں سب سے بہتر آج ابو قتادہ ہیں، اور ہمارے پیادے میں سب سے بہتر سلمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیادہ اور سوار کا حصہ دیا، مدینے واپس آتے ہوئے آپ نے مجھے اپنے پیچھے گوش بریدہ اونٹنی پر بٹھالیا۔ ہمارے اور مدینے کے درمیان قریب چاشت کے وقت ہو گیا، اس جماعت میں ایک انصاری تھے جن کے آگے کوئی نہیں ہو سکتا تھا، وہ یہ ندا دینے لگے کہ بے کوئی دوڑنے والا، کیا کوئی شخص ہے جو مدینے تک باہم دوڑ کرے؟ انہوں نے اسے کئی مرتبہ دھرا یا۔

میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا، آنحضرت نے مجھے ہم نشین بنایا تھا، میں نے ان سے کہا کہ نہ تو تم کسی بزرگ کا ادب کرتے ہو اور نہ کسی شریف سے ڈرتے ہو، انہوں نے کہا، سوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سے نہیں، میں نے کہا، یا رسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قدا ہوں، مجھے اجازت دیجئے، تو میں ان کے ساتھ دوڑ کر ہوں، آپ نے فرمایا، اگر تم چاہو (درو) میں نے (ان سے) کہا، چلو، (میں بھی) تمہاری طرف (چلتا ہوں)۔

وہ اپنی سواری سے کود پڑے، میں نے بھی پاؤں سمیٹے اور اونٹنی سے کود پڑا، انہیں ایک یاد و کوہان (آگے بڑھنے میں) طاقت دار بنا دیا، یعنی میں نے اپنے آپ کو روک لیا، پھر میں دوڑا یہاں تک کہ ان سے مل گیا، اپنے ہاتھ سے ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں زور سے مار کر کہا، میں تم سے آگے ہو گیا، کامیابی اللہ ہی کی طرف سے ہے، یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا، وہ ہنسے اور کہا میں تو نہیں خیال کرتا، یہاں تک کہ ہم دونوں مدینے آگے۔

سریرہ عکاشہ بن محسن الاسدی بجانب الغمر

عکاشہ بن محسن الاسدی کا الغمر مرزوق کی جانب سریرہ ہے جو فید سے

دینے کے پہلے راستے میں دو رات کی مسافت پر بنی اسد کا پانی دگھاٹا ہے، یہ ربیع الاول ۶^۱ میں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ انعم روانہ کیا، وہ اس طرح جلد روانہ ہوئے کہ ان کی رفتار بہت تیز تھی۔ اُس قوم نے انھیں تاڑ لیا اور اپنی بستی کے پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے، انھیں اپنا مکان ناموافق معلوم ہوا، عکاشہ نے شجاع بن وہب کو مخبر بنا کے بھیجا تو انھوں نے اونٹوں کا نشان دیکھا۔

یہ لوگ روانہ ہوئے تو انھیں کفار کا ایک منجر مل گیا، جس کو انھوں نے امن دے دیا، اُس نے انھیں اپنے چچا زاد بھائیوں کے اونٹ بتادیئے جو انھوں نے لوٹ لیے، دو سو اونٹ ہٹا لائے، اُس شخص کو چھوڑ دیا، اونٹ مدینے لے آئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے، انھیں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سمریہ محمد بن مسلمہ بجانب ذی القصد

الاول

ربیع الاول ۶^۱ میں ذی القصد کی جانب محمد بن مسلمہ کا سہریہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بنی نعلبہ اور بنی عوال کی جانب جو نعلبہ میں سے تھے بھیجا، اور وہ لوگ ذی القصد میں تھے، اُس کے اور مدینے کے درمیان الزبدہ کے راستے پر جو بیس میل کا فاصلہ ہے۔ یہ لوگ رات کے وقت ان کے پاس پہنچے تو اُس قوم نے جو سو آدمی تھے انھیں گھیر لیا، کچھ رات تک دونوں نے تیر اندازی کی، اعراب (دیہاتیوں) نے نیزوں سے حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا، محمد بن مسلمہ مجروح ہو کے گر پڑے، ان کے نخنے پر ایسی چوٹ لگ گئی تھی کہ سہریہ سمیت نہیں کر سکتے تھے، مسلمانوں کے کپڑے ان کفار نے اتار لیے، محمد بن مسلمہ کے پاس ایک

مسلمان گزرے تو انھوں نے انھیں لا کر مدینے میں پہنچا دیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو چالیس
آدمیوں کے ہمراہ اس جماعت کی قتل گاہ کو بھیجا، مگر ان کو کوئی نہ ملا، انھوں نے
اونٹ اور بکریاں پائیں جو ہنکا لائے اور واپس ہوئے۔

www.KitaboSunnat.com

سریہ ابو عبیدہ بن الجراح بنی انزی القصبہ

ربیع الآخر ۱۱ھ میں ذی القصبہ کی جانب ابو عبیدہ بن الجراح کا سریہ ہوا،
لوگوں نے بیان کیا کہ بنی نعلبہ و انمار کی بستیاں خشک ہو گئیں اور المراض سے
تعلّمین تک تالابوں میں خشکی آگئی، المراض، مدینے سے چھتیس میل ہے۔
بنو محارب و نعلبہ و انمار اسی خشک تالاب کو گئے، انھوں نے اس پر
اتفاق کر لیا کہ مدینے کے مویشی لوٹ لیں، جو مدینے سے سات میل پر
مقام ہیفامیں چرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ
بن الجراح کو چالیس مسلمانوں کے ہمراہ جب کہ انھوں نے نماز مغرب
پڑھ لی بھیجا، وہ لوگ روانہ ہوئے صبح کی تاریکی میں ذی القصبہ پہنچے۔
ان لوگوں پر حملہ کر دیا جو پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے، وہ
ایک شخص کو پا گئے، جو اسلام لے آیا اس کو چھوڑ دیا، ان کے اونٹوں میں سے
کچھ اونٹ انھوں نے پکڑ لیے اور ہنکا لائے، سامان میں سے کچھ ایسا بے لیا،
اسے مدینے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس نکالا جو پچا دہ انھیں تقسیم کر دیا۔

www.KitaboSunnat.com

سریہ زید بن حارثہ بنی سلیم بمقام الجحوم

ربیع الآخر ۱۱ھ میں الجحوم میں بنی سلیم کی جانب زید بن حارثہ کا سریہ ہوا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بنی سلیم کی طرف بھیجا، وہ روانہ ہوئے، الجحوم پہنچے، جو بطن نخل کے بائیں جانب اسی کے نواح میں ہے، بطن نخل مدینے سے چار ہزار (۴۸ میل) ہے۔ وہاں قبیلہ مزیہ کی ایک عورت ملی جس کا نام حلیمہ تھا، اُس نے بنی سلیم کے ٹھہرنے کے مقامات میں سے ایک مقام بتا دیا، اُس مقام پر انھیں اونٹ، بکریاں اور قیدی ملے، انھیں میں حلیمہ المزیہہ کا شتو ہر بھی تھا۔

جب زید بن حارثہ، وہ سب جو انھوں نے پایا تھا لیکے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزیہہ کو اُس کی جان اور اُس کا شتو ہر مہبہ کر دیا، بلال بن اسحارث کا یہ شتو اسی واقعے میں ہے۔
لعمرك ما اخني المسولي ولادنت حلیمہ حتی راح رکبھا معا
قسم ہے تیری زندگانی کی کہ نہ تو جس سے سوال کیا گیا تھا اسی نے کوتاہی کی اور نہ حلیمہ ہی تھکی یہاں تک کہ دونوں کی سواری ساتھ ساتھ روانہ ہوئی۔

سریر زید بن حارثہ بجانب العیص

جمادی الاولیٰ سنہ میں العیص کی جانب زید بن حارثہ کا سریر ہوا، اُس کے اور مدینے کے درمیان چار رات کا راستہ ہے اور المرود وہاں سے ایک رات کی مسافت پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر پہنچی کہ قریش کا ایک قافلہ شام سے آرہا ہے، آپ نے زید بن حارثہ کو لہستہ سواروں کے ہمراہ اس کو روکنے کے لئے بھیجا، انھوں نے اُسے اور جو کچھ اُس میں تھا گرفتار کر لیا، اس روز صفوان بن امیہ کی بہت سی چاندی پکڑ لی، کچھ آدمیوں کو بھی گرفتار کیا جو اُس قافلے میں تھے، جن میں ابوالعاص بن الربیع بھی تھا، انھیں مدینے لے آئے۔

۱۷۵
ایک کو لہستہ

ابوالعاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادہ زینب سے پناہ مانگی، انہوں نے اسے پناہ دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر پڑھ لی تو زینب نے لوگوں میں ندا دے دی کہ میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اس کا کچھ علم نہیں، ہم نے بھی اسے پناہ دی جسے تم نے پناہ دی، اور جو کچھ اس سے لیا گیا تھا آپ نے اسی کو واپس کر دیا۔

سرئیہ زید بن حارثہ بجانب الطرف

جمادی الآخرہ میں الطرف کی جانب زید بن حارثہ کو لشکر کے ساتھ بھیجا، الطرف التخیل کے اسی جانب، المراض کے قریب البقرہ کے اس راستے پر جو الحجہ کو گیا ہے، مدینے سے چھتیس میل پر ہے، وہ پندرہ آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ کی جانب روانہ ہوئے، مگر انھیں اونٹ اور بکریاں ملیں، اعراب بھاگ گئے، زید نے صبح کے وقت اونٹوں کو جو میں تھے مدینے پہنچا دیا اور انھیں جنگ کی نوبت نہیں آئی، وہ چودہ رات باہر رہے، ان کا شعار (نشان جنگ و اشارہ) "أُمْتُ، أُمْتُ" تھا۔

سرئیہ زید بن حارثہ بجانب حسمی

جمادی الآخرہ میں حسمی کی طرف زید بن حارثہ کا سریش آیا جو دوی القرعہ کے پیچھے ہے۔ دحیہ بن حلیفۃ الکلبی قبیلہ کے پاس سے جس نے انھیں مہمان رکھا اور خلعت دیا تھا آئے تو حسمی میں انھیں اہنید بن عارض اور اس کا بیٹا عارض بن اہنید قبیلہ جذام کے چند آدمیوں کے ہمراہ ملا، انھوں نے

دحیہ کو لوٹ لیا، اور سوائے پرانے کپڑوں کے اُن کے پاس کچھ نہ چھوڑا،
بنی الضیب کے چند آدمیوں نے یہ سنا تو وہ اُن کی طرف روانہ ہوئے
اور دحیہ کا سامان چھین لیا۔

دحیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کی خبر دی تو
آپ نے پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ زید بن حارثہ کو بھیجا، اُن کے ساتھ
دحیہ کو بھی کر دیا، زید رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے، اُن کے
ہمراہ قبیلہ بنی غدرہ کا ایک رہبر بھی تھا، وہ انھیں لایا، اور صبح ہوتے ہی
اُس قوم پر حملہ کر دیا، انھوں نے اُن کو لوٹ لیا، خول ریزی کی اور دکھ
پہنچایا، الہنید اور اُس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا، مواشی اور اونٹ اور
عورتیں بھی پکڑ لیں، انھوں نے ایک ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں
اور سو عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے۔

زید بن رفاعۃ السجدامی اپنی قوم کے ایک گروہ کے ہمراہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کا وہ فرمان دکھایا جو
آپ نے اُس کے اور اُس کی قوم کے لیے اُن راتوں میں تحریر فرمایا تھا
جب وہ آپ کے پاس آیا تھا، وہ اسلام لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ
ہم پر حلال کو حرام نہ کیجئے اور نہ حرام کو ہمارے لیے حلال کیجئے، آپ نے فرمایا
میں مقتولین کو کیا کروں، ابو زید بن عمرو نے کہا، یا رسول اللہ، اُسے
رہا کر دیجئے جو زندہ ہو، اور جو قتل ہو گیا تو وہ میرے ان دونوں قدموں
کے نیچے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو زید نے سچ کہا، آپ نے
اُن لوگوں کے ہمراہ علی رضی اللہ عنہ کو زید بن حارثہ کے پاس بھیج کر حکم دیا کہ
وہ انھیں اور ان کی عورتوں اور مال کو دے دیں۔

علیؑ روانہ ہوئے، زید بن حارثہ کے بشیر دفتح کی خوش خبری پہنچانے
والے (رافع بن بکث البجینی سے ملے، جو اسی قوم کی اونٹنی پر سوار تھے،
علیؑ نے وہ اونٹنی بھی اسی قوم کو واپس کر دی۔

وہ زید سے اقلتین میں ملے جو مدینے اور ذی المروہ کے درمیان
ہے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچایا، انھوں نے
لوٹوں سے جو کچھ لیا تھا وہ سب واپس کر دیا۔

سریرہ زید بن حارثہ بجانب وادی القرئی

رجب ۶ء میں زید بن حارثہ کا سریرہ وادی القرئی ہے، لوگوں نے
بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ء میں زید کو امیر بنا کے بھیجا۔

سریرہ عبد الرحمن بن عوف بجانب دومتہ الجندل

شعبان ۶ء میں عبد الرحمن بن عوف کا سریرہ دومتہ الجندل ہوا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف کو بلایا، انھیں اپنے
سامنے بٹھایا، اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا، اور فرمایا: اللہ کے نام کے ساتھ
اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جو اللہ کے ساتھ کفر کرے تم اس سے اس طرح
لڑو کہ نہ تو خیانت کرو نہ بد عہدی کرو، اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

آپ نے انھیں دومتہ الجندل میں قبیلہ کلب کے پاس بھیجا، اور
فرمایا، اگر وہ لوگ تمھیں مان لیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔
عبد الرحمن روانہ ہوئے، دو روز بعد الجندل آئے اور پھر کتبین روز تک اسلام کی
دعوت دیتے رہے، اصمغ بن عمرو الکلبی اسلام لے آیا، وہ نصرانی تھا اور ان لوگوں کا سردار
ان کے ساتھ قوم کے بہت سے آدمی اسلام لے آئے جس نے چنانچہ جزیرہ دینے پر اپنے دین برفاقم ہوا۔
عبد الرحمن نے الاصحیح کی بیٹی تماضر سے نکاح کر لیا، انھیں مدینے لے آئے،
وہی ابو سلمہ بن عبد الرحمن کی ماں ہیں۔

سریہ علی بن ابی طالب بجانب بنی سعد بن بکر بمقام فدک

شعبان ۱۲ھ میں بمقام فدک بجانب بنی سعد بن بکر علی بن ابی طالب کا سریہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ ان لوگوں کا ایک مجمع ہے جس کا یہ قصد ہے کہ یہود خیبر کی مدد کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب سو آدمیوں کے ہمراہ علی بن ابی طالب کو روانہ کیا، وہ رات کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے تھے۔

جب الحج پہنچے جو خیبر و فدک کے درمیان ایک چشمہ آب ہے، اور مدینے اور فدک کے درمیان چھ رات کا راستہ ہے تو اس مقام (الحج) پر انھیں ایک آدمی ملا، جس سے اس مجمع کو دریافت کیا، اس نے کہا میں تو تمھیں اس شرط پر بتاؤں گا کہ تم لوگ مجھے امن دے دو، ان لوگوں نے اسے امن دے دیا، پھر اس نے بھی یتا بتا دیا۔

علی اور ان کے ساتھیوں نے غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کر دیا، پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے لیں، بنو سعد اور ان کے سرغنہ، ویرین عظیم، بار برداری کے اونٹوں کو بھگالے گئے، علی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص حصے میں ایک دو دھوا لی اونٹنی کو علیحدہ کر دیا، جس کا نام اسفندہ تھا، پھر خمس علیحدہ کر دیا، بقیہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا اور مدینے آگئے، انھیں جنگ کی توبت نہیں آئی۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب قوم قریظہ بمقام وادی القری

رمضان ۱۲ھ میں وادی القری کے نواح میں جو مدینے سے

سات رات کے راستے پر ہے ام قرفہ کی طرف زید بن حارثہ کا سر یہ پیش آیا۔
 زید بن حارثہ تجارت کے سلسلے میں شام کی طرف روانہ ہوئے، ان کے
 ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا مال تجارت تھا، جب وہ
 وادی القریٰ کے قریب ہوئے تو انہیں بنی بدر کی شاخ فزارہ کے
 کچھ لوگ ملے جنہوں نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو مارا اور جو کچھ
 پاس تھا لے لیا۔

زید اچھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 آئے، اور آپ کو خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو
 ان لوگوں کی طرف بھیجا، یہ لوگ دن کو چھپتے اور رات کو چلتے، بنو بدر نے تاڑ لیا،
 زید اور ان کے ساتھی صبح کے وقت ان لوگوں
 کے پاس آئے، تکبیر کہی اور جو موجود تھے انہیں گھیر لیا، ام قرفہ کو جو
 فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر تھی اور اس کی بیٹی جا رہی بنت مالک بن
 حذیفہ بن بدر کو گرفتار کر لیا، جا رہی کو مسلمہ بن الاکوع نے گرفتار کیا،
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حزن بن ابی وہب کو ہبہ کر دی۔

قیس بن المحب نے ام قرفہ کی طرف قصد کیا جو بہت سن رسیدہ
 بوڑھی تھی، انہوں نے اس کو نہایت سختی سے قتل کیا، اس کے دونوں
 پاؤں میں رسی باندھ کر دو اونٹوں سے باندھ دیا، اونٹوں کو تیز دڑایا
 جس سے اس کا جسم کٹ گیا، انہوں نے نعمان اور عبید اللہ کو بھی قتل
 کیا، یہ دونوں مسعود بن حکمہ بن مالک بن بدر کے بیٹے تھے۔

زید بن حارثہ اپنی اسی حالت کے ساتھ مدینے آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
 دروازہ کھٹکھٹایا، آپ کپڑے اتارے ہوئے تھے، اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے
 ان کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے، انہیں گلے لگا لیا، بوسہ دیا اور ان سے
 حال دریافت کیا، اللہ نے انہیں جو فتح دی تھی اس کی آپ کو خبر دی۔

سرِیہ عبد اللہ بن عتیک بجانب ابی رافع

رمضان ۱۰ء میں بمقام خیبر ابو رافع سلام بن ابی الحقیق انصاری کی طرف عبد اللہ بن عتیک بھیجے گئے۔

ابو رافع بن ابی الحقیق نے عطفان اور جو مشرکین عرب اُس کے گرد تھے انھیں جمع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے ایک بہت بڑا مجمع ہو گیا، آنحضرت نے عبد اللہ بن عتیک، عبد اللہ بن اُمیس، ابو قتادہ، اسود بن خزاعی اور مسعود بن سنان کو ابو رافع کے قتل پر مامور فرمایا۔

یہ لوگ خیبر پہنچ کے پوشیدہ ہو گئے، جب سناٹا ہوا تو اُس کے مکان کی طرف آئے اور زمین پر چڑھ گئے، انھوں نے عبد اللہ بن عتیک کو آگے کیا، کیونکہ وہ یہودی زبان میں گفتگو کر سکتے تھے، انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، اور کہا کہ میں ابو رافع کے پاس ہدیہ لایا ہوں، اُس کی عورت نے دروازہ کھول دیا، مگر جب ہتھیار دیکھے تو غل مچانے کا ارادہ کیا، اُن لوگوں نے تلوار سے اُس کی طرف اشارہ کیا تو وہ خاموش ہو گئی، لوگ اندر گھس پڑے، ابو رافع کو اُس کی اُس سفیدی سے پہچان لیا جو مثل قبلی کپڑے کے تھی، اور تلواروں سے اُس پر ٹوٹ پڑے۔

ابن امیس نے بیان کیا کہ میں ایسا شخص تھا جسے رتوندی تھی، کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا، میں نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ پر ٹکا دی، بستر پر خون بہنے کی آواز سنی تو سمجھ گیا کہ وہ قضا کر گیا، ساری جماعت اُسے مارنے لگی۔

وہ لوگ اتر آئے، اُس کی عورت چلائی تو سب گھروالے چلائے، یہ جماعت خیبر کے قلعے کے ایک نالے میں چھپ گئی، حارث ابو زینب

تین ہزار آدمیوں کے ہمراہ ان کے تعاقب کو بھلا، آگ کی روشنی میں تلاش شروع کی، مگر ان لوگوں کو نہیں پایا ناچار واپس ہو گئے، وہ جماعت اپنے مقام پر دو روز مقیم رہی، یہاں تک کہ تلاش کم ہو گئی، یہ لوگ مدینے کا رخ کر کے نکلے، ان میں سے ہر شخص اُس کے قتل کا مدعی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ نے فرمایا، چہرے کامیاب ہوں، انھوں نے کہا، آپ کا چہرہ بھی کامیاب ہو یا رسول اللہ انھوں نے آپ کو اپنے واقعے کی خبر دی، آپ نے ان کی تلواریں لے لیں، دیکھا تو گھانے کا نشان عبد اللہ بن اُنس کی تلوار کی نوک پر تھا، آپ نے فرمایا، انھوں نے اُسے قتل کیا ہے۔

سیرۃ عبد اللہ بن رواحہ بجانب اسیر بن زارم

شوال ۶ء میں بمقام خیبر اسیر بن زارم الیہودی کی جانب عبد اللہ بن رواحہ کا سریہ ہوا، جب ابو رافع سلام بن ابی الحقیق قتل کر دیا گیا تو ہود نے اسیر بن زارم کو اپنا امیر بنا لیا چنانچہ وہ بھی غطفان وغیرہم میں جا کر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے جمع کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آنحضرت نے ۶۷

ماہ رمضان میں خفیہ طور پر تین آدمیوں کے ہمراہ عبد اللہ بن رواحہ کو روانہ کیا، انھوں نے اُس کا حال اور اُس کی غفلت دریافت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، تیس آدمیوں نے آپ کی تدا قبول کی، آپ نے ان پر عبد اللہ بن رواحہ کو امیر کر کے بھیجا، یہ لوگ اسیر کے پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگ اس وقت تک امن میں ہیں جب تک ہم تیرے سامنے وہ بات پیش نہ کر دیں،

جس کے لیے ہم آئے ہیں، اُس نے کہا، ہاں، میرے لیے بھی تم لوگوں کی طرف سے اسی طرح ہے، انھوں نے کہا، ہاں۔

ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے، تو آپ کے پاس چل تاکہ آپ تجھے فیبر کا عامل بنا دیں، اور تیرے ساتھ احسان کریں، اُسے لایچ پیدا ہوا اور روانہ ہو گیا، ہمراہ میں یہودی بھی ہوئے جو ہر مسلمان کے ہم نشین ہوئے۔

جب ہم لوگ قرقہ تیار پہنچے تو اُسیر بچھتایا، عبد اللہ بن انیس نے جو اس سرے میں تھے بیان کیا کہ اُس نے میری تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا، میں سمجھ گیا اپنا اونٹ کنارے کر لیا اور کہا اے اللہ کے دشمن، خلاف عہد اُس نے دو مرتبہ ایسا ہی کیا، میں اتر گیا اور قوم کو چلنے دیا یہاں تک کہ میرے لیے اُسیر تنہا رہ گیا، میں نے اُسے تلوار ماری اُس کی ران اور پندلی کا اکثر حصہ علیحدہ ہو گیا، وہ اپنے اونٹ پر سے گر پڑا، اُس کے ہاتھ میں شوحط کی (پہاڑی درخت ہے جس سے کمان بنتی ہے) ٹیڑھی موٹھ کی ایک لاکھی تھی جس سے اُس نے مجھے مارا اور میرے سر کو زخمی کر دیا۔

ہم لوگ اُس کے ساتھیوں پر پلٹ پڑے، سب کو قتل کر دیا، سو اے ایک شخص کے جس نے ہم کو بہت ہی تھکا دیا اور وہ مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں ملا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ سے سب بات بیان کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ظالموں کی قوم سے نجات دی۔

سر یہ کر زبن جابر الفہری بجانب العرینین

شوال ۶۰۰ھ میں عرینین کی جانب کر زبن جابر الفہری کا سر یہ ہے، قبیلہ عرینہ کے آٹھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے، انھوں نے مدینے کی آب و ہوا کو خراب پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انہیں اپنے اونٹوں کی طرف لیجانے کا حکم دیا جو ذی الجدر میں مدینے سے چھ میل پر قبار کے علاقے میں غیر کے قریب چرتے تھے۔

وہ لوگ وہاں رہے یہاں تک کہ سندرست اور موٹے ہو گئے، صبح کے وقت اونٹوں پر حملہ کیا اور ہٹکالے گئے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام یسار نے، جن کے ہمراہ ایک جماعت تھی، پایا، یسار لڑے، ان لوگوں نے ان کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیا، زبان اور آنکھوں میں کانٹے بھونک دیے، یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان کے لعاب میں بیس سواری روانہ کئے، اور کرز بن جابر انصاری کو عامل بنایا، یہ لوگ انہیں پاگئے، گھیر کے گرفتار کر لیا، اور رسیوں سے باندھ کر گھوڑوں پر ساتھ بٹھالیا وہ انہیں مدینے لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغایہ میں تھے، وہ لوگ ان کو لیکے آپ کی طرف روانہ ہوئے، آپ سے الزغابہ میں سیلابوں کے اجتماع کے مقام پر ملے آپ نے ان سے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، آنکھیں نکالی گئیں، پھر وہیں انہیں لٹکا دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی انما جزاء الذین یجاربون اللہ ورسولہ ولسیعون فی الارض الفساد ان لوگوں کی جزا جو اللہ ورسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد کرتے پھرتے ہیں یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد پھر کوئی آنکھ نہیں نکالی گئی، وہ اونٹنیاں پندرہ تھیں جو بہت دودھ دینے والی تھیں، وہ انہیں مدینے واپس لے آئے تو انس میں سے ایک اونٹنی جس کا نام الحنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملی، آپ نے دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ اسے ان لوگوں نے ذبح کر ڈالا۔

سرِ عَمْرِ بْنِ اَمِيهِ الضَّمْرِي

ابوسفیان بن حرب نے قریش کے چند آدمیوں سے کہا کہ کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو مجھ کو دھوکے سے قتل کر دے، کیونکہ وہ یا زاروں میں چلتے پھرتے ہیں، اعراب میں سے ایک شخص آیا اور کہا کہ میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ تیز، سب سے زیادہ مضبوط اور اپنے دل کو سب سے زیادہ مطمئن پاتا ہوں، تو اگر مجھے قوت دیدے تو میں اُن کی جانب روانہ ہو جاؤں، اور دھوکے سے قتل کر دوں، میرے پاس ایک خنجر ہے جو گدھ کے پر کی طرح ہے جس سے میں اُن پر حملہ کروں گا، پھر میں کسی قافلے میں مل جاؤں گا اور بھاگ کر اُس جماعت سے آگے بڑھ جاؤں گا، کیوں کہ میں راستے سے واقف ہوں اور اُسے خوب جانتا ہوں۔

ابوسفیان نے کہا تو ہمارا دوست ہے، اسے اونٹ اور خرچ دیا اور کہا اپنے کام کو پوشیدہ رکھنا، وہ رات کو روانہ ہوا، اپنی سواری پر پانچ شب چلا، چھٹی صبح ظہر اٹھرہ میں ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھتا ہوا آیا، ات آپ بتا دیے گئے، اپنی سواری کو باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا، آپ مسجد نبی عبد الاشہل میں تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص بدعت کا ارادہ رکھتا ہے، وہ بڑھکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرے، اُسید بن الحفصیر نے اُس کی تہمت کا اندر کا حصہ پکڑ کے کھینچا تو اتفاق سے خنجر ملا، وہ شخص گھبرا گیا، اور کہا میرا خون، میرا خون، اُسید نے اُس کا گریبان پکڑ کے زور سے جھنجھوڑا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھ سے سچ کہہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا، پھر مجھے امن ہے؟ فرمایا، ہاں، اُس نے آپ کو

اسے کام کی خبر دی، اور اُس کی بھی جو ابوسفیان نے اُس کے لیے مقرر کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اسلام لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو ابوسفیان بن حرب کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم دونوں اُس کی غفلت کا موقع پانا تو قتل کر دینا، دونوں کے میں داخل ہوئے، عمرو بن امیہ رات کے وقت جا کر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے تو انھیں معاویہ بن ابی سفیان نے دیکھ لیا اور پہچان کے قریش کو خبر دیدی۔

قریش کو اُن سے اندیشہ ہوا اور انھوں نے اُن کی تلاشی لی، وہ جاہلیت میں بھی بڑے بہادر تھے، اُن لوگوں نے کہا کہ عمر و کسی بھلائی کے لیے نہیں آئے، اہل مکہ نے اُن کے لیے انفاق اور اجماع کر لیا، عمر و اور سلمہ بھاگے عمر و کو عبید اللہ بن مالک بن عبید اللہ التیمی ملا تو اُس کو انھوں نے قتل کر دیا ایک اور شخص کو بھی قتل کر دیا جو بنی الدلیل میں سے تھا، اس کو انھوں نے یہ شعر گاتے اور کہتے سناہ

ولست بکلمہ صادت حیا ولست ادين دين المسلمينا
میں جس تک زندہ ہوں مسلمان نہ ہوں گا۔ اور نہ میں مسلمانوں کا دین قبول کروں گا۔
انھیں قریش کے دو قاصد ملے جن کو انھوں نے خبر دریافت کرنے کو بھیجا تھا، ان میں سے ایک کو انھوں نے قتل کر دیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے مدینے لے آئے، عمر و، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال بتا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔

غزوہ حدیبیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ھ میں پیش آیا جب کہ آپ پیمبرہ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے اصحاب سے عمرہ کے لیے چلنے کو فرمایا، اُن لوگوں نے بہت جلدی کی اور طیار ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں گئے، غسل فرمایا، دوپکڑے پہنے اور اپنی سواری القصواء پر روانہ ہوئے۔

طلوع ہلال ذی القعدہ اور دو شنبے کا دن تھا، مدینے پر آپ نے عبد اللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا، ہمراہ سوائے تلواروں کے جو چمڑے کے مبیاتوں میں تھیں اور کوئی ہتھیار نہیں تھا، آپ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لے گئے اور اصحاب نے بھی قربانی کے اونٹ لے لئے، نماز ظہر ذی الحلیفہ میں پڑھی۔

تھرتانے اُن اونٹوں کو منگایا جو ہمراہ لیے تھے، انھیں جھولی پہنائی گئی، آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بھی اُن کی داہنی جانب (کوہان میں) زخم برائے علامت قربانی کیے، اُن کے گلے میں ہار ڈالے، وہ سب رو بہ قبیلہ تھے اور تعداد میں ستر تھے جن میں ابو جہل کا وہ اونٹ بھی تھا جو آپ کو جنگ ید میں غنیمت میں ملا تھا۔

آپ نے احرام باندھا اور طلبیہ کہا، عباد بن بشر کو میں مسلمان سواروں کے ہمراہ بطور مخیر آگے روانہ کیا جن میں مہاجرین اور انصار دونوں تھے، آپ کے ہمراہ سولہ سو مسلمان تھے، کہا جاتا ہے کہ چودہ سو تھے، سو اپندرہ سو کی تعداد بھی بتائی جاتی ہے، آپ اپنے ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی لے گئے۔ مشرکین کو خبر پہنچی تو اُن سب کی رائے آپ کو مسجد حرام سے روکنے پر متفق ہو گئی، انھوں نے بلدرج میں لشکر جمع کیا، دو سو سواروں کو جن کا سردار خالد بن الولید یا بروایت دیگر عکرمہ بن ابی جہل تھا، کرایع نعیم تک آگے بھیجا، بسر بن سفیان السخراعی کے میں آئے، انھوں نے اُن کا کلام سنا اور اُن کی رائے معلوم کی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے اور آپ سے عذیر الاثبط میں ملے جو عسفان کے چھپے تھا اور آپ کو اس کی خبر دی۔ خالد بن الولید مع اپنے لشکر کے قریب آ گیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن بشر کو حکم دیا،

وہ اپنے لشکر کے ہمراہ آگے بڑھے اور اس کے مقابلے پر کھڑے ہو گئے، اپنے ساتھیوں کو بھی صفت بستہ کر دیا۔

نماز ظہر کا وقت آ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی، جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی العصل کی داہنی جانب کو اختیار کرو کیونکہ قریش کے جاسوس مرالظہران اور عجنان میں ہیں، آپ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے قریب پہنچے جو حرم مکہ کنارے کے سے نو میل ہے۔

سواری کے دونوں آگے پانوں ایک پہاڑی راستے سے جس سے وہ آپ کو اتار رہی تھی قوم قریش کے مقام قضاے حاجت میں جا پڑے تو اس نے اپنا سینہ ٹیک دیا، مسلمانوں نے کہا "حل حل" اس کلمے سے وہ اسے جھٹک رہے تھے مگر اس نے اٹھنے سے انکار کیا، لوگوں نے کہا القضا اور کئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے چلنا نہیں چھوڑا، البتہ آسے آسے نے روک لیا جس نے (اصحاب فیل کے) ہاتھی کو روک دیا تھا، آگاہ رہو کہ بخدا اگر آج وہ لوگ مجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست کریں گے جس میں حرمتہ اللہ کی تعظیم ہوگی تو میں وہ چیز انھیں ضرور دوں گا۔

آنحضرتؐ نے قضا، کو حوض کا ٹوہ کھڑی ہو گئی، پھر اس طرح پھرے کہ واپسی اسی طرف ہوئی جہاں سے (کے کی طرف جانا) شروع کیا تھا۔ اور لوگوں کو حدیبیہ کے چشموں میں سے کسی ایسے چشمے پر اتارا جس میں پانی تقسیم کیا کچھ نہ تھا۔ آنحضرتؐ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا، حکم دیا کہ اسی گڑھے میں گاڑ دیا جائے تیریں پانی اُبلنے لگا، لوگوں نے کنوس کی مینڈ پر بیٹھ کر اپنے برتن بھر لیے، حدیبیہ میں کسی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بارش ہوئی اور بار بار پانی آیا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدیل بن ورقاء اور خزاعہ کے چند سوار آئے انھوں نے آپ کو سلام کیا، اور عرض کی کہ ہم لوگ

آپ کے پاس آپ کی قوم کی طرف سے آئے ہیں، کعب بن لؤئی اور عامر بن لؤئی نے مختلف جماعت کے لشکروں سے اور اپنے فرمانبرداروں سے آپ کے مقابلے کے لیے روانہ ہونے کی خواہش کی ہے اُن کے ہمراہ اونٹ، بچے والے جانور، عورتیں اور بچے ہیں، انھوں نے یہ قسم کھائی ہے کہ اُس وقت تک آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ نہ کھولیں گے جب تک ان کے بڑے لوگ ہلاک نہ ہو جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کسی شخص کی خونریزی کے لیے نہیں آئے، ہم تو صرف اس لیے آئے ہیں کہ اس بیت (بیت اللہ) کا طواف کریں جو ہمیں روکے گا ہم اُس سے لڑیں گے۔

بدیل واپس ہوا، اُس نے قریش کو اس کی خبر دی، انھوں نے عروہ بن مسعود الثقفی کو بھیجا، اُس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کی گفتگو کی جیسی بدیل سے کی تھی، وہ بھی واپس ہوا اور قریش کو آنحضرت کے جواب سے آگاہ کیا۔

قریش نے کہا کہ اس سال ہم آپ کو بیت اللہ سے واپس کریں گے آپ سال آئندہ آئیں اور کئی میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کریں، آپ کے پاس بکر بن حفص بن الایمن آیا، آپ نے اُس سے بھی اسی قسم کی گفتگو فرمائی جیسی کہ اُس کے دونوں ساتھیوں سے کی تھی، وہ بھی قریش کے پاس واپس آ گیا اور انھیں خبر دی۔

انھوں نے اٹھلیں بن علفمہ کو بھیجا جو اُس روز مختلف جماعتوں کے لشکروں کا سردار تھا اور عبادت کیا کرتا تھا، جب اُس نے ہدی (قربانی کے جانور) کو دیکھا کہ اُس پر بارہن جنھوں نے بہت زمانے تک رُکے رہنے کی وجہ سے اُس کے بالوں کو کھالیا ہے تو جو کچھ اُس نے دیکھا اُسے بڑی بات سمجھ کر لوٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آیا، اُس نے قریش سے کہا کہ واللہ تمہیں آپ کے اور جس کام کے لیے آپ آئے ہیں اُس کے درمیان راستہ ضرور رکھو لنا پڑے گا، ورنہ میں لشکروں کو منتشر کر دوں گا، انھوں نے کہا ہمیں اتنی مہلت دے کہ ہم اپنے لیے کسی ایسے شخص کو

اعتبار کر لیں جس سے ہم راضی ہوں۔

سب سے پہلے شخص جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی جانب بھیجا خراش بن امیتہ الکعبی ہیں تاکہ وہ ان لوگوں کو آپ کی تشریف آوری کی غرض سے اطلاع دیں، ان کو لوگوں سے روک لیا اور قتل کا ارادہ کیا، مگر ان کی قوم کے جو لوگ وہاں تھے انہوں نے ان کو بچا لیا۔

پھر آپ نے عثمان بن عفان کو روانہ کیا، ان سے فرمایا کہ تم قریش کے پاس جاؤ، انہیں یہ اطلاع دو کہ ہم کسی کی خونریزی کے لیے نہیں آئے ہیں، ہم تو صرف اس بیت اللہ کی زیارت کے لیے، اس کی حرمت کی تعلیم کے لیے آئے ہیں، ہمارے ہمراہ ہدی (قربانی کا جانور) بھی ہے جسے ہم فوج کریں گے اور واپس ہوں گے۔

وہ ان کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو انہوں نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا اور نہ وہ اس سال ہمارے شہر میں قتل ہونے پائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ عثمان قتل کر دیے گئے، یہی وہ امر تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بیعتہ الرضوان کی دعوت دی، آپ نے ان سے درخت کے نیچے بیعت لی، عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بھی بیعت لی، آپ نے اپنا پایاں ہاتھ دامنے ہاتھ پر عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے مارا اور فرمایا کہ وہ اللہ کی حاجت اور اس کے رسول کی حاجت میں گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان قاصد آنے جانے لگے، سب نے آشتی و صلح پر اتفاق کیا، قریش نے سہیل بن عمرو کو اپنے چند آدمیوں کے ہمراہ بھیجا، اس نے آپ سے اس پر صلح کی اور انہوں نے آپ سے صلح نامہ لکھ لیا۔

یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی، دونوں نے دس سال تک ہتھیار رکھ دینے کا عہد کیا۔ کہ لوگ امن سے رہیں اور ایک دوسرے سے تعرض نہ کریں، اس طر پر کہ نہ خفیہ چوری ہو، نہ خیانت ہو، یہ معاہدہ ہمارے درمیان (بندش فتمہ کے لحاظ سے) ایک بند صندوق کا

حکم رکھتا ہے ہمارے درمیان مثل ایک صندوق کے ہے، جو چاہے کہ محمدؐ کی ذمہ داری میں داخل ہو تو وہ ایسا کر سکے گا، جو شخص یہ پسند کرے کہ قریش کے عہد میں داخل ہو وہ بھی ایسا کر سکے گا، ان میں سے جو شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے محمدؐ کے پاس آئے گا تو وہ اسے ولی کے پاس واپس کر دیں گے، اصحاب محمدؐ سے جو قریش کے پاس آئے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے۔ اس سال محمدؐ اپنے اصحاب کو ہمارے پاس سے واپس لے جائیں گے اور سال آئندہ وہ ہمارے پاس مع اپنے اصحاب کے اس طرح آکر یکے میں تین دن قیام کریں گے، کہ ہمارے یہاں سوائے ان ہتھیاروں کے کوئی ہتھیار لے کے داخل نہ ہوں گے جو مسافر کے ہتھیار ہوتے ہیں اور وہ تلواریں ہیں جو چمڑے کے میان میں ہوتی ہیں۔ ابو بکرؓ، ابنی قحافہ اور عمرؓ، بن الخطاب اور عیدہ الحارثی بن عوف اور سعید بن ابی وقاص اور عثمان بن عفان اور ابو عبیدہ بن الجراح اور محمد بن مسلمہ اور حویطب بن عبد العزیٰ اور مکرز بن حفص بن الاخیف اس کے گواہ ہوئے۔

اس عہد نامے کا عنوان علیؓ نے لکھا تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا اور اس کی نقل سہیل بن عمرو کے پاس رہی، ابو جندل بن سہیل بن عمرو کے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، وہ مقید تھا اور مشکل سے چلتا تھا، سہیل نے کہا کہ یہ پہلا شخص ہے جس سے متعلق میں آپ سے صلح کی بنا پر مطالبہ کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا اے ابو جندل ہمارے اور اس قوم کے درمیان صلح مکمل ہو گئی اس لیے تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشائش کی سبیل پیدا کر دے۔

خزاعہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم محمدؐ کے عہد میں داخل ہوتے ہیں، بنو بکر اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم قریش کے ساتھ انھیں کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔

جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو سہیل اور اس کے ساتھی چلے گئے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی، آپ کا سر خراش بن امیہ الکعبی نے موٹھا، اصحاب نے بھی قربانی کی اور ان میں سے اکثر کا سر موٹھا گیا اور دوسروں کے بال کتر وائے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ اللہ سر موٹھانیوں پر رحم کرے۔ کہا گیا "یا رسول اللہ اور بال کتر وائے والوں پر" تو آپ نے فرمایا بال کتر وائے والوں پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس روز سے زائد احد بیہ میں مقیم رہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیس روز، پھر واپس ہوئے، جب آپ صحنان میں تھے تو آپ پر اذان فحشا تک فتحا صبیحا نازل کی گئی، جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو اور مسلمانوں نے بھی آپ کو مبارکباد دی۔

براء سے مروی ہے کہ ہم لوگ احد بیہ کے دن چودہ سو تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے جو بیعت الرضوان میں موجود تھے کہ ہم لوگ اس روز تیرہ سو تھے اور اس روز اسلام کی تعداد مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھی۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ انھوں نے جابر بن عبداللہ سے دریافت کیا کہ درخت کی بیعت کے دن آپ لوگ کتنے تھے، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے لوگوں کو پیاس لاحق ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھوٹے سے برتن میں پانی لایا گیا، آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا، پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح نکلنے لگا جیسے وہ حشمتے ہیں، ہم نے پیا، اور وہ ہمیں کافی ہو گیا، راوی نے پوچھا، آپ لوگ کتنے تھے، انھوں نے کہا اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ ضرور ہمیں کافی ہو جاتا، ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

ایاس بن سلمہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ احد بیہ میں آئے، ہم لوگ چودہ سو تھے، احد بیہ کے حوض پر پیاس بکریاں تھیں جو اس سے سیراب ہوتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض پر بیٹھ گئے، پھر یا تو آپ نے دعا فرمائی اور یا لعاب دہن ڈالا پانی ابلنے لگا، ہم لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے پانی لے لیا۔

طارق سے مروی ہے کہ میں حج کے لیے روانہ ہوا تو ایک قوم پر گذرا جو نماز پڑھ رہی تھی، میں نے کہا یہ مسجد کیسی ہے، انہوں نے کہا کہ یہ وہ درخت ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان لی تھی، میں مسجد المسیب کے پاس آیا اور انہیں خبر دی، انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم سال آئندہ نکلے تو اُسے بھول گئے، پھر ہم اُس پر قادر نہ ہو سکے۔ سعید نے کہا کہ اگر اصحاب محمد اُسے نہیں جانتے تھے اور تمہیں نے اُسے جان لیا تو تم زیادہ جاننے والے ہوئے۔

طارق بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا، لوگوں نے درخت کا تذکرہ کیا تو وہ سنبے پھر کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اُس سال ان کے ہمراہ تھے، اور وہ اُس (درخت) کے پاس حاضر ہوئے تھے، مگر سب لوگ دوسرے ہی سال اُسے بھول گئے۔

عقل بن مغل سے مروی ہے کہ اللہ علیہ وسلم کے سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، آپ لوگوں کو بیعت کر رہے تھے، میں درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا، آپ نے ان سے اس امر کی بیعت لی کہ وہ فرار نہ ہوں گے، ان سے موت پر بیعت نہیں لی، ہم نے معقل سے پوچھا کہ اُس روز تم لوگ کتنے تھے تو انہوں نے کہا کہ چودہ سو۔

معقل بن مغل سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ علیہ وسلم کے سال درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے، میں اپنے ہاتھ سے درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ آپ کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا،

آپ نے اس روز اس امر کی بیعت لی کہ فرار نہ ہوں گے، راوی نے پوچھا کہ آپ لوگ کتنے تھے، تو انھوں نے کہا ایک ہزار چار سو۔ ۴۳

نافع سے مروی ہے کہ لوگ اس درخت کے پاس آیا کرتے تھے، جس کا نام شجرۃ الرضوان ہے، اس کے پاس نماز پڑھتے تھے، یہ خبر عمر بن الخطاب کو پہنچی تو انھوں نے اس بارے میں انھیں ڈانٹا، اور حکم دیا تو وہ کاٹ ڈالا گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت الرضوان کی وہ ابو سنان الاسدی تھے۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو محمد بن عمر سے بیان کیا، تو انھوں نے کہا یہ نسیان ہے، ابو سنان الاسدی تو احد بیہ کے قبل بنی قریظہ کے حصار میں شہید ہو گئے، جنھوں نے احد بیہ کے دن بیعت کی وہ سنان بن سنان الاسدی تھے۔

دہب بن عتبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا کہ مسلمان یوم احد بیہ میں کتنے تھے، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ چودہ سو تھے، ہم نے آپ سے درخت کے نیچے جو خار دار بلند ریگستانی (بول کا) درخت تھا بیعت کی، اپنے ہاتھ سے اسے پکڑے ہوئے تھے، سو اے جدین قیس کے جو اپنے اونٹ کی بغل کے نیچے چھپ گیا تھا، میں نے ان سے پوچھا کہ انھوں نے کیوں کر آپ سے بیعت کی تو انھوں نے کہا ہم نے آپ سے اس امر پر بیعت کی کہ ہم فرار نہ کریں گے، ہم نے آپ سے موت پر بیعت نہیں کی، میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحلیفہ میں بیعت لی تو انھوں نے کہا کہ نہیں، وہاں نماز پڑھی، اور سو اے درخت احد بیہ کے اور کسی درخت کے پاس بیعت نہیں لی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد بیہ کے حوض پر دعا فرمائی، سب نے ستر اونٹ کی قربانی کی، جو ہر سائے آدمی میں ایک اونٹ تھا۔

جابر نے کہا کہ مجھے امّ مبشر نے خبر دی کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقہ کے پاس کہتے سنا کہ انشاء اللہ درخت والے لوگ جنھوں نے اس کے

نیچے بیعت کی ہے آگ میں داخل نہ ہوں گے۔" حفصہ نے کہا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے انہیں جھڑکا، تو حفصہ نے کہا "وان منکم الا دار دھاکان علی ربک محتما مقضیا" تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اُس آگ میں داخل نہ ہو، یہ آپ کے پروردگار پر ایسا واجب ہے جو پورے لیا جائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ثم نبھی الذین التقوا و تذرا لظالمین" فیہا جثیا "پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، اور ظالموں کو اُس میں سبجوں کے بل چھوڑ دیں گے۔"

ہرا بن عازب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الحدیبیہ میں مشرکین سے تین چیزوں پر صلح کی۔

(۱) مشرکین میں سے جو کوئی آپ کے پاس آئے گا وہ ان کے پاس واپس کیا جائے گا۔

(۲) مسلمانوں میں سے جو ان کے پاس آئے گا وہ ان سے واپس نہیں کریں گے۔

(۳) آپ کے میں سال آئندہ داخل ہوں گے اور تین دن قیام کریں گے سوائے ضروری ہتھیاروں کے جیسے تلوار اور کمان اور اسی کے مثل اور کوئی ہتھیار نہ لائیں گے، ابو جندل آیا جو اپنی بیٹیوں میں مقید تھا، آپ نے اُسے ان کے پاس واپس کر دیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ صلح نامہ لکھا، جو آپ کے اور اہل مکہ کے درمیان یوم الحدیبیہ میں ہوا تھا، تو آپ نے فرمایا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" لکھو، ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کو تو ہم پہچانتے ہیں، مگر الرحمن الرحیم کو ہم نہیں جانتے، انھوں نے "باسمک اللہم" لکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامے کے نیچے لکھا کہ ہمارے حقوق بھی تم پر ویسے ہی ہیں جیسے کہ تمہارے حقوق ہم پر ہیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے ایسی صلح کی اور وہ شے انہیں عطا کی کہ اگر نبی اللہ مجھ پر کسی کو امیر

بنادیتے اور وہ وہی کرتا جو نبی اللہ نے کیا تو میں اس کی سماعت کرتا نہ اطاعت کرتا، وہ بات جو آپ نے ان کے لیے کر دی یہ تھی کہ جو کوئی کفار میں سے مسلمانوں میں ملے گا تو مسلمان اسے واپس کر دیں گے اور جو کوئی مسلمان کفار سے ملے گا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے۔

بیرا بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شرط لگائی کہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی تکے کے اندر سوائے ان ہتھیاروں کے نہ لائے گا جو چمڑے کے میان میں ہوتے ہیں۔

بیرا بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شرط لگائی کہ آپ کوئی ہتھیار نہ لائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے ضروری ہتھیاروں کے، راوی نے کہا کہ وہ میان ہے جس میں تلوار ہوتی ہے اور کمان۔

قتا وہ سے مروی ہے کہ جب سفر حدیبیہ ہوا تو مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بیت اللہ سے روکا، مشرکین نے اس روز اس فیصلے پر صلح کی کہ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ وہ سال آئندہ اسی ماہ میں عمرہ کریں جس میں انھوں نے (مشرکین نے) ان کو روکا ہے اللہ تعالیٰ نے بجائے اس ماہ کے جس میں وہ روکے گئے، اسی کو شہر حرام بنا دیا جس میں وہ عمرہ کریں، اس کا کلام یہ ہے الشہر المحرام بالشہر المحرام والمحرمات قصاص (ماہ محترم کا احترام ماہ محترم کے احترام کے عوض میں ہے اور احترام میں اولہ بدلہ ہے، یعنی اگر کوئی تم سے ماہ محترم میں جنگ کرے تو تم بھی اس سے جنگ کرو کیوں کہ جب اس نے ماہ محترم کا خیال نہ کیا تو تم پر بھی اس کا خیال کرنا ضروری نہیں رہا)۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ جب حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے تو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد ہوا کہ آپ ہمارے یہاں ہتھیار لے کے نہ آئیں گے، نہ تکے میں تین رات سے

زائد قیام کریں گے، جو شخص ہم میں سے تمھارے پاس جائے گا اُسے تمھارے پاس واپس کر دو گے اور جو تم میں سے ہمارے پاس آئے گا اُسے ہم تمھارے پاس واپس نہ کریں گے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی، سات آدمی کی طرف سے ایک اونٹ۔ محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا کہ اُس روز ہم لوگ چودہ سو تھے، اور قربانی نہ کرنے والے قربانی کرنے والوں سے زائد تھے۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوہ حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے، ہم نے سو اونٹوں کی قربانی کی، ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے، ہمارے ساتھ ہتھیار، پیادہ اور سوار تھے، آپ کے اونٹوں میں ابی جہل کا اونٹ بھی تھا، آپ حدیبیہ میں اترے، قریش نے اس بات پر صلح کی کہ اس قربانی کا مقام وہی ہے جہاں ہم نے آپ کو روکا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کی سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے کی بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی۔ جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی، ایک اونٹ سات سات کی طرف سے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم نے حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ستر اونٹ کی قربانی کی ایک اونٹ سات کی طرف سے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ کی قربانی کی ایک اونٹ سات کی طرف سے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ تمھاری ایک جماعت ایک قربانی میں شریک ہو جائے۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے حدیبیہ کے دن متر
اونٹ کی قربانی کی، ہر سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ۔
قتادہ سے مروی ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
احمد بیہ کے روزِ روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے چند
آدمیوں کو دیکھا کہ انھوں نے بال کتروائے میں فرمایا "اللہ سر منڈانے
والوں کی مغفرت کرے" لوگوں نے کہا "یا رسول اللہ بال کتروائے والوں کی؟"
آپ نے یہی تین مرتبہ فرمایا، انھوں نے آپ کو برابر یہی جواب دیا، پھر آپ نے
چوتھی مرتبہ فرمایا "اور بال کتروائے والوں کی"۔

ابوسعید الخدري سے مروی ہے کہ احمد بیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سوائے عثمان بن عفان اور ابو قتادہ الانصاری کے اپنے اصحاب کو
دیکھا کہ انھوں نے اپنا سر موٹا یا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سر موٹانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت کی اور کتروائے
والوں کے لیے ایک مرتبہ۔

مالک بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہتے سنا کہ "اے اللہ سر موٹانے والوں کی مغفرت فرما تو ایک شخص نے
کہا "اور بال کتروائے والوں کی؟ تو آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا
"اور بال کتروائے والوں کی" میں بھی اس روز سر موٹا اے ہوئے تھا،
مجھے جو مسرت اس سے ہوئی وہ نہ اونٹ کے گوشت سے اور نہ بڑی
قدر سے ہوئی۔

محمد بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب روانہ ہوئے،
احمد بیہ میں سر موٹا یا، اور قربانی کی تو اللہ نے ایک تیز ہوا بھیجی جو ان کے
بالوں کو اڑا لے گئی، اس نے انھیں حرم میں ڈال دیا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ "انا فتحنا لک فتحاً صبیحاً حدیبیہ کے

سال نازل ہوئی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ "انا فتحنا لک فتحنا مبینا" (ہم نے آپ کو اے محمد کھلی ہوئی فتح دی)؛ "انا قضینا لک قضاءً مبیناً" (ہم نے آپ کے لیے کھلا ہوا فیصلہ کر دیا) نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ قربانی کی اور اپنا سر موٹا دیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ یہ آیت جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے لوٹے تو نازل ہوئی "انا فتحنا لک فتحنا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی، تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی گزشتہین معاف کر دے)۔ شعبی سے مروی ہے کہ ہجرت حدیبیہ کے درمیان فتح مکہ تک تھی حدیبیہ بھی فتح ہی ہے۔

مجاہد بن جاریہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ میں حاضر ہوا جب ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو بھگا رہے ہیں، بعض لوگوں نے بعض سے کہا کہ انہیں کیا ہوا ہے (جو بھاگ رہے ہیں) لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی ہے، اس پر وہ بھی لوگوں کے ہمراہ بھگانے لگے، یہاں تک کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کراخ التمیم کے پاس کھڑا ہوا پایا، جب آپ کے پاس وہ چند نفوس جمع ہو گئے جنہیں آپ چاہتے تھے، تو آپ نے انہیں پڑھ کر سنایا "انا فتحنا لک فتحنا مبینا" اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ، کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک یہ فتح ہے۔ پھر خیبر حدیبیہ پر اٹھا رہے حصول میں تقسیم کیا گیا، لشکر بند رہا سو تھا، جن میں تین سو سوار تھے، ہر سو ار کے دو حصے تھے، برائے کہا کہ جس کو لوگ فتح مکہ کہتے ہیں ہم تو وہ یوم حدیبیہ سیعة الرضوان کو کہتے ہیں (کیونکہ یہی باعث فتح مکہ ہے)۔

نافع سے مروی ہے کہ اس کے چند سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب کی ایک جماعت روانہ ہوئی تو ان میں سے کسی نے بھی اس درخت کو نہ پہچانا، اس میں انھوں نے اختلاف کیا، ابن عمر نے کہا کہ وہ درخت اللہ کی رحمت تھا۔

ابوالملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حمد بن ابیہ کے دن ہم لوگوں پر اتنی تھوڑی بارش ہوئی جس سے ہمارے جو توں کے تلے بھی تر نہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندا دی کہ اپنے گجاؤں میں نماز پڑھو۔

غزوہ خیبر

جمادی الاویٰ ۶ میں غزوہ خیبر ہوا، خیبر مدینے سے آٹھ سو (۹۶) میل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غزوہ خیبر کے لیے طیار ہونے کا حکم دیا، آپ ان کو جمع کرنے لگے جو آپ کے پاس تھے اور جہاد کیا کرتے تھے، آپ نے فرمایا کہ ”ہمارے ہمراہ سوائے اس کے کوئی نہ جائے جسے جہاد کا شوق ہو“

یہو دجو مدینے میں باقی رہ گئے تھے ان پر بہت شاق ہوا اور وہ چلے گئے، آپ نے مدینے پر سباع بن عرفطہ الغفاری کو اپنا قائم مقام بنایا، آپ ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہ کو لے گئے، جب خیبر کے قریب پہنچے تو رات کو دشمنوں نے جنبش نہ کی اور نہ ان کے مرغ نے بانگ دی، یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا، ان کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ دل پریشان خاطر پراگندہ انھوں نے اپنے قلعے کھول دیے اور اپنے کام پر روانہ ہوئے، ان کے ہمراہ پھاؤڑے، صراحیوں اور ٹوکریاں تھیں۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا ”محمد اور خمیس“ خمیس سے ان کی مراد لشکر تھی وہ پشت پھیر کر اپنے قلعوں کی طرف

بھاگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے "اللہ اکبر، خیبر بر باد گیا" ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح خراب ہوتی ہے جنہیں ڈرایا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نصیحت کی اور ان میں (رایۃ) بڑے جھنڈے تقسیم کیے، سوائے جنگ خیبر کے اور کبھی بڑے جھنڈے نہیں تھے۔ صرف (لواء) چھوٹے جھنڈے ہوتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا (رایۃ) سیاہ تھا جو عایشہؓ کی چادر کا تھا، اس کا نام العقیاب تھا، آپ کا (لواء) جھنڈا سفید تھا جو علیؓ بن ابی طالب کو دیا، ایک (رایۃ) بڑا جھنڈا حباب بن المنذر کو دیا، ایک رایت سعد بن عبادہ کو دیا، مسلمانوں کا شمار (نشان جنگ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اسلامی فوج کا فرد ہے) "یا منصور امدت" تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے اور انھوں نے آپ سے شدید جنگ کی، آپ کے اصحاب میں سے چند شہید ہوئے، دشمنوں کی بہت بڑی جماعت تہ تیغ ہوئی آپ نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کیا، وہ ساز و سامان والے متعدد قلعے تھے جن میں سے ایک النظاۃ تھا، ایک قلعہ الصعب بن معاذ، ایک قلعہ ناعم اور ایک قلعہ الزبیر تھا، ایک حصہ اور تھا جس میں قلعے تھے، ان میں سے ایک قلعہ ابی ایک قلعہ الزرار تھا، اس کے علاوہ لشکروں کے قلعے القموص، الوطیح اور سلالم تھے یہ ابو الحقیق کے بیٹوں کے قلعے تھے۔

آپ نے ابو الحقیق کے خاندان کا وہ خزانہ لے لیا جو اونٹ کی کھال میں تھا، انھوں نے اس کو ایک ویران مقام میں پوشیدہ کر دیا تھا، مگر اللہ نے اپنے رسول کو اس کا راستہ بتا دیا، اور آپ نے اسے نکال لیا، تراتو سے یہودی مارے گئے جن میں الحارث ابو زینب، مرحب، امیر، یاسر، اور عامر کفانہ بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی بھی تھا، ہم نے ان لوگوں کا ذکر اور نام ان کی سرداری کی وجہ سے لیا۔

خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ربیعہ بن اکثم،

ثقف بن عمرو بن سمیط، رفاعہ بن مسروح، عبد اللہ بن امیہ بن وہب جو
 بنی اسد بن عبد العزی کے حلیف تھے، محمود بن مسلمہ، ابو ضیح بن النعمان
 جو اہل بدر میں سے تھے، الحارث بن حاطب جو اہل بدر میں سے تھے، عدی بن
 مرہ بن سراقہ، اوس بن حبیب، اثیف بن وائل، مسعود بن سعد بن قیس،
 بشر بن البراء بن معرور جو زہری بکری سے مرے، فضیل بن النعمان، عامر بن
 الاکوہ جنہوں نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا، وہ اور محمود بن مسلمہ خیر کے الرجیع
 کے ایک ہی قار میں دفن کیے گئے، عمارہ بن عقبہ بن عبد بن ملیل، نیشار جو حبشی
 غلام تھے، اور قبیلہ اشجع کے ایک شخص۔

یہ سب پندرہ آدمی ہوئے (جو میدان جنگ میں شہید ہوئے) دو آدمی
 بشر بن البراء بن معرور زہری بکری کے گوشت سے اور عامر بن الاکوہ
 اپنے ہی خنجر سے ہلاک ہوئے، اس طرح کل سترہ آدمی ہوئے۔

اسی غزوے میں زینب بنت السحارث زوجہ سلام بن مشکم نے
 اس طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہری دیا کہ آپ کو اس نے ایک
 زہری بکری ہدیہ دی، اُسے آپ نے اور آپ کے اصحاب میں سے چند
 آدمیوں نے کھایا، جن میں بشر بن البراء بن معرور بھی تھے، وہ اُس سے
 مر گئے، کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس (عورت) کو
 قتل کر دیا، یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

آپ نے غنائم کے متعلق حکم دیا، وہ جمع کی گئیں، ان پر
 فردہ بن عمرو البیاضی کو عامل بنایا، پھر ان کے متعلق حکم دیا تو وہ پانچ
 حصوں پر تقسیم کی گئیں، ایک حصے پر لکھا گیا کہ اللہ کے لیے، بقیہ حصے
 نامعلوم رہے، سب سے پہلے جو حصہ نکلا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو
 پانچوں حصوں میں سے منتخب نہیں کیا گیا تھا۔ پھر آپ نے پانچوں حصوں میں سے
 بقیہ چار کے متعلق جو زیادہ دے اس کے ہاتھ فروخت کرنے کا حکم دیا،
 فروہ نے انھیں فروخت کیا اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔
 وہ شخص جو لوگوں کے شمار کرنے پر مامور تھے زید بن ثابت تھے،

انہوں نے کل تعداد چودہ سو اور گھوڑے دو سو شمار کئے، سب حصے اٹھا رہے ہر سو کے لیے ایک حصہ، گھوڑوں کے لیے چار سو حصے، وہ جس جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا اس میں سے ہتھیار اور کپڑے جیسا اللہ آپ کے دل میں ڈالتا تھا آپ نے بہتے اس میں سے آپ نے اپنے اہل بیت (بیویوں) کو عبدالمطلب کے خاندان کے آدمیوں کو، عورتوں، یتیموں اور سائیکوں کو دیا، (مقام) الکتیبہ سے آپ نے اپنی ازواج اور اولاد عبدالمطلب وغیرہم کو غلہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر ہی میں تھے کہ قبیلہ دوس کے لوگ آئے جن میں ابو ہریرہ بھی تھے، طفیل بن عمر آئے اور اشعری لوگ بھی آئے، وہ سب وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے ان کے بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ ان کو بھی غنیمت میں شریک کر لیں، انہوں نے کر لیا۔

خیبر فتح ہونے کے بعد جعفر بن ابی طالب اور السفیثین والے نجاشی کے پاس سے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے ان دونوں باتوں میں سے کس سے زائد خوشی ہوئی، آمد جعفر یا فتح خیبر سے؟

ان لوگوں میں جنہیں خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قید کیا صفیہ بنت حبیب بھی تھیں، آپ نے آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ حجاج بن علاط السلمی کچے میں قریش کے پاس آئے، انہیں یہ خبر دی کہ محمد کو یہود نے قید کر لیا، ان کے اصحاب ان سے جدا ہو گئے اور قتل کر دیے گئے، یہود، محمدا اور ان کے اصحاب کو تمہارے پاس لارے ہیں، اس پہانے سے حجاج نے اپنا قرض وصول کیا اور فوراً روانہ ہو گئے، اسے میں عباس بن عبدالمطلب ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح خبر بتادی اور ان سے درخواست کی کہ وہ اسے پوشیدہ رکھیں یہاں تک کہ حجاج چلے جائیں، عباس نے ہی کیا، جب حجاج چلے گئے تو عباس نے اس کا اعلان کر دیا، مسرت ظاہر کی، اور ایک غلام کو آزاد کر دیا جس کا نام ابو زبیبہ تھا۔

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ۱۸۵ھ - رمضان کو خیبر کی جانب نکلے، ایک گروہ نے روزہ رکھا اور دوسروں نے افطار کیا (روزہ نہیں رکھا)، نہ تو روزہ دار کی اس کے روزے پر برائی کی گئی اور نہ افطار کرنے والے کی اس کے افطار پر۔

انس سے مروی ہے کہ ہم لوگ رات کے وقت خیبر پہنچے، جب ہمیں صبح ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو آپ سوار ہو گئے، ہمراہ مسلمان بھی سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے، اہل خیبر کو جب صبح ہوئی تو وہ اپنے پھاؤڑے اور ٹوکریاں لیکے نکلے، جیسا کہ وہ اپنی زمینوں میں نکلا کرتے تھے۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا محمدؐ، واللہ! محمدؐ اور لشکرؑ اور بھاگ کر اپنے شہر میں واپس گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر، خیبر ویران ہو گیا، ہم لوگ جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو جو لوگ ڈرائے جاتے ہیں ان کی صبح خراب ہوتی ہے" انس نے کہا کہ میں (اونٹ پر) ابو طلحہ کا ہم نشین تھا، میرا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے مس کر رہا تھا۔ ابو طلحہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں صبح کی تو یہود نے اپنے پھاؤڑے لیے، وہ اپنے کھیتوں اور زمینوں کی طرف روانہ ہوئے لیکن جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ لشکر کو دیکھا تو وہ پس پشت لوٹے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اکبر، اللہ اکبر، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے سامنے اترے تو خیبر والے گھبرائے، انھوں نے کہا کہ محمدؐ اور شریب والے آگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ان کی گھبراہٹ کو دیکھا تو فرمایا ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی

صبح خراب ہوتی ہے۔“

انس سے مروی ہے کہ میں خیبر کے دن ابو طلحہ کا ہم نشین تھا، میرا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے لگ رہا تھا، ہم لوگ یہود کے پاس اس وقت آئے جب آفتاب طلوع ہو گیا تھا، وہ مع اپنے مواشی، پچھاؤڑے، کدال اور کھلاڑیوں کے نکلے، انہوں نے کہا محمد اور لشکر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر، اللہ اکبر، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بڑی ہوتی ہے، اللہ نے ان کو ہر میت دی۔“

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز ادا نہ پھیرے میں پڑھی، اور ان لوگوں پر حملہ کیا، پھر فرمایا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، خیبر ویران ہو گیا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے، آپ ان پر گھس پڑے، وہ تکل کر گلیوں میں بھاگتے پھرتے تھے اور کہتے تھے محمد اور لشکر، محمد اور لشکر لڑنے والے قتل کر دیئے گئے اور بچے گرفتار ہو گئے۔

۸۰۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت خیبر پہنچے، آپ نے ان سے جنگ کی اور انہیں اپنے محل میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا، ان کی زمین اور کھجور کے باغوں پر آپ قابض ہو گئے، آپ نے ان سے اس پر صلح کی کہ وہ قتل نہیں کئے جائیں گے، وہ مال ان کا ہوگا جو ان کے اونٹ اٹھالیں گے، سونا چاندی اور ہتھیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا اور وہ خیبر سے چلے جائیں گے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرار کیا کہ آپ سے کوئی شے نہ چھپائیں گے، اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کے لیے نہ کوئی ذمہ داری ہے اور نہ عہد۔

جب آپ نے وہ مال پایا جو انہوں نے اونٹ کی کھال میں چھپایا تھا تو عورتوں کو گرفتار کر لیا، زمین اور باغ پر قابض ہو گئے اور انہیں لگان پر دے دیا، ابن رواحہ اس زمین و باغ کا

اُن کے سامنے اندازہ کرتے تھے اور اُن کے حصے پر قبضہ کرتے تھے۔
صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ خبیر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہمراہ دو سو گھوڑے تھے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خبیر کے روز فرمایا کہ ”میں جھنڈا (رایت) ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ و رسول کو
دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول اُسے دوست رکھتے ہیں اور اسی پر
فتح ہوگی“ عمر نے کہا کہ اُس روز سے پہلے میں نے امارت کبھی پسند نہیں کی،
میں اس امید پر کھڑا ہوتا تھا اور دیکھتا تھا کہ آپ وہ جھنڈا مجھے دیں گے،
جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے علیؑ کو بلایا اور وہ جھنڈا انھیں دیا
اور فرمایا کہ لڑو، اور اُس وقت تک نہ یلٹو جب تک کہ اللہ تعالیٰ
تم پر فتح نہ کر دے۔“ وہ نزدیک تک گئے، پھر پکار کر پوچھا کہ یا رسول اللہ
میں کب تک لڑتا رہوں، آپ نے فرمایا ”جب تک وہ نہ گواہی نہ دیں کہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، جب وہ
ایسا کریں تو انھوں نے اپنے خون اور مال سوائے اُس کے حق کے
مجھ سے محفوظ کر لیے اور اُن کا حساب اللہ پر ہے۔“

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ خبیر کے روز میرے چچا نے
مرحب یہودی سے لڑنے کا مطالبہ کیا تو مرحب نے یہ رجز کہا کہ نہ
قد علمت خبیرانی مرحب شاکي السلاح بطل عجب اذا الحرب اقبلت تلحّب
خبیر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، جو زبردست ہتھیار جلانے والا بہادر
اور آزمودہ کار ہے، جب جنگ سامنے آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے۔

میرے چچا عامر نے (یہ رجز) کہا ہے
قد علمت خبیرانی عاص شاکي السلاح بطل مفاصر

خبیر کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں عامر ہوں، زبردست ہتھیار جلانے والا
بہادر اور موت سے بے پروا، ہمو کے قتال کرنے والا ہوں، دونوں کسی تلوار میں
چلنے لگیں، مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال میں جا پڑی، عامر اُس سے نیچے

ہو گئے تو وہ تلوار اُن کی پنڈلی پر پلٹ پڑی اور اُس نے اُن کی رگ کاٹ دی
اسی میں اُن کی جان گئی۔

سلمہ بن الاکوع نے کہا کہ میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب میں سے کچھ لوگوں سے ملا تو انہوں نے کہا کہ عامر کا عمل بے کار گیا،
انہوں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا، یہ سن کر میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ کیا عامر کا عمل بے کار گیا؟
آپ نے فرمایا، یہ کس نے کہا؟ میں نے کہا آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کہا غلط کہا
اُن کے لیے تو دو ہزار ثواب ہے، کیونکہ جب وہ خیبر کی جانب روانہ
ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو زہادری کے اشعار
سے (جوش دلانے لگے، اور انہیں میں نبی ہیں جو اونٹوں کو ہنکار رہے ہیں۔
عامر یہ اشعار پڑھتے تھے۔

۸۱ "تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا هَدَيْتُنَا وَ مَا نَصَدَقْنَا وَ مَا صَلَيْتُنَا
بِحَدِّ الْكُفْرَانِ هُوَ تَوَاتَوْهُم لَوْ كَانُوا يَلْقَوْنَ رَبَّهُمْ
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَّ اعْلٰیٰنَا اِذَا رَادُوْا فِتْنَةً اَبٰیْنَا
جن لوگوں نے ہم پر کفر کیا۔ انہوں نے جب فتنے کا ارادہ کیا تو
ہم نے انکار کیا۔

وَجَنِّ عَنِ فَضْلِكَ اَسْتَغْنِيْنَا فَتَبْتَ لِقَدَامَرَانَ لَا قِيْنَا وَاَنْزَلْنَا سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
(اے اللہ) ہم تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہیں۔ اس لیے جب ہم مقابلہ کریں تو
ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اور ہم پر سکون و اطمینان نازل فرما۔
(جب عامر یہ اشعار پڑھ رہے تھے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یہ کون ہے، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ "عامر" آپ نے فرمایا،
اے عامر، اللہ تمہاری مغفرت کرے۔"
راوی نے کہا کہ آپ نے جب کبھی کسی انسان کے لیے اُس کی
تخصیص کے ساتھ دعائے مغفرت کی تو وہ ضرور شہید ہو گیا جب

عمر بن الخطاب نے یہ واقعہ سنا تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہمیں آپ نے عامر سے کیوں نہ فائدہ اٹھانے دیا جو وہ آگے بڑھ کے شہید ہو گئے۔
 سلمہ نے کہا کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ میں آج جھنڈا (رایت) اس شخص کو دوں گا جو اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھنا سے انھوں نے کہا کہ میں انھیں کیسے بیچ کر لایا، ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، انھیں جھنڈا (رایت) دے دیا، مرحب اپنی تلوار چلاتا ہوا نکلا اور اس نے (یہ رجز) پڑھا۔

قد علمت خبیروانی مرحب شاک السلاح بطل محرب اذا المحرب اقبلت تلعب
 خیر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں جو زبردست ہتھیار چلانے والا بہادر اور آزمودہ کار ہے، جب جنگ پیش آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے۔
 علی صلوات اللہ علیہ ویرکاتہ نے کہا:-

اذا الذی سمیتی احمی حیدرہ کلینت غابات کویہ المنظرہ اکیلھہ بالصاع کلیل السدرہ
 میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا، مثل جنگلوں کے شہروں کے ہیبتناک ہوں، جن کو میں السدرہ کہہ جانے سے تو لتا ہوں۔
 (السدرہ وہ لکڑی جس سے کمان بنتی ہے)۔

انھوں نے تلوار سے مرحب کا سر پھاڑ دیا اور انھیں کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیر پر غالب آگئے تو آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ لوگ اس طرح اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو لے جائیں کہ نہ ان کے پاس سونا ہونے چاندی۔
 بارگاہ نبوی میں کننا نہ اور الریح کو لایا گیا، کننا نہ صدقہ کا شہو ہر تھا اور الریح اس کا عم زاد بھائی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ تمہارے وہ برتن کہاں ہیں جو تم اہل مکہ کو عاریتہ

دیا کرتے تھے، انھوں نے کہا ہم لوگ بھاگے، اس طرح کہ ایک زمین ہمیں رکھتی تھی اور دوسری اٹھاتی تھی، اور ہم نے ہر چیز صرف کر دی۔

آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اگر تم نے مجھ سے کوئی چیز چھپائی اور مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو تمھارے خون اور اہل و عیال میرے لیے حلال ہو جائیں گے، دونوں اس پر راضی ہو گئے۔

آپ نے انصار میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ تم فلاں فلاں خشک زمین کی طرف جاؤ، پھر کھجور کے باغ میں آؤ، اپنے داہنے یا بائیں ایک بلند کھجور کا درخت دیکھو گے، اس میں جو کچھ ہو میرے پاس لے آؤ، وہ انصاری گئے، اور برتن اور مال لے آئے، آپ نے ان دونوں کی گردن ماری، اور اہل و عیال کو گرفتار کر لیا، آپ نے ایک شخص کو بھیجا جو صفیہ کو لے آیا، اس نے انھیں ان دونوں کے قتل نگاہ پر گنڈارا، اس شخص سے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا، عرض کی، یا رسول اللہ! میں نے چاہا کہ صفیہ کو غصہ دلاؤں، آپ نے صفیہ کو بلال اور ایک انصاری کے سپرد کر دیا، وہ ان کے پاس رہیں۔

۸۲

جاہل بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ خیبر کے دن لوگوں کو بھوک کی تکلیف ہوئی تو انھوں نے گدھے پکڑ کے ذبح کیے اور ہانڈیاں بھر لیں، اس کی خبر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آنحضرت نے حکم دیا کہ ہانڈیاں اٹھ دی جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری گدھے بچھڑا، درندوں اور بچے سے پھاڑ کر کھانے والے پرندوں کا گوشت حرام قرار دیا، مرد اور پرندہ لوٹ اور اچکے ہوئے مال کو بھی حرام کر دیا۔

جاہل بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خیبر میں گدھے کے گوشت سے منع کیا، البتہ گھوڑے کے گوشت کی اجازت دی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ایک آنے والا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے گدھے کھائے، ایک اور آنے والا آپ کے پاس آیا اور کہا، یا رسول اللہ میں نے گدھوں کو فنا کر دیا، آپ نے ابو طلحہ کو ندادینے کا حکم دیا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں گدھے کے گوشت سے منع کرتا ہے کیوں کہ وہ نجس ہے، تمام ہانڈیاں اوندھادی گئیں۔

برابر بن عازب سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمیں گدھے ملے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندادی کہ ہانڈیاں اوندھا دو۔

ابو سلیمان سے جو بدری تھے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمارے پاس گدھے کے گوشت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت آئی، ہم لوگ بھوکے تھے پھر بھی ہانڈیاں اوندھا دیں۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب اللہ نے خیبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتح کر دیا تو آپ نے اسے چھتیس حصوں پر تقسیم کیا، کہ ہر حصے میں سو سہم تھے، ان حصوں کا نصف اپنے ملکی جواج اور ان ضروریات کے لیے جو آپ کو پیش آتی تھیں مخصوص کر دیا، دوسرے نصف کو چھوڑ دیا، اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اسی نصف میں تھا کہ اسی میں قلعہ نطاۃ اور اس کے مشمولات تھے اس کو بھی آپ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، جسے آپ وقف کیا وہ قلعہ الوطیہ لکئیبہ سلام اور اس کے محتویات تھے۔

جب تمام مال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے قبضے میں آگیا، اور آپ نے مسلمانوں میں کاشت کرنے والوں کی قلت ملاحظہ فرمائی تو زمین یہود کو دے دی کہ پیداوار کے نصف پر کام کریں۔

وہ لوگ برابر اسی طریقے پر رہے یہاں تک کہ عمر بن الخطاب خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھ میں کام کرنے والوں کی کثرت ہو گئی اور وہ اصول کاشت سے اچھی طرح واقف ہو گئے تو عمر نے یہود کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا

اور تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔
 بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح
 کیا تو آپ نے اسے صلح سے لیا، اور چھتیس حصوں پر تقسیم کیا، اٹھارہ حصے
 اپنے واسطے مخصوص کر لیے اور اٹھارہ حصے مسلمانوں میں تقسیم کر دیے سوا سب
 سوار ہر کباب تھے آپ نے ایک گھوڑے کے دو حصے لگائے۔
 کجول سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 سوار کے تین حصے لگائے، ایک حصہ اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے۔
 ابی اللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں
 میں نے اپنے آقا کے ہمراہ جہاد کیا اور فتح کے موقع پر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھا، میں نے آپ سے
 درخواست کی کہ ان لوگوں کے ساتھ میرا حصہ بھی لگائیں، آپ نے مجھے
 ردی سامان میں سے کچھ دے دیا اور حصہ نہیں لگایا۔

ثابت بن اسحارث الانصاری سے مروی ہے کہ خیبر کے سال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہلہ بنت عاصم بن عدی اور ان کی
 بیٹی کا جو پیدا ہوئی تھی حصہ لگایا۔

خش سے مروی ہے کہ میں رؤیف بن ثابت البلوئی کے ہمراہ فتح جزیہ میں
 حاضر ہوا، رؤیف بن ثابت نے وعظ بیان کیا میں فتح خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ہمراہ تھا، میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ جس کا اللہ اور روز آخرت پر
 ایمان ہو وہ اپنا پانی دوسرے کی زراعت کو نہ دے (یعنی حاملہ لونڈی
 سے صحبت نہ کرے) اور جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہو وہ
 کسی قیدی عورت سے حاجت روائی نہ کرے تا وقتیکہ اس کا استبراء
 نہ کر لے (یعنی دو حیض تک انتظار کرے تاکہ حمل غیر کا شبہہ جاتا رہے) اور
 جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ تقسیم تک
 مال غنیمت کو فروخت نہ کرے، اور جس کا اللہ اور روز آخرت پر
 ایمان ہو اسے چاہیے کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کسی جانور پر اس طرح

سوار تہ ہو کہ جب وہ دُبلّا ہو جائے تو مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے، یا کسی کپڑے کو اتنا پہنے کہ جب وہ پُرانا ہو جائے تو اُسے مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے۔

حکم نے کہا کہ مجھے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں خبر دی "وَأَنَا بَجْمٍ فَتَحَا قَرِيبًا" (انھیں عنقریب فتح دے گا) کہ (اس سے مراد) خیبر ہے "وَآخِرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا" (اور ایک دوسری جماعت کہ جس پر تم قادر نہیں ہوئے اللہ نے اُس کا احاطہ کر لیا ہے) (اس سے مراد) فارس و روم ہے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت فاروقؓ نے فتح کئے)۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ہدیہ دی گئی جو زہر آلود تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں جس قدر یہود ہیں سب کو جمع کرو، سب آپ کے پاس جمع کئے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، آیا تم لوگ اُس کے بارے میں مجھ سے سچ کہو گے، انھوں نے کہا اے ابوالقاسم، ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا باپ کون ہے؟ انھوں نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جھوٹ بولے، تمہارا باپ فلاں ہے، انھوں نے کہا آپ نے سچ کہا اور درست کہا۔

آپ نے فرمایا اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو تم مجھ سے سچ کہو گے، انھوں نے کہا اے ابوالقاسم ہاں، کیوں کہ ہم اگر آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارا جھوٹ معلوم کر لیں گے جیسا کہ آپ نے ہمارے باپ کے بارے میں معلوم کر لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اہل جہنم کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ اُس میں بہت کم رہیں گے، تم لوگ اُس میں ہمارے عوض میں رہو گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اس میں رہو اور ہم کبھی اس میں تمہارے

عوفس میں نہ رہیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے سچ کہو گے اگر میں تم سے کچھ پوچھوں، انھوں نے کہا اے ابو القاسم ہاں، آپ نے فرمایا کیا تم لوگوں نے اس بکری میں زہر ملا یا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا تمہیں کس نے اس پر ابھارا، انھوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہمیں آپ سے راحت مل جائے گی اور اگر آپ سچی ہوں گے تو آپ کو ضرر نہ ہوگا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے روانگی کا ارادہ کیا تو مسلمانوں نے کہا کہ اب ہم معلوم کر لیں گے کہ صفیہ لونڈی ہیں یا بیوی، اگر وہ بیوی ہوں گی تو آپ انھیں پردہ کرائیں گے ورنہ وہ سیرتہ (لونڈی) ہوں گی۔

جب آپ روانہ ہوئے تو آپ نے پردے کا حکم دیا، ان کے درمیان پردہ کیا گیا، لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ زوجہ ہیں، جب انھوں نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی ران ان کے قریب کر دی تاکہ وہ اُس پر سے سوار ہوں، لیکن انھوں نے انکار کیا، اپنا گھٹنا آپ کی ران پر رکھا، آپ نے انھیں اُٹھایا۔

رات کو آپ اترے اور خصمے میں داخل ہوئے، وہ بھی آپ کے ساتھ داخل ہوئیں، ابو ایوب آئے پاس تلوار بھی تھی وہ خصمے پر اپنا سر رکھ کر سوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہوئی تو آپ نے حرکت (آہٹ) سنی، فرمایا کون ہے؟ انھوں نے کہا میں ابو ایوب ہوں، آپ نے فرمایا تمہارا کیا کام ہے، انھوں نے کہا یا رسول اللہ جو ان لڑکی جن کی تھی شادی ہوئی اور آپ نے ان کے شوہر کے ساتھ جو کیا وہ کیا، اس لیے میں ان سے بے خوف نہ تھا، میں نے کہا کہ اگر وہ جنبش کریں تو میں آپ کے قریب ہوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا، اے ابو ایوب خدا تم پر رحمت کرے۔

اس سے مروی ہے کہ صفیہ دحبہ کے حصے میں پڑیں وہ ایک

خوب صورت لڑکی تھیں، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات راس (جانوروں) کے عوض میں خریدا اور ام سلمہ کے سپرد کیا تاکہ وہ ان کا بناؤ کر دیں اور انھیں تمیاز کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ولیمہ کھجور اور پنیر اور گھی پر کیا، زمین کو جھاڑا گیا، دستار توان لائے گئے اور اسی زمین پر بچھا دیے گئے پنیر گھی اور کھجور لانی لگی، لوگ سیر ہو گئے، لوگوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ نے ان سے نکاح کیا ہے یا انھیں ام ولد (لوٹھی) بنایا ہے، پھر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ انھیں پر دہ کر آئیں گے تو وہ آپ کی زوجہ ہوں گی اور اگر پر دہ نہ کر آئیں گے تو وہ ام ولد (لوٹھی) ہوں گی۔

جب آپ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو انھیں پر دہ کر آیا یہاں تک کہ وہ اونٹ کی پشت پر بیٹھ گئیں، لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ نے ان سے نکاح کیا ہے۔

انس سے مروی ہے کہ انھیں قیدیوں میں صفیہ بنت حبیب بھی تھیں جو وحیہ الکلبی کے حصے میں پڑیں، بعد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپ نے انھیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے معتق (آزاد کرنے کو) ان کا مہر بنایا۔

حادثے نے کہا کہ عبد العزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد تم نے انس سے کہا کہ آپ نے انھیں کیا مہر دیا تو انھوں نے کہا کہ خود انھیں کو ان کے مہر میں دیا، پھر ثابت نے اپنا سر ہلایا تو یہ وہ ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

سر یہ عمر بن الخطاب بجانب ترابہ

شعبان ۱۰۰ھ میں بجانب ترابہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مہم پر روانہ ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کو تیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بمقام تریب بھیجا جو العجلہ کے نواح میں مکے سے چار رات کے راستے پر صنعا، بخران کی شاہ راہ پر ہے، وہ روانہ ہوئے ان کے ہمراہ نبی ہلال کا ایک بہر تھا، رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشدہ ہو جاتے تھے، ہوازن کو خبر ہو گئی تو وہ بھاگ گئے اور عمر بن الخطاب ان کی بستی میں آئے، مگر انہیں کوئی نہیں ملا، وہ واپس ہو کر مدینے آ گئے

سریہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بجانب کلاب بمقام نجد

شعبان ۱۰ھ میں ابو بکر صدیق کافریہ کے نواح میں بمقام نجد سریہ نبی کلاب ہوا۔ مسلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر صدیق کے ہمراہ جہاد کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہم پر امیر بنا کے بھیجا، انہوں نے مشرکین کے کچھ آدمی گرفتار کئے جن کو ہم نے قتل کر دیا، ہمارا شمار امت امت تھا، میں نے مشرکین کے سات گھروں (اہل ایسات) کو قتل کیا، مسلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو قزاق کی طرف بھیجا، میں بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوا، جب ہم ان کے حوض کے قریب پہنچے تو ابو بکر نے راستے میں قیام کیا، صبح کی جب نماز پڑھ لی تو ہمیں حکم دیا، ہم سب جمع ہو گئے اور حوض پر اترے، ابو بکر نے جنہیں قتل کیا انہیں قتل کیا، ہم لوگ ان کے ہمراہ تھے۔ مسلمہ نے کہا کہ مجھے لوگوں کی گردنیں نظر آئیں جن میں بچے بھی تھے، خوف ہوا کہ یہ لوگ مجھ سے آگے پہاڑ پر چلے جائیں گے، میں نے ان کا قصد کیا، ان کے اور پہاڑ کے درمیان تیز پھینکا، جب انہوں نے تیز دیکھا تو کھڑے ہو گئے، اتفاقاً انہیں میں قزاق کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا جبہ پہنے تھی، اس کے ہمراہ اس کی بیٹی تھی جو عرب میں سب سے زیادہ حسین تھی، میں انہیں ہنسا کر ابو بکر صدیق کے پاس لایا، ابو بکر نے اس کی بیٹی مجھے حصے سے زاد دیدی، میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا یہاں تک کہ مدینے آ گیا، وہ میرے پاس سوئی مگر میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملنے آپ نے فرمایا، اے مکہ وہ عورت مجھے ہمہ کردو، میں نے کہا، یا نبی اللہ! خدا کی قسم

اُس نے مجھے فریفتہ کر لیا ہے، لیکن میں نے اُس کا کپڑا نہیں کھولا ہے، آپ خاموش ہو گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بازار میں ملے، میں نے اُس کا کپڑا نہیں کھولا تھا، آپ نے فرمایا: اے سلمہ وہ عورت مجھے دیدوارا تھا، اب آپ خدا ہی کے لیے ہو، میں نے کہا، یا رسول اللہ وہ آپ ہی کے لیے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اہل مکہ کے پاس بھیج کر ان مسلمان قیدیوں کے قیدیوں میں دیا جو مشرکین کے ہاتھ میں تھے۔

سریرہ بن بشر بن سعد الانصاری بمقام فدک

شعبان ۱۰ھ میں فدک کی جانب سریرہ بن بشر بن سعد الانصاری ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن سعد کو تیس آدمیوں کے ہمراہ بمقام فدک نبی مرہ کی جانب روانہ فرمایا، وہ بکریاں چرانے والوں سے ملے، نبی مرہ کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ وہ اپنے جنگلوں میں ہیں، بشر بن سعد اونٹ اور بکریاں ہنکا کے مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔

ایک چیخ کی آواز نکلی جس نے قبیلے والوں کو خبردار کر دیا، ان میں سے جتنی رات کے وقت بشیر کو پانگے، وہ لوگ باہم تیرا تازی کرتے ہوئے بڑھے، بشیر کے ساتھیوں کے تیر ختم ہو گئے، اور صبح ہو گئی۔

مربوں نے ان پر حملہ کر دیا، بشیر کے ساتھیوں کو تکلیف پہنچانی، بشیر نے جنگ کی جس میں وہ زخمی ہو گئے، ان کے ٹخنے میں چوٹ لگ گئی، کہا گیا کہ وہ مر گئے، قبیلے والے اپنے اونٹ اور بکریاں واپس لے گئے، علیہ بن زید اسحار ثنی ان لوگوں کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لائے اس کے بعد ہی بشر بن سعد بھی

سریرہ بن غالب بن عبد اللہ اللیثی بجانب المیفعة

رمضان ۱۰ھ میں المیفعة کی جانب غالب بن عبد اللہ اللیثی کا سریرہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ کو بنی عموال اور بنی عبد بن ثعلبہ کی طرف بھیجا جو المیقعہ میں تھے کہ لطن نخل سے النقرہ کی جانب اسی طرف علاقہ نجد میں ہے، اس کے اور مدینے کے درمیان آٹھ سو (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے، انھیں آپ نے ایک سو تیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا زہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاؤ کردہ غلام لیبار تھے۔

ان لوگوں نے ایک دم سے سب پر حملہ کر دیا، ان کے مکانات کے درمیان چاٹڑے، جو سامنے آیا اسے قتل کر دیا، اونٹ اور بکریاں ہنکا کے مدینے لے آئے، انھوں نے کسی کو گرفتار نہیں کیا۔

اسی سرے میں اسامہ بن زید نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے لا الہ الا اللہ کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کا قلب چیر کے کیوں نہ دیکھ لیا کہ تم معلوم کر لیتے کہ وہ صادق ہے یا کاذب، اسامہ نے کہا: میں کسی ایسے شخص سے جنگ نہ کروں گا جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دے گا۔

سریرہ بشیر بن سعد الانصاری بجانب مین وجبار

شوال ۳۷ میں مین وجبار کی جانب سریرہ بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ غطفان کی ایک جماعت سے جو انجناب میں ہے عیینہ بن حصن نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو بلایا ان کے لیے جھنڈا باندھا اور ہمراہ تین سو آدمی روانہ کیے۔ وہ لوگ رات بھر چلتے اور دن بھر پوشیدہ رہتے، یہاں تک کہ مین وجبار گئے جو انجناب کی طرف ہے، انجناب سلاح و خمیر و وادی القرظی کے سامنے ہے، وہ سلاح میں اترے اور اس قوم کے قریب آئے، بشیر کو ان لوگوں کے بہت سے اونٹ ملے، چرواہے بھاگ گئے، انھوں نے بھجھ کو ڈر دیا تو سب بھاگ کر سپاٹڑ کی چوٹیوں پر چلے گئے۔

بشیر مع اپنے ساتھیوں کے ان کی تلاش میں روانہ ہوئے، ان کے مکانات میں آئے مگر کوئی نہ ملا وہ اونٹ لے کے واپس ہوئے، صرف دو آدمی ملے جن کو انھوں نے قید کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس لے آئے، وہ دونوں اسلام لے آئے تو آپ نے انھیں بھیج دیا۔

عمرہ قضا



ذی القعدہ ۱۱؎ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ قضا ہوا۔
ذی القعدہ کا چاند ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
اصحاب کو حکم دیا کہ وہ اس عمرے کی قضا کریں جس سے انھیں مشرکین نے
حدیبیہ میں روکا تھا، اور یہ کہ جو لوگ حدیبیہ میں حاضر تھے ان میں سے
کوئی پیچھے نہ رہے، سب لوگ شریک ہوئے، سوائے ان کے جو خیبر میں
شہید ہو گئے یا مر گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسلمانوں کی ایک جماعت
عمرے کے لیے روانہ ہوئی، وہ سب عمرہ قضا میں دو ہزار تھے، آپ نے
مدینے پر ابو زہم الغفاری کو قائم مقام بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ساتھ اونٹ لے گئے، آپ نے اپنی بدی (قربانی کے اونٹ) پر ناجیہ بن
جندب الاسلمی کو مقرر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیاروں میں
خود، زہرہ اور نیر سے لیے اور تنوگھوڑے روانہ کئے۔

جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو گھوڑوں کو اپنے آگے روانہ کیا،
محمد بن مسلمہ (امیر) تھے، آپ نے ہتھیاروں کو بھی آگے کیا اور ان پر
بشیر بن سعد کو عامل بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ہی سے احرام باندھ کر
تلبیہ کہا، مسلمان بھی آپ کے ہمراہ تلبیہ کہہ رہے تھے۔

محمد بن مسلمہ رسالے کے ہمراہ مرا الظہران تک آئے تھے کہ وہاں
قریش کے کچھ لوگ ملے، ان لوگوں کے استفسار پر محمد بن مسلمہ نے کہا کہ
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے انشاء اللہ کل آپ کو اس منزل میں

صبح ہوگی وہ قریش کے پاس آئے اور انہیں خبر دی، لوگ گھبرائے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراظمہ ان میں اترے آپ نے ہتھیار
بلن یا جھک آگے روانہ کر دیے جہاں سے حرم کے بت نظر آتے تھے۔ اور اُس پر
اوس بن خولی الانصاری کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ پیچھے چھوڑ دیا۔
قریش مکے سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے، مکے کو انہوں نے
خالی کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیٰ کو آگے روانہ کیا تھا،
وہ ذی طویلی میں روک لی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری القصو اور اس طرح روانہ
ہوئے کہ مسلمان تلواریں لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد
حلقہ کئے ہوئے تلبیہ کہتے جاتے تھے۔

آپ اُس پہاڑی راستے سے طے جو الجحون پر نکلتا ہے، عبد اللہ بن
رواحہ آپ سگی سواری کی نکیل پکڑے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے
اپنی چادر داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لی اور اپنی ٹیڑھی موٹھی کی
لکڑی سے حجر اسود کو مس کیا، آپ نے سواری ہی پر طواف کیا اور
مسلمان بھی اپنی چادروں کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے
آپ کے ہمراہ طواف کر رہے تھے اور عبد اللہ بن رواحہ (یہ اشعار)
کہتے رہے تھے:

خَلَوُا بِنِي الْكُفَّارِ عَسْبِيلَهُ خَلَوُا فُكُلَ الْخَيْرِ مَعَ رَسُولِهِ
اے اولاد کفار اُس کا راستہ خالی کر دو۔ خالی کر دو کیونکہ ہر طرح کی خیر رسول اللہ
ہی کے ساتھ ہے۔

مَخِيضَةُ بِنَا كَمْ عَلِيٌّ تَادِيلُهُ كَمَا ضَرَبْنَا كَمْ عَلِيٌّ تَنْزِيلُهُ
ہم نے تمہیں اُن کی واپسی پر ایسی مار ماری۔ جیسی مار ہم نے تمہیں اُن کے اترنے پر ماری۔
ضربا بیزیل الھام عن قبیلہ ویدھل الخلیل عن خلیلہ
وہ ایسی مارتھی جو دماغ کو اُس کی راحت سے ہٹا دیتی ہے، اور جو دوست سے

دوست کو بھگادتی ہے۔

یارب انی مومن بقیلہ

یارب میں ان کی بات پر ایمان لاتا ہوں۔

عمر نے کہا اے ابن رواحہ پھر کہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمر میں سن رہا ہوں، آپ نے عمر کو خاموش کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن رواحہ پھر کہو، ارشاد فرمایا کہ کہو، سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، جو تنہا دیکتا ہے، جس نے اپنے بندے کی مدد کی، اپنے لشکر کو غالب کیا اور گروہوں کو تنہا اسی نے بھگادیا، ابن رواحہ اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی یہی کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر صفا و مروہ کا طواف کیا، جب ساتوں طواف سے فراغت ہوئی اور بدی بھی مروہ کے پاس کھڑی ہوئی تو آپ نے فرمایا یہ قربانی کی جگہ ہے، اور مکے کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے۔ آپ نے مروہ میں قربانی کی اور وہیں سر منڈایا، اسی طرح مسلمانوں نے بھی کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کچھ آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ بطن یا حج میں اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں اور ہتھیاروں کی نگرانی کریں کہ دوسرے لوگ آکر اپنا فرض ادا کریں، ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے، آپ اس میں برابر نظر تک رہے، بلال کو حکم دیا تو انھوں نے کعبے کی پشت پر اذان کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں تین روز قیام فرمایا اور میمونہ بنت الحارث الہملالیہ سے نکاح کیا۔

جب چوتھے روز ظہر کا وقت ہوا تو آپ کے پاس سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزی آئے، دونوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی مدت پوری ہوگئی، لہذا آپ ہمارے پاس سے جائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مکان میں نہیں اترے بلکہ تنہا زمین پر

آپ کے لیے چمڑے کا خیمہ نصب کر دیا گیا، آپ اسی میں اپنی روانگی تک رہے۔
آپ نے ابورافع کو حکم دیا تو انھوں نے کوچ کی ندادی اور کہا کہ
مسلمانوں میں سے کوئی شخص وہاں شام نہ کرے۔

آپ نے مکے سے عمارہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کو اور ان کی والدہ
سلمہ بنت عیس کو لے لیا، عمارہ، عبد اللہ بن شہاد بن الہاد کی والدہ تھیں۔
ان کے بارے میں علیؑ اور جعفر اور زید بن حارثہ نے جھگڑا کیا کہ وہ
ان میں سے کس کے پاس رہیں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر کے
حق میں فیصلہ کیا، اس لیے کہ عمارہ کی خالہ اسماء بنت عیس ان کے پاس تھیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، وہاں سے آپ سہرہ میں
آئے، یہاں سب لوگ آپ سے آئے، ابورافع مکے ہی میں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ
انھیں شام ہوگئی، وہ آپ کے پاس مہمونہ بنت الحارث کو لائے، سہرہ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، پھر آپ
پچھلی رات کو روانہ ہوئے اور مدینے آگئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب
عمرہ قضا کے لیے مکے آئے، قریش نے کہا کہ تم لوگوں کے پاس ایک ایسی
قوم آرہی ہے جنھیں شرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے، مشرکین حجر اسود کے
قریب بیٹھ گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ تین
پھیروں میں (یعنی طواف کے) رمل کریں (یعنی دونوں شانے اور بازو
ہلاتے ہوئے آہستہ آہستہ دوڑیں) تاکہ مشرکین ان کی قوت دیکھ لیں،
اور یہ کہ دونوں رکنوں (رکن یمانی و رکن حجر اسود) کے درمیان چلیں۔
آپ کو صرف مسلمانوں کی شغفتہ نے اس امر سے باز رکھا کہ آپ
انھیں تمام پھیروں میں رمل کا حکم دیں، جب انھوں نے رمل کیا تو قریش نے
کہا کہ وہ کمزور نہیں ہوئے ہیں۔



سریرہ ابن ابی العوجاء، سلمیٰ بجانب بنی سلیم

ذی الحجہ ۳۳ء میں بنی سلیم کی جانب ابن ابی العوجاء کا سریرہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی العوجاء سلمیٰ کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بنی سلیم کی جانب بھیجا، وہ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ بنی سلیم کے ایک جاسوس نے جو ابن ابی العوجاء کے ہمراہ تھا آگے بڑھ کر ان لوگوں کو آگاہ کر دیا، ان لوگوں نے جماعت طیار کر لی، ابن ابی العوجاء اس کے پاس جب پہنچے تو وہ لوگ بالکل طیار تھے۔ مسلمانوں نے ان کو اسلام کی طرف بلایا، انھوں نے کہا کہ تم ہمیں جس چیز کی دعوت دیتے ہو ہمیں اس کی کچھ حاجت نہیں، انھوں نے تھوڑی دیر تیر اندازی کی، مشرکین کو ادا د آنے لگی اور ہر طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ مسلمان بڑی بہادری سے لڑے، ان کے اکثر ساتھی شہید ہو گئے، ابن ابی العوجاء بھی مجروح ہوئے وہ بمشکل روانہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سب لوگ صفر ۳۳ء کے پہلے دن آئے۔

سریرہ ابن عبد اللہ بنی بجانب الملوح بمقام الکدید

صفر ۳۳ء میں الکدید میں بنی الملوح کی جانب غالب بن عبد اللہ اللہ بنی کا سریرہ ہوا۔ جندب بن بکیت الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ اللہ بنی کو بنی کلب بن عوف کے ایک سریرے کے ساتھ بھیجا، پھر ان کے بارے میں حکم دیا کہ وہ سب مل کر الکدید میں بنی الملوح پر حملہ

کریں، جو بنی لیث میں سے تھے۔

۹۔ ہم سباروانہ ہوئے، جب قدید پہنچے تو حارث بن البرصاء، اللیثی طاء، ہم نے اُسے گرفتار کر لیا، اُس نے کہا کہ میں تو صرف اسلام کے ارادے سے آیا ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے نکلا ہوں، ہم نے کہا کہ اگر تو مسلمان ہے تو ایک دن ایک رات میں ہمارا لشکر تیرا کچھ نقصان نہ کرے گا، اور اگر تو اس کے خلاف ہوا تو ہم تیری نگرانی کریں گے، ہم نے اُسے رسی سے باندھ کر رُوسِ بجل حبشی کے سپرد کر دیا، اور اُن سے کہہ دیا کہ اگر وہ تم سے جھگڑا کرے تو اُس کا سر اڑا دینا۔

ہم روانہ ہوئے، غروب آفتاب کے وقت الکدید پہنچے اور وادی کے کنارے پوشیدہ ہو رہے، مجھے میرے ساتھیوں نے مخبری کے لیے بھیجا، میں روانہ ہوا اور ایک ایسے بلند ٹیلے پر آیا جو ایک قبیلے کے سامنے تھا، اور میں اُن کو نظر آ رہا تھا، میں اس ٹیلے کی چوٹی پر چڑھ گیا اور کدوٹ کے بل لیٹ گیا۔ میں نے دیکھا کہ یکایک ایک شخص اپنے اونٹ کے بالوں کے نیچے سے نکلا، اُس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں اس پہاڑ پر ایسی سپاہی دیکھتا ہوں جو میں نے اس دن سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی، اپنے برتنوں کو دیکھ، ایسا نہ ہو کہ اس میں سے کوئی برتن کتے گھسیٹ لے گئے ہوں۔

اُس عورت نے دیکھا اور کہا کہ واللہ میرے برتنوں میں سے کوئی گم نہیں ہوا، اس نے کہا تو پھر مجھے کمان اور تیر دیدے۔

عورت نے کمان اور اُس کے ساتھ دو تیر دیے، اُس نے ایک تیر پھینکا جس نے میری دونوں آنکھوں کے درمیان (لگنے میں) واللہ خطانہ کی میں نے تیر کھینچ لیا اور اپنی جگہ پر جمارا، اُس نے دو تیر پھینکا جو میرے شانے میں لگا میں نے اُسے بھی کھینچ کے رکھ لیا، اور اپنی جگہ سے نہ ہلا، اُس نے اپنی عورت سے کہا کہ واللہ اگر کوئی مخبر ہوتا تو اب تک حرکت کرتا، ضرور میرے دونوں تیر اُس (ٹیلے) میں گھس گئے، جب صبح ہوا تو اُن دونوں کو دیکھنا کہ کتے نہ چبا ڈالیں۔

وہ اندر چلا گیا، قبیلے کے مویشی، اونٹ اور بکریاں آگئیں جب انھوں نے دودھ دودھ لیا اور انھیں آراہم لینے دیا اور مطمئن ہو کر سو گئے تو ایک دم سے ہم نے ان پر حملہ کر دیا، مویشی مہنکا لیے۔

قوم میں ایک شور مچ گیا تو وہ جا فور بھی آگے جن کی ہمیں طاقت نہ تھی، ہمسم انھیں پھال کر لا رہے تھے کہ ابن البرصاء، طاہم نے اُسے بھی لا دیا اور اپنے ساتھ کو بھی لے لیا، ہمیں اُس قوم لہنے پالیا اور ہماری طرف دیکھا، ہمارے اور ان کے درمیان سوائے وادی کے اور کوئی چیز نہ تھی، ہم لوگ وادی کے کنارے چل رہے تھے کہ یکایک اللہ نے جہاں سے چاہا سیلاب بھیج دیا جس نے اُس کے دونوں کنارے پانی سے بھر دیے۔

ولہذا اُس روز نہ ابر دیکھا نہ بارش، وہ ایسا سیلاب لایا جس میں کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ اُس کے پار ہو، میں نے اُن لوگوں کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں، اور ہم نے اُن جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھا دیا تھا۔

انھوں نے اسی طرح کہا، لیکن محمد بن عمر کی روایت میں سے کہ ہم اُن جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھائے لیے جا رہے تھے، اُن لوگوں سے ہم اس طرح چھوٹ گئے کہ وہ ہماری تلاش پر قادر نہ تھے، انھوں نے کہا کہ میں ایک مسلمان رجز خواں کا قول نہ بھولوں گا جو کہہ رہے تھے۔

ابن ابوالقاسم ان تعزبی فی خصل بنائہ مغلوب

ابوالقاسم نے اس سے انکار کیا کہ میرے لیے کم ہو کسی سبزہ زار میں اُس کی گھاس جس میں بکثرت سبزہ ہو۔

صفا عالیہ کلون المذہب

جس کے اوپر کاحصہ ایسا زرو ہے جیسے سونے سے طمع کی ہوئی چیز کا رنگ ہوتا ہے۔

محمد بن عمر نے اپنی روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے۔

وذاک قول صادق لم یکنذب

اور یہ ایک صادق کا قول ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۹۱

انہوں نے کہا کہ وہ دس سے زائد آدمی تھے، اسلم کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ان کا شمار اُس روز اُمت اُمت تھا۔

www.KitaboSunnat.com

سریرہ غالب بن عبد اللہ اللیثی

صرف ستمہ میں غالب بن عبد اللہ اللیثی کا سریرہ ان لوگوں کی جانب فدک میں ہوا جن سے بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت آئی۔ حارث بن الفضیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن العوام کو طیار رکھا اور فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ تم بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں کے پاس پہنچو، اگر اللہ تمہیں ان پر کامیاب کر دے تو ان کے ساتھ مہربانی نہ کرنا، آپ نے ان کے ساتھ دوسو آدمی کر دیے اور ان کے لیے جمعنا پابندھا۔

اتنے میں غالب بن عبد اللہ اللیثی الکید کے سریرے سے واپس آئے، اللہ نے انہیں فتح مند کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر سے فرمایا کہ تم بیٹھو اور غالب بن عبد اللہ کو دوسو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، انہیں میں اسامہ بن زید بھی تھے، مسلمان بشیر کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں تک پہنچ گئے، ان کے ہمراہ علی بن زید بھی تھے، ان لوگوں کو مشرکین کے اونٹ ملے، کچھ لوگوں کو انہوں نے قتل بھی کیا۔

عبد اللہ بن زید سے مروی ہے کہ اس سریرے میں عقبہ بن عمرو ابو سہو اور کعب بن عجرہ اور اسامہ بن زید انصاری بھی غالب کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ خواریقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک سریرے میں غالب بن عبد اللہ کے ہمراہ بنی سمرہ کی جانب بھیجا، ہم نے صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا، غالب نے ہمیں خوف دلا دیا تھا اور حکم

دیا تھا کہ ہم لوگ جدا نہ ہوں اور ہم میں عقد مواخاۃ (ایک دوسرے کا بھائی) کہہ دیا تھا۔

غالب نے کہا کہ میری نافرمانی نہ کرنا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی، تم لوگ اگر میری نافرمانی کرو گے تو اپنے بنی کی نافرمانی کر دو گے، انھوں نے کہا کہ میرے اور ابوسعید الخدری کے درمیان انھوں نے عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی انھیں اور مجھے بھائی بھائی بنا دیا) پھر ہمیں وہ قوم مل گئی (جس کی تلاش تھی)۔

سریرہ شجاع بن وہب الاسدی

ربیع الاول ۱۱۰ھ میں اسی میں بنی عامر کی جانب شجاع بن

وہب الاسدی کا سریرہ ہوا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوہیں آدمیوں کو موازن کے ایک مجمع کی طرف روانہ کیا جو اسی میں تھا کہ المخدوم سے اسی طرف رُکبہ کے فواج میں مدینے سے پانچ رات کے راستے پر ہے انحضرت نے حکم دیا کہ وہ ان پر حملہ کریں۔

مسلمان رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے، وہ اس حالت میں صبح کے وقت ان لوگوں کے پاس پہنچے کہ وہ غافل تھے، انھیں بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں جن کو مدینہ منورہ لائے، مال غنیمت کو تقسیم کیا تو ان کے حصے میں پندرہ اونٹ آئے، اونٹ کو انھوں نے دس بکریوں کے برابر کیا۔

یہ سریرہ پندرہ روز کا تھا۔

سر یہ کعب بن عمیر الغفاری

ربیع الاول ۸۰ھ میں ذات اطلاق کی جانب جو وادی القری کے
 اسی طرف ہے کعب بن عمیر الغفاری کا سر یہ ہوا۔
 الزہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عمیر
 الغفاری کو پندرہ آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، وہ ذات اطلاق پہنچے جو شام کے
 علاقے میں ہے، انھوں نے ان کی جماعت میں سے بہت بڑا مجمع پایا، ان کو
 اسلام کی دعوت دی مگر انھوں نے قبول نہیں کیا اور تیر اندازی کی۔
 جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے یہ دیکھا تو انھوں نے
 ان سے نہایت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے گئے، ایک
 شخص مجروح ہو کر مقتولین میں بچ گیا، جب رات نے ان پر سکون
 طاری کیا تو وہ بمشکل روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس آئے، آپ کو یہ خبر دی جو بہت شاق گذری، آپ نے
 ان کی جانب مہم بھیجنے کا ارادہ کیا، مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ دوسرے
 مقام پر چلے گئے تو آپ نے انھیں چھوڑ دیا۔

سر یہ موتہ

جمادی الاولیٰ ۸۰ھ میں سر یہ موتہ ہوا جو ابلقاء کے نزدیک
 ہے اور ابلقار دمشق کے آگے ہے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر الازوی کو جو
 بنی ہاشم میں سے تھے شاہِ بصری کے پاس نامہ مبارک کے ساتھ

بھیجا، جب وہ موتہ میں اترے تو انھیں شہر حبیل بن عمرو الفسسانی نے روکا اور قتل کر دیا، ان کے سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کوئی فائدہ قتل نہیں کیا گیا۔

یہ سانحہ آپ پر بہت گراں گزرا، آپ نے لوگوں کو بلایا سب تیزی سے آئے اور الجحوف میں جمع ہو گئے، ان کی تعداد تین ہزار تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے امیر زید بن حارثہ ہیں، اگر وہ قتل کر دیے جائیں تو جعفر بن ابی طالب ہیں، اگر وہ بھی قتل کر دیے جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ ہیں، اگر وہ بھی قتل کر دیے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کا انتخاب کر لیں اور اسے امیر بنالیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک سفید جھنڈا باندھا اور زید بن حارثہ کو دیدیا، انھیں وصیت کی کہ حارثہ بن عمیر کے مقتل میں آئیں، جو لوگ وہاں ہوں انھیں اسلام کی دعوت دیں، اگر وہ قبول کر لیں تو خیر، ورنہ اللہ سے ان کے خلاف مدد مانگیں اور ان سے لڑیں۔

آپ ان کی مشایعت کے لیے نکلے، نینتہ الوداع پہونچے پھیر گئے اور انھیں رخصت کر دیا، وہ لوگ اپنی چھاڈنی سے روانہ ہوئے تو مسلمانوں نے تداوی کہ اللہ تم سے تمھارے دشمن کو دفع کرے اور تمھیں نیک و کامیاب کر کے واپس کرے، ابن رواحہ نے اس وقت یہ شعر پڑھا ہے

وَضَرَبَةُ ذَاتِ فَجْرِ تَقْدِفُ النَّبْلَا

لَكِنِّي اسْأَلُ الرَّحْمَنَ مَخْفَرَةً

لیکن میں رحمن سے مغفرت مانگتا ہوں۔ اور ایسی کاری ضرب جو خباثت کو دفع کر دے۔

جب وہ مدینہ سے چلے تو دشمن نے ان کی روانگی سنی اور

مقابلے کے لیے جمع ہوئے، شریحیل بن عمرو نے ایک لاکھ سے زائد آدمی جمع کر لیے اور اپنے جاسوسوں کو آگے روانہ کر دیا۔

مسلمان مٹعان، ملک شام میں اتر سے لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ ہرقل ماب علاقہ البلقا میں ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ آتراتے جو بہرا اور وائل اور بکر اور نخم اور جذام کے قبائل میں سے تھے۔

مسلمان دو شب بمقیم رہے تاکہ اپنے معالیٰ میں غور کریں، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھیں اور آپ کو اس واقعے کی خبر دیں، عبداللہ بن رواحہ نے انہیں چلنے پر ہمت دلائی، وہ لوگ موتہ تک گئے، مشرکین ان کے پاس آئے، ان کا وہ سامان، ہتھیار، جانور، دیباہ و حریر اور سونا آیا جس کی کسی کو مقدرت نہ تھی۔

مسلمان اور مشرکین کا مقابلہ ہوا، امراء نے اس روز زیادہ لڑائی کی، جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا، انہوں نے جنگ کی، ان کے ہمراہ اپنی اپنی صفوں میں مسلمانوں نے بھی جنگ کی، یہاں تک کہ زید بن حارثہ نیزے سے قتل ہو گئے، ان پر خدا کی رحمت ہو۔

جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے لے لیا، وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے جو سہرے رنگ کا تھا، انہوں نے اس کے پانچوں کی رگ کاٹ دی، یہ پہلا گھوڑا تھا جس کے پیر کی رگ اسلام میں کاٹی گئی۔

انہوں نے مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کر دیے گئے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، انہیں ایک رومی نے مارا اور دو ٹکڑے کر دیے، ان کے جسم کے ایک ٹکڑے میں تیس سے زائد زخم پائے گئے، جیسا کہ کہا گیا جعفر کے بدن پر بہتر زخم ملے جو نلوار اور نیزے کے تھے۔

جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا، وہ لڑے، یہاں تک کہ قتل ہو گئے، ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

لوگوں کی صلاح خالد بن الولید پر ہوئی، انہوں نے جھنڈا لے لیا، مسلمان بھاگے، ان کو شکست ہو گئی، مشرکین نے ان کا تعاقب کیا،

مسلمانوں میں سے جو قتل ہو گیا وہ ہو گیا۔
 وہ زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اٹھائی گئی، آپ نے
 قوم کے میدان کارتر کو دیکھا، جب خالد بن الولید نے جھنڈا لے لیا تو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جنگ زور کی ہو گئی۔
 اہل مدینہ نے لشکر موتہ کو سنا کہ آ رہے ہیں تو اوجڑ گئے ہیں
 ان سے ملاقات کی، لوگ ان کے منہ پر خاک ڈالنے لگے اور کہنے لگے کہ
 اے قار کرنے والو تم نے اللہ کی راہ سے فرار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمانے لگے: یہ لوگ فرار کرنے والے نہیں ہیں، یہ لوگ انشاء اللہ دوبارہ
 حملہ کرنے والے ہیں۔

ابو عامر سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 شام بھیجا، جب میں واپس ہوا تو اپنے ساتھیوں پر گدرا جو موتہ میں مشرکین
 سے لڑ رہے تھے، میں نے کہا واللہ میں آج نہ جاؤں گا تا وقتیکہ ان کے
 مال کا رکو نہ دیکھوں۔

جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا لے لیا اور ہتھیار بہن لیے، دوسرے
 راوی نے کہا کہ زید نے جھنڈا لیا جو قوم کے سردار تھے، جعفر نے اٹھایا
 جب انھوں نے دشمنوں سے مقابلے کا ارادہ کیا تو واپس آئے
 اور ہتھیار پھینک دیے، پھر دشمن پر حملہ کیا اور نینسزہ بازی کی
 وہ قتل کر دیے گئے، جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا اور نینسزہ بازی کی
 وہ بھی قتل کر دیے گئے، عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا لے لیا اور
 نینسزہ بازی کی وہ بھی قتل کر دیے گئے۔

مسلمان اس بُری طرح ہزیمت اٹھا کے بھاگے کہ میں نے ایسا کبھی
 نہ دیکھا تھا، ان میں سے دو کو بھی میں نے بچا نہ پایا، وہ جھنڈا ایک انصاری نے
 لے لیا، وہ اُسے لے کے دوڑے یہاں تک کہ جب سب لوگوں کے آگے ہو گئے تو
 انھوں نے اُسے گاڑ دیا اور کہا: اے لوگو میرے پاس آؤ، لوگ ان کے پاس
 جمع ہو گئے، جب تعداد اچھی خاصی ہو گئی تو وہ جھنڈا خالد بن الولید کے پاس لے گئے،

خالد نے اُن سے کہا کہ میں جھنڈا تم سے نہ لوں گا، تم اُس کے زیادہ مستحق ہو، انصاری نے کہا: واللہ میں نے تمہارے ہی لیے لیا ہے۔

خالد نے وہ جھنڈا لے لیا اور مشرکین پر حملہ کر دیا، اللہ نے انہیں ایسی بڑی شکست دی کہ میں نے ویسی کبھی نہیں دیکھی تھی، مسلمانوں نے جہاں چاہا تلوار جلائی۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس کی خبر دی، آپ پر یہ واقعہ شاق گذرا، ظہر پڑھی اور اندر تشریف لے گئے۔ آپ نے جب ظہر پڑھی تو کھڑے ہوئے، دو رکعتیں اور پڑھیں، پھر جماعت کی طرف منہ پھیر لیا، لوگوں پر بہت شاق گذرا، آپ نے عصر پڑھی اور اسی طرح کیا، مغرب پڑھی اور اسی طرح کیا، پھر عشاء پڑھی اور اسی طرح کیا۔

جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو مسجد میں تشریف لائے، لوگوں پر مسکراہٹ تھی، معمول تھا کہ جب تک آپ صبح کی نماز نہ پڑھ لیں کوئی انسان مسجد کی کسی طرف سے آپ کے پاس کھڑا نہیں ہوتا تھا، جب آپ مسکرائے تو جماعت نے عرض کیا، یا نبی اللہ ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں، ہمارے اُس غم کو اللہ ہی جانتا ہے جو ہمیں اُس وقت سے تھا جب سے ہم نے آپ کی وہ حالت دیکھی جو ہم نے دیکھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے میری جو حالت دیکھی یہ ہے کہ مجھے میرے اصحاب کے قتل نے غمگین کر دیا، یہاں تک کہ میں نے انہیں اس طرح جنت میں دیکھ لیا کہ وہ بھائی بھائی ہیں، آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں، اُن میں سے ایک میں نے کسی قدر اعراض (رد گردانی کو) دیکھا کہ گویا انہیں تلوار ناپسند ہے، میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ ایک فرشتہ ہیں جن کے دو بازو ہیں جو خون میں رنگے ہوئے ہیں اور جن کے قدم بھی رنگے ہوئے ہیں۔

سر یہ عمر و بن العاص

ذات السلاسل کی جانب عمر و بن العاص کا سر یہ ہوا جو وادی القریٰ کے اسی طرف ہے، اُس کے اور مدینے کے درمیان دس دن کا راستہ ہے،

۹۵

یہ سر یہ جمادی الاخرہ ۳۳ھ میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قضاہ کی ایک جماعت اس ارادے سے اکٹھا ہوئی ہے کہ مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف پہنچ جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر و بن العاص کو بلایا، اُن کے لیے (لواء) سفید جھنڈا باندھا اور ہمراہ سیاہ جھنڈا (رایت) بھی کر دیا، انھیں تین سو اعلیٰ درجے کے مہاجرین و انصار کے ہمراہ روانہ کیا، تیس گھوڑے بھی ساتھ تھے۔

آپ نے حکم دیا کہ بی و عذرہ و بلیقین میں سے جس پر گذر ہو اُس سے مدد حاصل کریں، وہ رات کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے، جب اُس قوم کے نزدیک پہنچے تھے حقیقی معلوم ہوا کہ اُن کا بہت بڑا مجمع ہے۔ انھوں نے رافع بن مکیت اجمعی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج کر آپ سے امداد کی درخواست کی، آپ نے اُن کے پاس ابو عبیدہ بن الجراح کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، ان کے لیے جھنڈا باندھا، ہمراہ منتخب مہاجرین و انصار کو بھیجا جن میں ابو بکر و عمر بھی تھے، انھیں یہ حکم دیا کہ دونوں ساتھ رہیں، جدا جدا نہ ہوں۔

وہ عمر و سے ملے، ابو عبیدہ نے ارادہ کیا کہ لوگوں کی (نمازیں) امامت کریں، عمر و نے کہا کہ آپ تو میرے پاس مدد کے لیے آئے ہیں، میرے تو میں ہوں، ابو عبیدہ نے اُن کی بات مان لی، عمر و لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ عمر و روانہ ہوئے، بانی کی آبادی میں داخل ہوئے، تمام راستے معلوم

کر لیے، عذرہ و بلقین کی آبادی تک آگے، آخر کو انھیں ایک مجمع ملا جن پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا، وہ اپنی آبادی میں بھاگے اور منتشر ہو گئے، عمر دلوٹے، انھوں نے عوف بن مالک الاشجعی کو پیامبر بنا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، انھوں نے آپ کو ان کے واپس آنے اور صحیح و سالم ہونے کی اور جو کچھ ان کے جہاد میں ہوا اس کی خبر دی۔

سرۃ النخیط (برگِ دخت)

رجب ۸ھ میں سرۃ النخیط ہوا جس کے امیر ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو تین سو مہاجرین و انصار کے ہمراہ جن میں عمر بن الخطاب بھی تھے حبشہ کے ایک قبیلے کی طرف بھیجا جو القبلیہ میں تھا کہ سمندر کے ساحل کے متصل ہے، اس کے اور مدینے کے درمیان پانچ رات کا راستہ تھا۔ راستے میں ان کو بھوک کی سخت تکلیف ہوئی تو ان لوگوں نے دخت کے پتے کھائے، اقیس بن سعد نے اونٹ خریدے اور ان لوگوں کے لیے ذبح کئے، سمندر نے ان کے لیے بہت بڑی مچھلی ڈال دی جس کو انھوں نے کھایا اور واپس ہوئے، جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سرۃ البوقنادہ بن لبعی الانصاری

۹۶ خضرة کی جانب جو نجد میں قبیلہ محارب کی زمین ہے البوقنادہ بن لبعی الانصاری کا سرۃ شعبان ۸ھ میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ آدمیوں کے ہمراہ البوقنادہ کو

عطفان کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ ان کو چاروں طرف سے گھیر لیں، وہ رات کو چلے اور دن کو چھپے رہے، ابو قتادہ نے ان کے بہت بڑے قبیلے پر حملہ کر کے گھیر لیا، ان میں سے ایک آدمی چلایا یا نضرہ۔

ان کے چند آدمیوں نے لڑائی کی، مگر جو مسلمانوں کے سامنے آیا قتل ہوا، مسلمان مویشی بہکا لائے جو دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں تھیں، بہت سے مشرکین کو گرفتار کر لیا، مال غنیمت کو جمع کیا اور خمس نکال لیا، جو بچا لشکر پر تقسیم کر دیا۔

پھر شخص کے حصے میں بارہ اونٹ آئے، اونٹ کو دس بکریوں کے برابر شمار کیا گیا، ابو قتادہ کے حصے میں ایک خوبصورت لونڈی آئی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مانگ لیا اور مجہم بن جندب کو ہبہ کر دی، اس سریرے میں یہ لوگ پندرہ رات باہر رہے۔

سریرہ ابو قتادہ بن ربیع الانصاری

ماہ رمضان شہد میں بطن اضم کی جانب سریرہ ابو قتادہ بن ربیع الانصاری ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ابو قتادہ بن ربیع کو آٹھ آدمیوں کے ہمراہ بطور سریرے کے بطن اضم کی طرف روانہ کیا جو ذی شہب اور ذی المروہ کے درمیان ہے، اس کے اور مدینے کے درمیان تین بڑے (اسمیل) کا فاصلہ ہے، یہ سریرہ اس لیے بھیجا کہ گمان کرنے والا یہ گمان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اس علاقے کی طرف ہے تاکہ اس کی خبریں پھیل جائیں۔

اس سریرے میں محکم بن جثمہ اللدنی بھی تھے، بالاضبط الاشجعی کا کوئی باشندہ گذرا اس نے اسلامی طریقے سے سلام کیا تو اسے اس جماعت نے روک لیا، مگر محکم بن جثمہ نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، اس کا اونٹ، اسباب

اور دو دھکارتن جو اس کے ہمراہ تھا چھین لیا۔
 جب یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو ان کے بارے میں
 قرآن نازل ہوا یا ایھا الذین آمنوا اذ اضر بنف فی سبیل اللہ فقتلینا ولا
 تقولوا المن القی الیکم السلام لست مؤمننا فقتلتم عن عرض الحیوة الدنیا
 فعند اللہ مقاتلہ کثیرہ (اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو
 خوب سمجھ لیا کرو، اور جو شخص تمہیں سلام کرے تو اس سے یہ نہ کہو کہ تو مؤمن نہیں
 ہے، اس غرض سے کہ تم حیات دنیا کا سامان حاصل کرو کیوں کہ اللہ کے پاس
 کثیر مال غنیمت ہے۔)
 وہ روانہ ہوئے مگر انھیں کوئی جماعت نہ ملی تو واپس ہوئے خشب
 پہنچے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کی طرف روانہ ہو گئے،
 انھوں نے درمیان کاراستہ اختیار کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 السقیار میں مل گئے۔

غزوہ عام الفتح

رمضان ۶ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ عام الفتح
 (غزوہ سال فتح کہہ) ہوا۔

صلح حدیبیہ کے بیسویں مہینے جب شعبان ۶ آیا تو بنو نفاثہ نے جو
 بنو بکر میں سے تھے اشراف قریش سے گفتگو کی کہ بنی خزاعہ کے مقابلے میں
 آدمیوں اور ہتھیاروں سے ان کی مدد کریں، قریش نے ان سے وعدہ
 کر لیا، الوتیر میں چھپ کے بیس بدلے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے، صفوان
 بن امیہ، حویطب بن عبدالعزیٰ اور بکر بن حفص بن الاخیف
 اس جماعت میں تھے۔

ان لوگوں نے رات کے وقت بنی خزاعہ پر حملہ کیا جب کہ وہ لوگ

غافل اور امن میں تھے، ان کے بیس آدمی قتل کر دیے۔
قریش کو اپنے کئے پر تدامت ہوئی اور انھوں نے یقین کر لیا کہ یہ اس
مدت اور عہد کا انقض ہے جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
درمیان ہے۔

عمر بن سالم انحرافی چالیس خزاہی سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا،
یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو اس مصیبت
کی خبر دی جو انھیں پیش آئی اور مدد کی درخواست کی۔ آپ
کھڑے ہو گئے، اپنی چادر کو کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری مدد بھی
نہ کی جائے اگر میں اس چیز سے بنی کعب کی مدد نہ کروں جس سے میں
اپنی مدد کرتا ہوں اور فرمایا کہ یہ ابر بنی کعب کی مدد کے لیے ضرور برے گا۔
ابوسفیان بن حرب نے مدینے میں آکر آپ سے یہ درخواست
کی کہ آپ عہد کی تجدید اور مدت میں اضافہ کر دیں، مگر آپ نے اس سے
انکار کیا، ابوسفیان نے کھڑے ہو کے کہا کہ میں نے لوگوں کے سامنے
اجازت حاصل کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے
ابوسفیان تو یہ کہتا ہے، پھر وہ کے واپس چلا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان کیا، معاملہ پوشیدہ رکھا
اپنے کان بند کر لیے، اور دعا کی کہ اے اللہ ان کی آنکھیں بند کر دے کہ
وہ مجھے ناگہانی طور کے سوا دیکھ نہ سکیں۔

جب آپ نے روانگی پر اتفاق کر لیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو
ایک خط لکھا جس میں اس واقعے کی انھیں خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علی بن ابی طالب اور المقداہ بن عمرو کو روانہ کیا، ان دونوں نے حاطب کے خط اور
قاصد کو گرفتار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اطراف کے عرب کو بلا بھیجا، ان کے
بڑے قبیلے سلم، غفار، مضرینہ، جہینہ، شہج اور سلم تھے، ان میں سے بعض آپ سے
مدینے میں ملے اور بعض راستے میں، مسلمان غزوہ فقع میں دس ہزار ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا، اور اس رمضان ستہ یوم چہار شنبہ کو بعد عصر روانہ ہو گئے جب آپ لصلصل پہنچے تو ازیر بن العوام کو دو سو مسلمانوں کے ہمراہ اپنے آگے روانہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندادی کہ جو شخص افطار کرنا چاہے وہ افطار کرے اور جو روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھے، آپ روانہ ہوئے جب قدید پہنچے تو چھوٹے اور بڑے جھجھٹے (جو اعر و آیت) باندھے اور قبائل کو دیے۔

عشاء کے وقت مر الظهران میں اترے، آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انھوں نے دس ہزار جگہ آگ روشن کی قریش کو آپ کی روانگی کی خبر نہیں پہنچی، وہ غمگین تھے کیونکہ اندیشہ تھا کہ آپ ان سے جنگ کریں گے، قریش نے ابوسفیان بن حرب کو بھیجا کہ وہ حالات معلوم کرے، انھوں نے کہا کہ اگر تو محمد سے ملے تو ہمارے لئے ان سے امان لے لیتا، ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بیدیل بن ورقاہ روانہ ہوئے، جب انھوں نے لشکر دیکھا تو سخت پریشان ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو پہرہ پیر عمر بن الخطاب کو عامل بنایا تھا، عباس بن عبدالمطلب نے ابوسفیان کی آواز سنی تو پکار کر کہا ”ابوحنظلہ“ اس نے کہا ”لبیک“ (حاضر) (اے عباس) یہ تمہارے پیچھے کیا ہے ”انھوں نے کہا، یہ دس ہزار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تیری ماں اور تیرا خاندان تجھے روئے تو اسلام لے آئے۔

عباس نے اسے پناہ دی اُسے اور اُس کے دونوں ساتھیوں کو نہرت جنوی میں پیش کیا، (تینوں) اسلام لے آئے، آپ نے ابوسفیان کے لئے یہ کر دیا کہ جو شخص ان کے گھر میں داخل ہوا اسے امان ہے، اور جو شخص اپنا دروازہ بند رکھے اسے بھی امان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپن پوش لشکر کے ساتھ مکے میں داخل ہوئے آپ اپنی اونٹنی القصواء پر اوجھروا سید بن خضیر کے درمیان تھے، ابوسفیان کو

روک لیا گیا تھا، جب انھوں نے وہ سامان دیکھا جس کی انھیں طاقت نہ تھی تو کہا اے ابو الفضل (عباس) تمہارے بھتیجے کی سلطنت تو بہت بڑھ گئی، عباس نے کہا، تمہاری خرابی ہو، یہ سلطنت نہیں ہے، یہ تو نبوت ہے، انھوں نے کہا بیشک اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (راہت) جھنڈا سعد بن عبادہ کے ساتھ تھا، آپ کو ان کی طرف سے یہ معلوم ہوا کہ قریش کے بارے میں کلام ہے اور ان سے وعدہ ہے تو آپ نے جھنڈا ان سے لے لیا، اور ان کے فرزند قیس بن سعد کو دیدیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ کو کدوا سے، مذہب کو کہ تھی اور خالد بن الولید کو اللیط سے داخل ہونے کا حکم دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذخر سے داخل ہوئے، آپ نے لڑائی سے منع کر دیا، صرف چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا۔

عکرمہ بن ابی جہل، ہبائر بن الاسود، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح، مقیس بن صباۃ اللیثی، حویرث بن نقید اور عبد اللہ بن ہلال بن خطل الأدری۔ ہند بنت عتبہ، سارہ عمر بن ہاشم کی آزاد کردہ لونڈی، فرخا اور قمریہ۔ ان میں سے ابن خطل، حویرث بن نقید، مقیس بن صباۃ قتل کئے گئے۔ تمام لشکر کو کوئی مجمع نہیں ملا سوائے خالد کے، کہ انھیں الخندمہ میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ صفوان بن امیہ اور شہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل نے ان لوگوں نے انھیں اندرانے سے روکا ہتھیار نکال لئے اور تیر اندازی کی، خالد نے اپنے ساتھیوں کو پکارا ان سے جنگ ہوئی، جس میں چوبیس آدمی قریش کے اور چار آدمی ہزلیل کے قتل ہوئے جو بچے وہ بہت بری طرح بھاگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاخر کے پہاڑی راستے پر ظاہر ہوئے تو آپ نے ایک بجلی دیکھی فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں قتال سے منع نہیں کیا تھا کہ آیا کہ خالد سے مقابلہ ہوا تو انھوں نے بھی تمہیں زنی کی، فرمایا اللہ کا فیصلہ ہے بہتر ہے۔

مسلمانوں میں سے دو آدمی مقتول ہوئے جو راستہ بھول گئے، ایک کُر بن جابر الغہری

اور دوسرے خالد الاشقر الخزاعی تھے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے الجحون میں چمڑے کا خیمہ لگایا گیا،
زبیر بن العوام آپ کا جھنڈا لے گئے اور اُسے اُس (خیمے) کے پاس گارڈیا، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اس کے اندر گئے،
عرض کی ہایت اپنے مکان میں کیوں نہیں اترتے۔
فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میں غلبہ و قوت کے ساتھ داخل ہوئے،
لوگ خوشی سے اور ناگواری سے اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا، حالانکہ کہے کے گرد میں سوساٹھ بت تھے۔
آپ نے یہ کیا کہ جب کسی بت کے پاس سے گذرتے تو اپنے ہاتھ کی
لکڑی سے اُس کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے "جاء الحق وزهق الباطل
ان الباطل كان زهوقا" (حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل تو مٹنے والا ہے ہی)
وہ بت اونڈھے منہ گر رہتا تھا۔

سب سے بڑا بیتہیل کہے کے سامنے تھا، آپ مقام (ابر الیم)
میں آئے، جو کہے کے متصل تھا اُس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی،
مسجد کے ایک کنارے بیٹھ گئے اور بلال کو عثمان بن طلحہ کے پاس کہے کی کنجی
لانے کے لیے بھیجا، عثمان لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر قبضہ کر لیا
اور (بیت اللہ کا) دروازہ کھولا، کہے کے اندر تشریف لے گئے، اس میں بھی
دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آ گئے۔

آپ نے دروازے کے دونوں پٹ بند کر دیے اور کنجی اپنے ہی پاس
رکھی لوگوں کو کہے کے گرد لایا گیا تھا، آپ نے اس روتو لوگوں کو نصیحت کی،
عثمان بن طلحہ کو بلا کر کنجی دیدی، اور فرمایا کہ: "انے اولاد ابی طلحہ" اسے ہمیشہ
کے لئے لو کہ وہ تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہیں جھینے گا۔"

پانی کی سبیل (سقاہ) آپ نے عبدالمطلب کو دی اور فرمایا کہ،
میں نے تمہیں دیا، نہ وہ تم سے بخل کرے، اور نہ تم اس سے بخل کرو،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم بن اسد انحرامی کو بھیجا، انہوں نے حرم کے پتھروں کو درست کر دیا، ظہر کا وقت آگیا تو بلال نے، کعبے کی چھت کے اوپر اذان دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن کے بعد قریش سے قیامت تک (کفر پر) جنگ نہیں کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ و درہ میں ٹھہرے کعبے سے خطاب کر کے کہا کہ تو اللہ کی زمینوں میں سب سے بہتر ہے، اللہ کی زمینوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر میں تجھ سے کھلا نہ جاتا تو میں نہ نکلتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تہوں کی طرف سرایا بھیجے جو کعبے کے گرد تھے، اور سب کو توڑ ڈالا ان میں سے العزی، مناة، سواع، بوان اور ذوالکفین تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے کعبے میں ندا دی کہ ہر شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے گھر میں کوئی بت بغیر توڑے نہ چھوڑے۔
جب فتح کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے بعد خطبہ پڑھا (وعظ کہا) اور فرمایا کہ:

اللہ نے جس دن سے آسمان و زمین کو پیدا کیا (اسی دن سے) مکے کو حرم (محرّم) و قتل و قتال سے محفوظ کر دیا ہے، وہ قیامت تک حرام ہے میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت کے سوا کبھی حلال نہیں ہوا، اس کے بعد وہ اپنی حرمت و روزه پر واپس چلا گیا، لہذا تم میں جو لوگ حاضر ہیں وہ غائبین کو پہنچا دیں، ہمارے لئے اس کے غنائم میں سے بھی کچھ حلال نہیں۔

آنحضرت نے ۲۰ صرم رمضان یوم جمعہ کو مکہ معظمہ فتح کیا، چند رات مقیم رہے، دو رکعت نماز (قصر) پڑھتے رہے، پھر حنین کی طرف روانہ ہوئے، مکے پر عتاب بن اسید کو حامل بنایا جو انہیں نماز پڑھاتے تھے، اور معاذ بن جبل کو جو حدیث و فقہ کی تعلیم دیتے تھے۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ صرم رمضان کو عام الفتح (فتح مکہ کے سال) میں مدینے سے روانہ ہوئے، آپ نے روز رکھا

الکدید پہنچے تو روزہ ترک کر دیا، لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آخر ہے۔

۱۰۰ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں رمضان میں روانہ ہوئے، آپ نے روزہ رکھا جب الکدید پہنچے اور لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے یہاں لیکے اُس سے (پانی) پی لیا، پھر فرمایا: اے لوگو! جو رخصت کو قبول کرے (یعنی افطار کرے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسے قبول کیا ہے اور جو روزہ رکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزہ رکھا ہے۔

لوگ آپ کے جدید سے جدید امر کا اتباع کرتے تھے، اور امر ناسخ کو محکم سمجھتے تھے (یعنی جن حکم نے سفر مکہ کے روزے کو منسوخ کر دیا اُسے یہی اور وہی حکم سمجھتے تھے)

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں ماہ رمضان میں روانہ ہوئے، آپ نے روزہ رکھا، یہاں تک کہ الکدید پہنچے پھر آپ نے افطار کیا (روزہ ترک کر دیا)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے جدید سے جدید حکم کا اتباع کرتے تھے۔

ابوسعید الخدري سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ۲/ رمضان کو بلایا، ہم لوگ روانہ ہوئے حالانکہ روزہ دار تھے، جب الکدید پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر (ترک روزہ) کا حکم دیا، ہمیں شرمین میں اُس حالت میں صبح ہوئی کہ بعض ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعض تارک روزہ، جب ہم مرا نظر ان پہنچے تو آپ نے ہمیں اگاہ کیا کہ ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور ترکِ صوم کا حکم دیا۔

ابوسعید الخدري سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو ۱۸/ یا ۱۷/ رمضان کو ہم لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے، ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ ترک کر دیا، مگر نہ روزہ دار نے تارک روزہ کو برا کہا اور نہ تارک روزہ نے روزہ دار کو،

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن روزہ رکھا، جب آپ قید آئے تو آپ کے پاس ایک پیالہ دودھ کالا یا گیا۔ آپ نے افطار کر لیا اور لوگوں کو بھی افطار کرنے کا حکم دیا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰/ رمضان کو اس حالت میں اگے فتح کیا کہ آپ روزہ دار و مسافر و مجاہد تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ ہزار یا دس ہزار کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ والوں میں سے دو ہزار کو قتل لے گئے۔

ابن ابزی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار مسلمانوں کیساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔

عبداللہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم نے عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا، ہم لوگ ایک ہزار کے زائد تھے۔ ان کی مراد اپنی قوم مزینہ کے ہے، اللہ نے مکہ اور حنین آپ کے لئے فتح کر دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں اس طرح مکہ میں داخل ہوئے کہ سر پر خود تھا، آپ نے اُسے اتار ڈالا۔ معن و موسیٰ بن داؤد نے اپنی حدیثوں میں بیان کیا کہ ایک آدمی آیا، اُس نے کہا یا رسول اللہ ابن خطل کہے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے قتل کر دو۔

معن نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حُجْرَم (احرام باندھے ہوئے) نہ تھے۔

انس بن مالک نے الزہری سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام الفتح میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے سر پر خود تھا، جب آپ نے اُسے اتار ڈالا تو ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ یہ ابن خطل ہے جو مجھے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے جہاں پاؤ قتل کر دو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں کبھی بغیر احرام کے داخل نہیں ہوئے سوائے یوم الفتح کے کہ اس روز آپ بغیر احرام کے داخل ہوئے۔

جابر سے مروی ہے کہ عام الفتح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح داخل ہوئے کہ آپ یاہ عمامہ باندھے تھے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اس طرح داخل ہوئے کہ آپ کے سر پر یاہ عمامہ تھا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے اوپر سے داخل ہوئے اور مکہ کے نیچے سے باہر آئے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کداء کے راستے اس گھاٹی سے داخل ہوئے جو مکہ کے ابر ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بلند گھاٹی سے داخل ہوئے تھے اور نیچی گھاٹی سے نکلے تھے۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آج جنگ کا دن ہے اس لئے روزہ اقطار کر لو۔

ثبابہ نے شعبہ سے روایت کی کہ عمرو بن دینار نے عبید بن عمیر سے صرف تین ہی حدیثیں سنیں۔

ابو سلمہ و یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مکہ کا دن ہوا تو عبد اللہ بن ام مکتوم آپ کے آگے صفا و مردہ کے درگیاں تھے اور یہ داستان پڑھتے تھے۔

يا حَبْذَ اَمَلَكَةِ مِنْ وادى ۛ اَرْضُ بَها اَهْلِ عِوَادِى

”اے وادی کہ تیرا کیا کہنا ہے ۛ تو ایسی زمین ہے جس میں میرے اہل اور عبادت کریں گے ہیں“

اَرْضُ امْشِى بَها بِلِها دِى ۛ اَرْضُ بَها تَرَسِخُ اوْتادِى

”تو ایسی زمین ہے جس میں میں بلا ہادی کہ جلتا ہوں ۛ تو ایسی زمین ہے جس میں میری ٹخیں مضبوط کریں گی“

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی سرح، قرتنا، ابن الزبیری اور ابن حنظل کے قتل کا حکم دیا ابو بزرہ ابن حنظل کے پاس آئے جو کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا، اس کا پیٹ چاک کر دیا۔

انصار میں سے ایک شخص تھے جنہوں نے یہ نذر مانی کہ اگر ابن ابی سرح کو دیکھیں گے تو اسے قتل کر دیں گے عثمان آئے، ابن ابی سرح، ان کا رضاعی بھائی تھا، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش کی حالانکہ وہ انصاری تلوار کا قبضہ پکڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منظر تھے کہ جب آپ اشارہ کریں تو وہ اسے قتل کر دیں۔

عثمان نے اس کی سفارش کی، آپ نے اسے چھوڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاری سے کہا کہ تم نے اپنی تذکریوں نہ پوری کی، انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا ہاتھ تلوار کے قبضے پر رکھ کر منتظر تھا کہ جب آپ اشارہ فرمائیں گے تو میں اسے قتل کر دوں گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشارہ کرنا خیانت ہے نبی کو یہ مناسب نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

عمر بن الخطاب کے اعزہ میں سے کسی سے مروی ہے کہ جب یوم فتح ہوا تو آپ نے صنوان بن امیہ بن خلف، ابوسفیان بن حرب اور حارث بن شام کو بلا بھیجا، انہوں نے کہا کہ اللہ نے ان کے بارے میں قدرت دی ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو کچھ انہوں نے کیا آگاہ کریں،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا "لا تشریب علیکم الیوم یفقر اللہ لکم وهو اسرحم الرحمین" (آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے، اللہ تمہاری مغفرت کرے، وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(عمر نے کہا کہ) پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان ناگوار افعال کی وجہ سے جو مجھ سے (زمانہ جاہلیت میں) سرزد ہوئے تھے شرم گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان سے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا ہی۔

جاہر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب کو جو بطحاء میں تھے زمانہ فتح مکہ میں یہ حکم دیا کہ وہ کعبے میں آئیں، اس میں جو تصویر ہو اسے مٹادیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اس وقت تک داخل نہیں ہوئے جب تک اس کی تمام تصویریں نہ مٹا دیں۔

فضل سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے، آپ تسبیح پڑھتے تھے، تکبیر کہتے تھے اور دعا کرتے تھے، رکوع نہیں کرتے تھے۔

۱۰۳

شعیب کے والد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں کعبے کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے، اللہ کی حمد و ثنا کی اور جو علم فرمایا اس میں یہ فرمایا کہ فتح (مکہ) کے بعد ہجرت نہیں ہے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح مکے میں ایک دھواں تھا، اور اللہ کے قول کے یہی معنی ہیں ”یوم تاقی السماء بدل خان صبین“ (جدان آسمان کھلا ہوا دھواں لائے گا)۔

عبداللہ بن المغفل سے مروی ہے کہ میں نے یوم فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی پر دیکھا کہ آپ جا رہے تھے، سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے، اُسے دہرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اگر لوگ میرے گرد جمع نہ ہوتے تو میں ضرور دہرا تا جیسا کہ دہرایا گیا۔

عباس بن عبداللہ بن معبد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز فرمایا کہ جاہلیہ کی سختی اور اس کا فخر اپنے سے دور کر دو، کیونکہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی کے ہیں۔

دہب بن ننبہ سے مروی ہے کہ میں نے جاہر بن عبداللہ سے پوچھا کہ آیا تمہیں یوم فتح میں کچھ غنیمت ملی تو انہوں نے کہا نہیں۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ میں فتح مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھا، آپ کے میں اٹھارہ شب اس طرح مقیم رہے کہ دو رکعت نماز (تھوڑے سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے)۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ روانہ ہوئے آپ (نماز میں) قصر کرتے تھے یہاں تک کہ آئے ہم وہاں
دس روز اسی طرح رہے کہ آپ قصر کرتے رہے یہاں تک کہ واپس ہوئے۔
عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عام الفتح میں مکہ میں پندرہ رات ٹھہر کر نماز میں قصر کرتے رہے،
یہاں تک کہ آپ جنین روانہ ہوئے۔

حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶/ رمضان کو
مدینے سے نکلے، ۷/ کو روانہ ہو کر دو رکعت پڑھتے رہے مکہ میں آئے تو
وہاں آپ آدھے مہینے ٹھہر کر نماز میں قصر کرتے رہے، پھر ۲۸/ رمضان کو
حنین روانہ ہو گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے بعد مکہ میں
سترہ روز ٹھہر کر دو رکعت پڑھتے رہے۔

عراک بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفتح
میں پندرہ رات نماز پڑھی، آپ دو دو رکعت پڑھتے رہے۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ زمانہ فتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مکہ میں اٹھارہ شب مقیم رہے، لیکن دو دو رکعت ہی نماز پڑھتے رہے
شہرہ اچھنی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ عام الفتح میں روانہ ہوئے، آپ پندرہ شبانہ روز مقیم رہے۔

ام ہانی کی ایک آزاد کردہ لونڈی سے مروی ہے کہ رسول اللہ
علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے ایک برتن منگایا، غسل کیا پھر چار رکعت
نماز پڑھی۔

ام ہانی نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو مرہ کو خبر دی کہ وہ فتح مکہ کے دن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں ایک شخص کے بارے میں جس کے لئے
وہ امان جاہتی تھیں گفتگو کرنے کے لئے داخل ہوئیں، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اندر تشریف لائے کہ آپ کے سر اور دائیں پر

غبار پڑا ہوا تھا آپ ایک کپڑے میں مستور ہو گئے غسل کیا اور کپڑے کے دونوں
رخ بد سے (یعنی آگے کا پیچھے اور پیچھے کا آگے کیا) پھر آپ نے چاشت کی
آٹھ رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی بنت ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب مکہ معظمہ فتح کیا تو ام ہانی کے پاس نبی محضوم کے دو آدمی بھاگ کر آئے
انہوں نے دونوں کو پناہ دیدی، علیؑ ان کے پاس آئے اور کہا میں ان دونوں
کو ضرور قتل کروں گا۔

(ان دام ہانی) نے کہا کہ جب میں نے انہیں یہ کہتے سنا تو میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی جو مکہ کے اعلیٰ (بلند حصے) میں تھے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مر جیا کہا اور فرمایا کہ اے ام ہانی تمہیں
کون سی ضرورت لگتی، میں نے کہا یا نبی اللہ میں نے اپنے دیوروں میں سے
دو آدمیوں کو پناہ دیدی ہے، مگر علیؑ کا ارادہ ان کے قتل کرنے کا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے تم نے پناہ دی اُسے ہم نے بھی
پناہ دیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے لئے کھڑے ہوئے تو غافلہ
نے ایک کپڑے سے پردہ کیا، پھر آپ نے اپنا کپڑا لے کے اڑھ لیا اور
آٹھ رکعت نماز چاشت کی پڑھی۔

سعید بن سالم المکی نے ایک شخص سے روایت کی جس کا انہوں نے
نام بھی لیا تھا (مگر راوی کو نام یاد نہیں رہا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب مکہ فتح کیا تو آپ نے اس کے بازار پر سعید بن سعید بن العاص بن امیہ کو عامل بنایا
جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف جانے کا ارادہ کیا تو سعید بن سعید آپ کے
۱۰۵ ہمراہ روانہ ہوئے اور طائف میں شہید ہوئے،

ابن جریر سے مروی ہے کہ جب عام الفتح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
طائف کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے ہبیرہ بن بیل بن العجلان التمیمی کو
کے پر قائم مقام بنایا۔ جب آپ طائف سے واپس آئے اور مدینہ کی روانگی
کا ارادہ کیا تو کثہہ میں عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ اور حج کا عامل بنایا۔

حارث بن مالک بن برصاد سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم الفتح میں کہتے سنا اس کے بعد قیامت تک (کے میں قریش سے کفر پر) جنگ نہ کی جائے گی۔

سریہ خالد بن الولید

۲۵ / رمضان ۳ھ کو بجانب الغزی (بت) خالد بن الولید کا سریہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو خالد بن الولید کو الغزی کی جانب بھیجا کہ وہ اُسے منہدم کر دیں وہ آپ کے اصحاب کے میں سواروں کے چہرہ لہو نہ ہوئے، اور وہاں پہنچ کر اُسے منہدم کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی تو فرمایا: کیا تم نے کوئی چیز دیکھی انھوں نے کہا نہیں، فرمایا: پھر تو تم نے اُسے منہدم نہیں کیا، واپس جاؤ اور اسے منہدم کرو۔

خالد لوٹے، وہ غصے میں تھے، انھوں نے اپنی تلوار میان سے باہر کر لی ان کی طرف ایک عورت نکل کر آئی جو برہنہ، بیاہ اور بکھرے ہوئے بال والی تھی، اس پر بجا اور چلانے لگا، خالد نے اُسے مارا اور وہ ٹکڑے کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی تو فرمایا: یاں یہی عزی تھی، جو ہمیشہ کے لئے اس لہر سے مایوس ہو گئی کہ تمہارے بلاد میں اُس کی پشتل کی جائے، وہ مقام نخلہ میں تھی اور قریش اور تمام نبی کنانہ کے لئے ان کے بتوں میں سب سے بڑی تھی، اس کے خدام اور مجاہد نبی سلیم میں سے بنی شیبان تھے۔

سریہ عمرو بن العاص

۲۶ / رمضان ۳ھ میں سواح کی جانب سریہ عمرو بن العاص ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے عمرو بن العاص کو سواع کی طرف روانہ کیا جو یدیل کا بت تھا، کہ اُسے منہدم کر دیں۔
 عمر نے بیان کیا کہ میں وہاں پہنچا تو اس بت کا مچا اور ملا، اس نے کہا تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اس بت کو منہدم کر دوں، اس نے کہا تم اس پر قادر نہ ہو گے میں نے پوچھا کیوں؟ اُس نے جواب دیا کہ وہ محفوظ ہے، میں نے کہا، اب تک تو باطل ہی میں ہے، تیری خرابی ہو، کیا وہ سنتا ہے یا دیکھتا ہے؟
 میں اُس کے قریب گیا اور اُسے توڑ ڈالا، اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ خزانہ کی کوٹھڑی منہدم کر دیں مگر اُس کو ٹھہری میں انھیں کچھ نہ ملا میں تلے مجاور سے کہا کہ تو نے کیا دیکھا تو اُس نے کہا میں اللہ کے لئے اسلام لاتا ہوں۔

سریہ سعد بن زید الاشہلی

۱۰۷

رمضان ۳۳ھ میں بجانب مناة سریہ سعد بن زید الاشہلی ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے سعد بن زید الاشہلی کو مناة کی جانب روانہ کیا جو المثلل میں قنان اور اوس و خزرج کا بت تھا، فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید الاشہلی کو بھیجا کہ وہ اُسے منہدم کر دیں۔

سعد بن سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور وہاں ایسے وقت پہنچے کہ اُس پر ایک مجاور بھی تھا، مجاور نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا مناة کا انہدام، اُس نے کہا: تم اور یہ کام؟

سعد اُس بت کی طرف بڑھے، اتنے میں اُن کی جانب ایک عورت آیاہ اور برہنہ، رانگندہ بال والی نکل آئی جو کوس رہی تھی اور اپنے سینے پر بارہی تھی، مجاور نے کہا: اے مناة! اپنا غضب ظاہر کر، سعد بن زید الاشہلی اُس سے مارنے لگے یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئی، انھوں نے اپنے ساتھیوں کو بت کی طرف

متوجہ کر دیا، لوگوں نے بت کو توڑ ڈالا، مگر خزانے میں کچھ نپایا، سعد اور ان کے
ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے،
یہ واقعہ ۲۴/رمضان ۸ھ کو ہوا۔

سریہ خالد بن الولید

شوال ۸ھ میں بنی جذیمہ کی طرف جو بنی کنانہ میں سے تھے اور مکے سے
نیچے یلملم کے نواح میں ایک شب کے راستے پر تھے خالد بن الولید کا سریہ ہوا
یہی (سریہ) یوم الغمیصہ تھا (یعنی جنگ مقام الغمیصہ)
جب خالد بن الولید غزنی کے توڑنے سے لوٹے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مکہ ہی میں مقیم تھے، تو آپ نے انہیں بنی جذیمہ کی جانب دعوت اسلام
کے لئے بھیجا، لیکن انہیں مقاتل و جنگجو بنائے نہیں بھیجا تھا۔ وہ ہاجرین و
انصار بنی مسلم کے تین سو چاس آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے،
خالد ان کے پاس پہنچے، تو پوچھا تم کون لوگ ہو؟ ان لوگوں نے کہا
وہ مسلمان، ہم نے نماز پڑھی ہے محمد کی تصدیق کی ہے، اپنے میدانوں میں
مسجدیں بنائی ہیں اور ان میں اذان کہی ہے۔ انہوں نے کہا تمہارے پاس
ہتھیار رکھنا کیا حال ہے، جو اب دیا کہ ہمارے اور عرب کی ایک قوم کے درمیان
عداوت ہے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ ہوں گے، تو ہم نے ہتھیار لے لئے
خالد نے حکم دیا کہ ہتھیار رکھو، انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ خالد نے سب کو
گرفتار کر لیا اور بعض کی شلکیں بھی گس دیں اور سب کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔
جب صبح ہوئی تو خالد نے مذاوی کہ جس کے ہمراہ قیدی ہو وہ تلوار سے
اس کا کام تمام کر دے، بنو سلیم نے توجہ ان کے ہاتھ میں تھے انہیں قتل کر دیا، لیکن
مہاجرین و انصار نے اپنے قیدیوں کو رہا کر دیا۔
خالد نے جو کچھ کیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ میں
خالد کے فعل کی تجھے برأت چاہتا ہوں آپ نے علی بن ابی طالب کو روانہ کیا، انہوں نے

مقتولین کا خون بہا دیکھا اور نقصان کی تلانی کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
واپس آکر آپ کو اس کی خبر دی۔

ابو حدردہ سے مروی ہے کہ میں اس لشکر میں خالد بن الولید کے ہمراہ
تھا جس نے یوم الغمیصہ میں نبی جدیمہ پر حملہ کیا ہم اُن کے ایک ایسے شخص سے
ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں، وہ اُن عورتوں کو بچانے کے لئے لڑنے لگا اور
یہ رجز پڑھنے لگا۔

دخین اذیال الحفاء ولابن ۶ مشی حیيات کان لہیضہ ملین
ڈاے عورت) ازار کے دامن چھوڑ دے اور توقف کر، سیولیوں کی چال کر گیا
خوف کرتے ہی نہیں،

ان يمنع القوم ثلاث تمنعن

اگر قوم کو تین آدمی بھی روکیں تو ضرور بچ جائے
اُن عورتوں کی جانب سے اُس نے تین اشخاص سے جنگ کی یہاں تک کہ انہیں
بہاڑ پر چڑھانے گیا۔

راوی نے کہا کہ) اتفاقاً ہم ایک اور شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں
تھیں، وہ بھی اُن کی جانب سے لڑنے لگا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

قد علمت بیضاء تلحی العوسا ۶ لا تملا اللجین منہا نہسا
گوری سُرّ کو لے والی عورت نے جان لیا کہ، بکری والا اور اونٹ والا اُس کی حفاظت کر لگا
لاضر بن الیوم ضرب باوعسا ۶ ضرب المذیدین الخاضر القسا

آج میں ضرور بے نیا ذکر دنگا، جس طرح کوئی مرد بے نیا ذکر ہے
اُس نے اُن کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ انہیں بہاڑ پر چڑھانے گیا
(راوی نے کہا کہ) ایک اور شخص سے ہم ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ
ان کی طرف سے لڑنے لگا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

قد علمت بیضاء تلحی العوسا ۶ لا تملا اللجین منہا نہسا
ایسی گوری عورت نے جو ظن کو بھلا دیتی ہے جان لیا کہ اس کے گم گشت کو پتہ نہیں ہو گا
لاضر بن الیوم ضرب باوعسا ۶ ضرب المذیدین الخاضر القسا

آج میں ضرور تیز سفر کروں گا ان لوگوں کا سا سفر جو پھری چوٹی پشت اور گردن والے اذنوں کو

ہنکاتے ہیں۔

اُس نے ان کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ انھیں بہاڑ پر چڑھانے لیا، خالد نے کہا کہ ان لوگوں کا تعاقب نہ کرو۔

عصام المزنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن نخلہ کے روز (بطن نخلہ سے غزنی کے منہدم ہونے کا دن مراد ہے) ہمیں بھیجا اور فرمایا کہ جس آبادی میں اذان نہ سنو یا مسجد نہ دیکھو وہاں لوگوں کو قتل کرو و اتفاقاً ہم ایک شخص سے ملے اُس سے پوچھا کہ تو کافر ہے یا مسلم اُس نے کہا کہ اگر میں کافر ہوں تو ٹھہر جاؤ، ہم نے اُس سے کہا کہ اگر تو کافر ہوگا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے، اس نے کہا مجھے اتنی مہلت وہ کہ میں عورتوں کی حاجت پوری کر دوں وہ ان میں سے ایک عورت کے قریب گیا اور کہا اے حبیب عیش کے خاتے پر اسلام لے آؤ۔

أَرَيْتَكَ إِذْ ظَلَمْتُمْ فُوجِدْ تَكْمُ بِرَجُلِيَّةٍ أَوْ أَدْرَسَ كَتْمُ بِالْحَوَائِنِ

کیا تو نے دیکھا کہ جب میں نے تمہاری تلاش کی تھی اور پھر تمہیں پایا تھا یا تو مقام ظن میں پایا تھا یا غرائف میں

اماكان اهل الان ينول عاشق، تكلف ادلاج السنوي والودان

کیا عاشق اس کا اہل تھا کہ اس کے ساتھ فیاضی کیا جس نے راتوں میں اونٹ گریوں میں چلنے کی تکلیف برداشت کی

فلاذنب لي قد قلت اذ نفي جيرة اشبي بود قبل احدى البوائن

پھر میری کوئی گناہ نہیں میں نے اسی وقت کہا یا تھا جب کہ ہم پڑوسی تھے، اس عورت محبت کی جزا دے کسی ایک

نازل ہونے والی مصیبت کے قبل۔

اشبي بود قبل ان تشخط السنوي، وينائي اميري بالحبيب المفارق

محبت کی جزا دے قبل اس کے کہ گھر دور ہو، اور میرا جلائی کرنے والا میرا محبوب کو دور کرے

اُس عورت نے کہا ہاں، تو ص اور سات سال پے در پے اور آٹھ سال

جن میں مہلت ہو زندہ رہے،

پھر ہم لوگ اُس کے قریب گئے اور اس کی گردن مار دی، وہ عورت آئی اور اس پر

تیر اندازی کرنے لگی یہاں تک کہ مر گئی۔

سفیان نے کہا کہ وہ عورت غیب پر گوشت تھی۔

غزوہ حنین

شوال ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ حنین ہوا کسی کو غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں حنین ایک وادی ہے اس کے اور کے کے درمیان تین رات کا راستہ ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ہوازن اور تقیف کے اتراف ایک دوسرے کے پاس گئے، انھوں نے اتفاق کر لیا اور بغاوت کر دی، ان سب کو مالک بن عوف النصری نے جمع کیا جو اُس زمانے میں تیس سال کا تھا، اُس کے حکم پر وہ لوگ اپنے ہمراہ مال، عورتوں اور بچوں کو لے آئے، وہ اوطاس میں اترے اور ان کے پاس امداد بھی آنے لگی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (بغرض مقابلہ) جانے کا ارادہ کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ۶/ شوال یوم شنبہ کو بارہ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ حنین میں دس ہزار اہل مدینہ تھے اور دوسرا ہزار اہل مکہ روایت ہوئے ایوب کثر نے کہا کہ آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہت سے مشرکین بھی روانہ ہوئے، جن میں صفوان بن امیہ بھی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے سوز نہیں مع سامان کے عاریتہ لی تھیں، شب سہ شنبہ ۱۰/ شوال کو شام کے وقت آپ حنین پہنچے۔

مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو روانہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی خیر لائیں، وہ لوگ اس طرح اُس کے پاس واپس گئے کہ رعب کی وجہ سے اُن کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی جحد و الاسلمی کو روانہ کیا، وہ اُن کے لشکر میں داخل ہوئے، اُس میں گھوڑے اور اُن کی خیر لائے، جب رات ہوئی تو مالک بن عوف نے اپنے ساتھیوں کی طرف قصد کیا، اُس نے انھیں وادی حنین میں طیار کیا اور مشورہ دیا کہ وہ سب محمد اور اُن کے اصحاب پر ایک دم سے

حکمہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صبح بڑے لیا رکھا اور ان کی چند صفیں بنا دیں، الویہ (چھوٹے جھنڈے) اور ریات (بڑے جھنڈے) ان کے مستحقین کو دیے۔ ہاجرین کے ہمراہ ایک لواء (چھوٹا جھنڈا) تھا جسے علی بن ابی طالب اٹھائے تھے اور ایک ریات (بڑا جھنڈا) تھا جسے سعد بن ابی وقاص اٹھائے تھے، ایک ریات (بڑا جھنڈا) عمر بن الخطاب اٹھائے تھے۔

خزرج کا لواء (چھوٹا جھنڈا) جناب بن المذرا اٹھائے تھے اور کہا جاتا ہے کہ خزرج کا ایک دوسرا لواء (چھوٹا جھنڈا) سعد بن عبادہ کے ہمراہ تھا، اولیٰ کا لواء (چھوٹا جھنڈا) اُمید بن حنفیہ کے ہمراہ تھا اوس و خزرج کے ہر بطن (شاخ قبیلہ) میں لواء یا ریات تھا جسے انھیں کا ایک نام زد شخص اٹھائے تھا۔ قبائل عرب میں سب کے پاس الویہ در ریات (چھوٹے بڑے جھنڈے) تھے جنہیں انھیں کی نام زد جماعت اٹھائے تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز کے سے روانہ ہوئے آپ نے سلیم کو مقدمہ بنایا اور ان پر خالد بن الولید کو عامل کیا، برابر وہی آپ کے مقدمے پر (عامل) رہے یہاں تک کہ وہ الجھڑائی میں اُترے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی الحنین میں تیاری کے ساتھ پہنچے، آپ سفید خیمہ ڈال کر سوار ہوئے، اوزر رہیں اور مغضوب و خود بینی پھر مجازن کے آگے کوئی شے نظر آئی جس کے مثل تاریکی و کثرت کبھی انھوں نے نہ دیکھی تھی اور وہ صبح کے وقت کی تاریکی میں تھی۔

وادی کے تنگ راستوں اور اس کی گھاٹیوں میں سے لشکر بھلے، انھوں نے ایک دم سے حملہ کر دیا، نبی سلیم اور ان کے ساتھ اہل کہ اور دوسرے لوگ پشت پھیر کر بھاگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے "اے اللہ اور اُس کے مددگارو" میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی طرف واپس آئے، آپ کے پاس وہ لوگ بھی لوٹے جو بھاگے تھے۔

1-9

اُس روز آپ کے ہمراہ عباس بن عبد المطلب، علی بن ابی طالب، فضل بن عباس، ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب، ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب، ابو بکر و عمرؓ اور اسامہ بن زید اپنے چند گھروالوں اور ساتھیوں کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

عباس سے آپ فرماتے لگے کہ تم یہ نداؤ اے گروہ انصار اے اصحاب المسلمہ، اے اصحاب سورۃ البقرہ انہوں نے ندا دی اور وہ تمہیں بھی بڑی آواز والے لوگ اس طرح متوجہ ہوئے گویا وہ اونٹ ہیں، جب وہ اپنے بچوں پر شفقت کرے، ان لوگوں نے کہا: یاللبیک یاللبیک پھر شکرین پر حملہ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور ان کا لڑنا دیکھا تو فرمایا: اب جنگ شروع ہو گئی، میں بنی ہوں، غلط نہیں ہے، میں عبد المطلب کا فرزند ہوں، پھر عباس بن عبد المطلب سے فرمایا کہ مجھے کنکریاں دو، انہوں نے آپ کو زمین سے کنکریاں دیں، آپ نے شاہت الوجہ کی چہرے برسے ہوں، ابو بکر وہ کنکریاں شکرین کے چہروں پر پھینکیں، اور فرمایا رب کعبہ کی قسم ہے مجھ کو اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، وہ اس طرح بھاگے کہ ان میں سے کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس پر بس چلے اُسے قتل کر دیا جائے، مسلمان غضبناک ہو کر انہیں قتل کر رہے تھے، حتیٰ کہ عورت اور بچے بھی ان سے نہ بچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا۔ جنین کے روز ملائکہ کی شناخت سرخ عمامے سے تھی، جنہیں وہ اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کو قتل کرے اور اُس کے پاس اس پر شہادت بھی ہو تو اس کا اسباب اس (قاتل) کے لئے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی تلاش کا حکم دیا، ان میں سے بعض طاؤف پہنچے، بعض نخلہ کی طرف، اور ان کی ایک جماعت اوٹاس روانہ ہوئی۔

ملائکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عامر الاشعری کے لئے نواہ (چھوٹا جھنڈا) باندھا، انھیں ان لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا پہلا سلمہ بن الاکوع بھی تھے۔ مسلمان جب مشرکین کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ لوگ رک رہے تھے۔
ابو عامر نے ان میں سے نو جنگجویوں کو قتل کر دیا، دسواں آدمی ظاہر ہو کر زرد عامر باندھے ہوئے تھا، اس نے ابو عامر کو تلوار ماری اور انھیں قتل کر دیا۔

ابو عامر نے ابو موسیٰ الاشعری کو اپنا قائم مقام بنایا، انھوں نے ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ نے فتح دی، انھوں نے ابو عامر کے قاتل کو بھی قتل کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ ابو عامر کی مغفرت فرما اور انھیں جنت میں میری امت کے اعلیٰ طبقے میں کر، آپ نے ابو موسیٰ کے لئے بھی دعا فرمائی۔

مسلمانوں میں سے امین بن عبد بن زید الخزرجی جو ام امین کے بیٹے اور اسامہ بن زید کے اخیالی بھائی تھے، سراقہ بن اسحاق، قیوم بن ثعلبہ بن زید بن لوزان بھی قتل ہوئے، بنی نصر بن معاویہ کے ساتھ جنگ بہت شدید ہوئی۔ پھر بنی رباب کے ساتھ عبد اللہ بن قیس نے جو مسلمان تھے کہا کہ بنی رباب تو ہلاک ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ ان (مسلمانوں) کی مصیبت (کی مکافات) پوری کر دے، مالک بن عوف گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی پر کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ اُس کے کمزور ساتھی چلے گئے اور اُن کا آخری آدمی تک آ گیا پھر وہ (مالک) بھاگا اور قصر بلیہ میں پناہ لی اور کہا جاتا ہے کہ تقیف کے قلعے میں داخل ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں اور اموال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا، وہ سب بچا کیا گیا۔ مسلمانوں نے اُس کو ابھرانہ میں منتقل کر دیا، وہاں رُکارا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے، مسلمان اپنے اپنے سابقوں میں تھے جہاں وہ دھوپ سے بچاؤ میں تھے، قیدی چھ ہزار تھے، اونٹ چوبیس ہزار، بکریاں چالیس ہزار سے زائد اور چار ہزار اوقیہ چاندی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں (کے فیصلے) میں اس لئے

دیہ قریائی کہ (شاید) ان کا وفد آپ کے پاس آئے، آپ نے مال سے اتنا کی
اُسے تقسیم کیا، سب سے پہلے ان لوگوں کو دیا جن کی تالیف تھلیب مقصود تھی،
آپ نے ابوسفیان بن حرب کو چالیس اوقیہ چاندی اور سوا اونٹ
دیے، انھوں نے کہا میرا بیٹا زید ہے، تو آپ نے فرمایا اسے بھی چالیس اوقیہ
اور سوا اونٹ دو، انھوں نے کہا میرا بیٹا معاویہ ہے، آپ نے فرمایا، اسے بھی
چالیس اوقیہ اور سوا اونٹ دو۔

حکیم بن حزام کو سوا اونٹ دیے، اس نے آپ سے اور سو کی
درخواست کی تو آپ نے وہ بھی اُسے دیے،

آپ نے نصر بن الحارث بن کلدہ کو سوا اونٹ دیے، اسید بن جاریہ الثقفی کو بھی
سوا اونٹ دیے، ملازمین حارثہ الثقفی کو پچاس اونٹ دیے، مخزوم بن نوفل کو بھی پچاس اونٹ دیے
حارث بن ہشام کو سوا اونٹ دیے، سعید بن ربیع کو پچاس اونٹ دیے،
صفوان بن امیہ کو سوا اونٹ دیے، قیس بن عدی کو سوا اونٹ دیے، عثمان
بن وہب کو پچاس اونٹ دیے، سہیل بن عمرو کو سوا اونٹ دیے، حویطب
بن عبد العزیٰ الثقفی کو سوا اونٹ دیے، ہشام بن عمرو العامری کو پچاس اونٹ دیے،
اقرع بن حابس البیتمی کو سوا اونٹ دیے، عبید بن حصین کو سوا اونٹ دیے،
مالک بن عوف کو سوا اونٹ دیے، عباس بن مرداس کو چالیس اونٹ دیے
تو اُس نے اس کے بارے میں ایک شعر کہا، آپ نے اُسے سوا اونٹ دیے،
اور کہا جا تا ہے کہ پچاس دیے۔

یہ سب آپ نے خمس میں سے دیا، اور یہی تمام اقوال میں ہمارے نزدیک
سب سے زیادہ ثابت ہے، آپ نے زید بن ثابت کو لوگوں کے اور
مال غنیمت کے شمار کرنے کا حکم دیا، پھر اُسے لوگوں پر تقسیم کر دیا، شخص
کے حصے میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں ہوں، اگر کوئی سوار تھا تو اُس نے
بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں لیں، اور اگر اُس کے ہمراہ ایک گھوڑے
سے زائد تھا تو اس کا حصہ نہیں لگایا گیا۔

۱۱۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوازن کا وفد یا جن کا رئیس

زبیر بن صرد تھا، اُن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی چچا ابو رقان بھی تھا، اُن لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ قیدیوں کے معاملے میں احسان کریں، فسرمایا کہ تمہیں اپنی عورتیں اور بچے زیادہ محبوب ہیں یا مال، اُنھوں نے کہا ہم شمار میں کوئی چیز برابر نہیں کر سکتے۔ فرمایا جو میرا اور عبد المطلب کی اولاد کا ہے وہ تو تمہارا ہے اور میں تمہارے لئے لوگوں سے درخواست کروں گا۔

ہاجرین و انصار نے کہا کہ جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، مگر اقرع بن حابس نے کہا کہ میں اور بنی تمیم تو نہ (دیں گے) عیینہ بن حصن نے کہا کہ میں اور بنی فزارہ نہ (دیں گے) عباس بن مرداس نے کہا کہ میں اور بنو سلیم واپس نہیں کریں گے بنو سلیم نے کہا کہ جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، تو عباس بن مرداس نے کہا کہ تم لوگوں نے میری توہین کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جماعت (دفعہ کی) مسلمان ہو کر آئی ہے، میں نے اُن کے قیدیوں (کے فیصلے) میں تاخیر کی تھی، میں نے انھیں اختیار دیا تھا مگر اُنھوں نے عورتوں اور بچوں کے مساوی کسی چیز کو نہیں کیا، جس کے پاس اُن میں سے کوئی ہو اور وہ دل سے واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ اچھا ہے جو نہ راضی ہو تو وہ بھی اُنھیں واپس کر دے، مگر یہ ہم پر قرض ہو گا اُن چھ حصوں میں جو اللہ ہمیں سب سے پہلی عنایت دے گا، اُنھوں نے کہا ہم راضی ہیں اور ہم نے مان لیا، اُنھوں نے ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دیئے، اُن میں سے سوائے عیینہ بن حصن کے کسی نے اختلاف نہیں کیا، اُس نے اُن کی اُس بڑھیا کے واپس کرنے سے انکار کیا جو اُس کے قبضے میں گئی تھی، آخر اُس کو بھی اُس نے واپس کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو ایک ایک قبطنیہ (قبط کا کپڑا) پہنایا تھا۔ -
جب انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عطا دیجی جو قریش

اور عرب میں تھی تو انھوں نے اس کے بارے میں گفتگو کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ انصار کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لیکے واپس جائیں اور تم رسول اللہ کو لیکے اپنے گجا و دوں کی طرف واپس جاؤ، انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم تقسیم اور حصے میں آپ پر راضی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ انصار پر رحم فرما، انصار کے بیٹوں پر رحم فرما، انصار کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور لوگ بھی متفرق ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب یثرب ۵ / ذی القعدہ کو الجعرانہ پہنچے وہاں تیسرے روز بقیع میں رہے۔

جب مدینہ کی واپسی کا ارادہ کیا تو آپ شب چار شنبہ ۱۸ / ذی القعدہ کو روانہ ہوئے، عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ میں داخل ہوئے، پھر طواف و سعی کی اور اپنا سرمہ ڈالیا، اسی رات آپ شب یثرب کی طرح الجعرانہ واپس آئے، یثرب پہنچنے کی صبح ہوئی تو آپ مدینہ واپس ہوئے، آپ وادی الجعرانہ میں چلے یہاں تک کہ سیرت پر نکلے اور مر الظهران کا راستہ اختیار کیا پھر مدینہ کا، صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن عباس نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار کے ہمراہ ہوازن میں آئے، آپ نے ان میں سے اتنے ہی قتل کئے جتنے بدر کے دن قریش میں سے قتل کئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریتیلی زمین سے مٹی لی پھر اسے چارے چھروں پر بھینکا جس سے ہم بھاگے۔

عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ یوم حنین میں مسلمانوں اور مشرکوں میں مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے پشت پھیر لی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے ماتھے سوائے ابوسقیان بن الحارث ابن عبد المطلب کے کوئی نہ تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف تیزی کرتے میں کو تازی نہیں کی۔ پھر آپ کے پاس میں آیا، خچر کی لگام پکڑ لی، آپ اپنے سفید خچر پر تھے، فرمایا: ”اے عباس پکارو اے اصحاب السمرہ میں بلند آواز والا

آدمی تھا، اپنی بلند آواز سے ندادی ”کہاں میں اصحاب السمرہؓ وہ اس اونٹ کی طرح جو اپنے بچوں پر شفقت کرے“ یا البیک، یا البیک، یا البیک“ کہتے ہوئے آئے۔

مشرکین بھی آئے ان کا اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا، دو مرتبہ انصار نے ندادی ”اے گروہ انصار اے گروہ انصار“ پھر ندادی (پکار) صرف بنی حارث ابن الخزرج ہی میں رہ گئی، انھوں نے ندادی ”اے بنی حارث بن الخزرج“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر پر سے اسیچے ہو کر ان کی لڑائی معایتہ فرمائی اور کہا: یہ وقت جنگ کے گرم ہونے کا ہے آپ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں، اور انھیں پھینک دیا، پھر فرمایا: رب کعبہ کی قسم بھاگو“ واللہ ان کی حالت بدلتی رہی ان کی تلوار کند ہوتی رہی، یہاں تک کہ اللہ نے انھیں شکست دیدی،

الزہری نے کہا کہ مجھے ابن السیب نے خبر دی کہ اُس روز مسلمانوں کو چھ مزار قیدی ملے، مشرکین مسلمان ہو کر آئے اور کہا کہ یا نبی اللہ آپ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں، آپ نے ہمارے مال، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا ہے، فرمایا: میرے پاس وہی قیدی ہیں جو تم دیکھ رہے ہو، سب سے بہتر بات وہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو، تمھیں اختیار ہے کہ یا تو تم مجھ سے اپنے بچوں اور عورتوں کو لیلو یا اپنا مال، انھوں نے کہا، ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ حساب میں کوئی چیز عورتوں اور بچوں کے مساوی کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے ہوئے اٹھے اور فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے ہیں، ہم نے عورتوں بچوں اور مال میں اختیار دیا تھا مگر انھوں نے حساب میں کسی چیز کو عورتوں بچوں کے مساوی نہیں کیا لہذا جس کے پاس ان میں سے کچھ ہو اور اس کا دل واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ بہتر ہے جو راضی نہ ہو تو وہ ہمیں دیدے، یہ ہم پر قرض ہو گا، جب ہم کچھ پائیں گے تو یہ قرض ادا کر دیں گے۔

انہوں نے کہا: یا نبی اللہ ہم راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں، آپ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم، شاید تم میں کوئی ایسا ہو جو راضی نہ ہو، لہذا تم لوگ اپنے نمائندے بھیجو، جو ہمارے پاس اسے پیش کریں، آپ کے پاس نمائندے پیش کئے گئے کہ وہ لوگ راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں،

ابو عبد الرحمن الفہری سے مروی ہے کہ غزوہ حنین میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدرد تھے سخت تیز اور شدید گرمی والے دن میں روانہ ہوئے، ایک درخت کے سایے کے نیچے اترے، جب آفتاب ٹھہرا گیا تو میں نے اپنی زرہ پہنی گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوا، آنحضرت اپنے خیمے میں تھے، میں نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ علیہ، چلنے کا وقت آگیا، آپ نے فرمایا: اچھا پھر فرمایا: اسے بلال، وہ بول کے نیچے سے اس طرح اُٹھے کہ گویا اُن کا سایہ طائر (چڑیا) کا سایہ ہے اور کہا: لیک و سعدیک میں آپ پر فدا ہوں، آپ نے فرمایا: میرے گھوڑے پر زین کس دو،

انہوں نے ایک زین نکالا جس کے دونوں دامن کھجور کی چھال کے تھے مگر کچھ نقص نہ تھا، زین کس دیا، آپ سوار ہوئے اور ہم سارا چھٹی سوار ہوئے، رات بھر ہم نے اُن کے مقابلے میں صف بندی کی، دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کی بوسو کھی، مسلمانوں نے پشت پھیر لی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں، پھر فرمایا اے گروہ مہاجرین! میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے کود پڑے، آپ نے ایک مٹھی مٹی لی، مجھے انہوں نے خبر دی جو مجھ سے زیادہ آپ کے نزدیک تھے کہ وہ مٹی آپ نے مشرکین کے منہ پر ماری اور فرمایا چہرے پر سے ہوں اللہ نے ان کو شکست دے دی،

یعنی بن عطاؤ نے بیان کیا کہ مجھ سے اُن (مشرکین) کے بیٹوں نے

اپنے اپنے والد سے بیان کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی دونوں آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ بھری ہو، پھر ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک آواز مثل اُس آواز کے سنی جو لوہے کے (صیقل کے لئے) نئے ٹشت پر گزارنے سے پیدا ہوتی ہے۔

تقریباً سے مروی ہے کہ یوم حنین بارش کا دن تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا تو اس نے منادی کہ نماز کجا ووں میں ہوگی۔ ابوالملیح کے والد سے مروی ہے کہ حنین میں ہم پر بارش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منادی نے منادی کہ نماز کجا ووں میں ہوگی۔ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ یوم حنین میں منادی کہے کہ اے اصحاب سورۃ البقرہ وہ اپنی تلواروں کو لے کے آئے جو مثل شہاب (ٹوٹتے تاروں) کے تھیں، پھر اللہ نے مشرکین کو شکست دی۔

سریہ طفیل بن عمر والدوسی

شوال ۸ھ میں ذی الکفین کی جانب جو عمر بن حمہ کا بت تھا طفیل بن عمر والدوسی کا سریہ ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف جانے کا ارادہ کیا تو طفیل بن عمر والدوسی کو ذی الکفین کی طرف بھیجا، جو عمر بن حمہ والدوسی کا بت تھا کہ وہ اُسے منہدم کر دیں، ان کو آپ نے حکم دیا کہ اپنی قوم سے امداد حاصل کریں اور آپ کے پاس طائف میں آجائیں، وہ تیزی کے ساتھ اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے، انھوں نے ذی الکفین کو منہدم کر دیا، اس کے چہرے میں آگ لگانے لگے اُسے جلانے لگے اور کہنے لگے۔

یا ذی الکفین لست من عبدک
میلادنا اقدم من میلادک

اسے ذوالکفین ہم تیرے بندوں میں نہیں ہیں؛ ہماری ولادت تیری ولادت سے پہلے ہے

انی خششت النار فی فوادکا

میں نے تیرے دل میں آگ لگا دی ہے

۱۱۴ ان کے ہمراہ قوم کے چار سو آدمی فوراً روانہ ہو گئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف آنے کے چار روز بعد آپ کے پاس پہنچے، آپ وہاں پہلے (قلعہ شکن آلہ) اور منجین (پتھر پھینکنے کا آلہ) بھی لائے، آپ نے فرمایا: اسے گروہ ازو، تمہارا جھنڈا کون اٹھاٹے گا، طفیل نے کہا کہ جو اسے جاہلیت (حالت کفر) میں اٹھاٹے تھے وہ نعمان بن بازہ ایسی ہی ہیں، فرمایا تم نے درست کہا۔

غزوة طائف

شوال ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوة طائف ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خنین سے بقصد طائف روانہ ہوئے، خالد بن الولید کو اپنے مقدمے پر آگے روانہ کیا، ثقیف نے اپنے قلعے کی مرمت کر لی تھی، اس کے اندر اتنا سامان رکھ لیا تھا کہ ایک سال کے لئے کافی ہو، جب وہ اوٹاس سے بھاگے تو اپنے قلعے میں داخل ہو گئے اور اندر سے بند کر کے مقابلے پر تیار ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ طائف کے قریب اترے اور اسی مقام پر آپ نے چھاؤنی بنائی، ان لوگوں نے مسلمانوں پر ایسی سخت تیر اندازی کی کہ گویا وہ تیر نہیں ٹڈیوں کے پاؤں ہیں، چند مسلمان زخمی اور بارہ شہید ہوئے جن میں عبد اللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ اور سعید بن العاص بھی تھے، اس روز عبد اللہ بن ابی بکر کے تیر لگا زخم مندل ہو گیا، لیکن پھر کھل گیا،

جس سے وہ انتقال کر گئے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں آج مسجد طائف ہے، آپ کی ازواج میں سے ہمراہ ام سلمہ اور زینب تھیں، ان دونوں کے لئے دو خیمے نصب کئے گئے، آپ پورے محاصرے کے زمانے میں دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے رہے۔

آپ نے اٹھارہ روز تک محاصرہ کیا، ان پر منہنق (آہ سنگیاری) نصب کیا، تلخے کے گرد اگر دو سقین نے لکڑیوں سے حنک (گیاہ خاردار یا گولہ) پھیلا دیا، ان پر ثقیف نے تیر اندازی کی، جس سے چند آدمی مارے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ر کے باغ کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا، مسلمانوں نے کثرت باغ کاٹ ڈالے، ان لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ان باغوں کو اللہ کے لئے رحم کر کے چھوڑیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے لئے رحم کر کے چھوڑتا ہوں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندادی کہ جو غلام ہمارے پاس قلعہ سے اتر آئے گا وہ آزاد ہوگا، ان میں سے دس سے زائد آدمی نکلے جس میں ابو بکر بھی تھے، چونکہ وہ ایک ایک جماعت (بکرہ) کے ساتھ اترے، اس لئے ابو بکر (جماعت کے باپ) کہا گیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر دیا، ان میں سے ہر شخص کو ایک ایک مسلمان کے سپرد کر دیا، اس کا خرچ برداشت کرتا تھا۔ اہل طائف پر یہ بہت ہی شاق گنوا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (سجانب اللہ) فتح طائف کی اجازت نہیں دی گئی تھی، آپ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ طلب فرمایا کہ تم کیا مناسب سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا، ایک لوٹری اپنے مورخ میں ہے، اگر آپ اس پر کھڑے رہیں گے تو اسے پکڑ لیں گے، اور اگر آپ اسے چھوڑ دینگے تو وہ آپ کا نقصان کرے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کو حکم دیا تو انھوں نے کویج کا اعلان کیا، لوگوں نے شور مچایا اور کہا ہم کیسے کوچ کریں وراں حالیکہ طائف ابھی فتح نہیں ہوا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کے وقت

گرائی پر جاؤ، لوگ گئے تو زخمی ہو کر واپس آئے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ ہم واپس ہوں گے،
 وہ اس سے خوش ہوئے، انھوں نے اقرار کیا، اور کوچ کرنے لگے، حالانکہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔
 ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو: سوائے اللہ کے
 کوئی معبود نہیں، جو یکتا و تنہا ہے، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی
 مدد کی۔ اور تنہا اسی نے گروہوں کو شکست دی
 جب وہ لوگ روانہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہو: (ہم) لوٹنے والے
 توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرتے والے، حمد کرنے والے ہیں،
 کہا گیا یا رسول اللہ، ثقیف کے لئے اللہ سے بددعا کیجئے آپ نے
 فرمایا کہ اے اللہ ثقیف کو ہدایت کر اور انھیں لے آ۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف
 کا محاصرہ کیا، اُس کی دیوار پر سے ایک شخص کو تیر مار کر قتل کر دیا گیا، غم کرنے آکر عرض
 کیا، یا نبی اللہ، ثقیف کے لئے بددعا کیجئے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے
 ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں دی، اُس قوم سے ہم کیونکر لڑیں جن کے
 بارے میں اللہ نے اجازت نہیں دی، فرمایا کوچ کرو، ارشاد نبوی کی تعمیل کی گئی،
 کھول سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف پر چالیس روز تک سختی نہ کی
 ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن فرمایا: غلاموں
 میں سے جو چارے پاس نکل آئے گا وہ آزاد ہوگا، ان کے غلاموں میں سے چند غلام نکل آئے
 جن میں ابو بکر بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو آزاد کر دیا۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب محرم ۹ھ کا چاند دیکھا تو
 محصلوں کو عریب سے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا، آپ نے عیینہ
 بن حصین کو نبی میم کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے صدقہ وصول کریں، بریدہ بن اشعب
 کو اسلم و غفار کی طرف اور کہا جاتا ہے کہ (جائے بریدہ کے) کعب بن مالک
 کو، عباد بن بشر الاشہلی کو سلیم و مزینہ کی طرف، ارفع بن مکیت کو حنینہ کی طرف،

عمر بن العاص کو بنی فزارہ کی طرف، ضحاک بن سفیان الکلابی کو بنی کلاب کی طرف، بسر بن سفیان الکعبی کو بنی کعب کی طرف بھیجا، ابن اللتبیہ الازدی کو بنی ذبیان کی طرف، اور سعد ہذیم کے ایک شخص کو آپ نے ان کے صدقات جمع کرنے پر روانہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مصدقین (صدقہ وصول کرنے والوں) کو حکم دیا کہ، جو زیادہ ہو، وہ ان سے لیں اور ان کے عمرہ مالوں سے بچیں۔

سیرت عیینہ بن حصن الفزاری

۱۱۶

محرم ۹ھ میں بنی تمیم کی جانب سیرت عیینہ بن حصن الفزاری ہوا جو السقیاء اور زمین بنی تمیم کے درمیان تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن الفزاری کو چاس عرب سواروں کے ہمراہ جن میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصار بنی تمیم کی جانب روانہ کیا، وہ رات بھر چلے اور دن بھر پوشیدہ رہے پھر ان پر ایک جنگل میں انھوں نے حملہ کر دیا۔

مشرکین اپنے مویشی چرا رہے تھے کہ مسلمانوں کو دیکھا اور بھاگنے ان میں سے گیارہ آدمی گرفتار کئے گئے انھوں نے حملے میں گیارہ عورتیں اور تیس بچے پائے تو انھیں بھی دینے گھسیٹ لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ رملہ بنت الحارث کے مکان میں قید کر دیے جائیں قبیلے کے متعدد رئیس جن میں عطار و بن حاجب الزہر قان بن بدیر قیس بن عاصم، الاقرع بن حابس قیس بن الحارث، نعیم بن سعد عمر بن الہثم اور یثرب بن الحارث بن مجاشع بھی تھے آئے۔

جب ان قیدیوں نے ان کو دیکھا تو عورتیں اور بچے ان کے آگے رونے لگے، یہ عجلت کر کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی طرف آئے

اور پکارا کہ یا محمد ہماری طرف نکلتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے
حالاتکہ بلال نے نماز کی اقامت کہدی تھی، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے لپٹکر گفتگو کرنے لگے اور آپ ان کے پاس پھر گئے پھر آپ
چلے گئے اور نماز پڑھ کر مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔

انھوں نے عطار دین حاجب کو آگے کیا، اس نے گفتگو کی اور تقریر
کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن شماس کو حکم دیا تو انھوں نے
جواب دیا، انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "ان الذین ینادونک
من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون" جو لوگ آپ کو حجروں کے
پچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کے امیر و قیدی واپس کر دیئے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو نبی المصطلق
کی جانب بھیجا جو خزاعہ میں سے تھے وہ لوگ اسلام لے آئے تھے اور مساجد
بنائی تھیں، جب انھوں نے ولید کے نزدیک آنے کی خبر سنی تو ان میں سے
بیس آدمی ولید کی خوشی میں اونٹ بکریاں ان کے پاس لیجانے کو نکلے،
جب انھوں نے ان کو دیکھا تو مدینے واپس آگئے، اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو خبر دی کہ انھوں نے ہتھیاروں سے مقابلہ کیا اور صدقہ جمع کرنے
میں مزاحم ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب ان لوگوں کے
بھیجنے کا ارادہ کیا جو ان سے جنگ کریں،

یہ خبر اس قوم کو پہنچی تو آپ کے پاس وہ سوار آئے جو ولید سے ملے تھے،
انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعے کی صورت سے آگاہ کیا، اس پر یہ آیت
نازل ہوئی "یا ایہذا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق ببناء فقتلوا ان تصیبوا
قومًا مجہالتہ" اے ایمان والو اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خیر لائے تو
اچھی طرح معلوم کر لو، تاکہ ناواقفی سے کسی قوم کو مصیبت نہ پہنچا دو،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قرآن پڑھ کر شایا ان کے
ہمراہ عباد بن بشر کو بھیجا کہ وہ ان کے اموال کے صدقات لے لیں، انھیں

شرائع اسلام سے آگاہ کریں اور قرآن پڑھائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا، عبادتہ تو اس سے بڑھے اور نہ انھوں نے کوئی حق ضائع کیا، ان کے پاس وہ دس روز رہے، پھر خوشی خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے۔

۱۱۶

سر یہ قطیبہ بن عامر بن حدیدہ

صفر ۹ھ میں قطیبہ بن عامر بن حدیدہ کا نوح ہمیشہ قریب تربہ میں خشم کی جانب سر یہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطیبہ بن عامر بن حدیدہ کو میں آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ خشم کی جانب جو نوح تبارہ میں تھا بھیجا، انھیں یہ حکم دیا کہ ایک دم سے ان پر حملہ کر دیں، وہ دس اونٹ پر روانہ ہوئے جنھیں باری باری استعمال کرتے تھے، انھوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس سے دریافت کیا تو وہ ان کے سامنے گونگانا بن گیا، پھر قبیلہ کو پکارنے لگا، اور انھیں ڈرانے لگا، ان لوگوں نے اس کی گردن مار دی، پھر اتنی ہمت دیدی کہ قبیلہ سو گیا تو انھوں نے ایک دم سے ان پر حملہ کر دیا، اتنی سخت جنگ ہوئی کہ دونوں فرقوں میں مجروحین کی کثرت ہو گئی، قطیبہ بن عامر نے جسے قتل کیا اسے قتل کیا،

یہ لوگ اونٹ، بکریاں اور عورتیں مدینے ہنکا لائے، ایک سیلاب آ گیا جو مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو گیا، وہ لوگ قطیبہ تک کوئی راستہ نہ پاتے تھے، خمس نکالتے کے بعد ان کے حصے میں چار چار اونٹ آئے، ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر کیا گیا۔

سر یہ ضحاک بن سفیان الکلابی

ربیع الاول ۹ھ میں بجانب بنی کلاب سر یہ ضحاک بن سفیان الکلابی ہوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے القیرطا، کی جانب ایک لشکر بھیجا جن پر
ضحاک بن سفیان بن عوف بن ابی بکر انکلابی امیر تھے، ان کے ہمراہ اصید بن سلمہ
ابن قرظ بھی تھے، الزرج زرج لاؤہ میں یہ ان لوگوں سے ملے اور انھیں اسلام کی
دعوت دی مگر انھوں نے انکار کیا تو ان لوگوں نے ان سے جنگ کی اور
شکست دی

اصید اپنے والد سلمہ سے ملے جو گھوڑے پر سوار الزرج کے
ایک تالاب میں تھا، انھوں نے اپنے والد کو اسلام کی دعوت دی اور اسے
امان دی مگر اس نے ان کو اور ان کے دین کو برا کہا، اصید نے اپنے والد
کے گھوڑے کے دونوں پیروں پر تلوار ماری، گھوڑا گر پڑا تو سلمہ اپنے نیزے
کے سہارے سے پانی میں کھڑا ہو گیا سلمہ کو وہ پکڑے رہے یہاں تک کہ اس کے
پاس کوئی اور آیا جس نے اسے قتل کیا، اسے اس کے فرزند نے قتل نہیں کیا۔

سریہ علقمہ بن مجزر المدبحی

ربیع الآخر ۹ھ میں الحبشہ کی جانب سریہ علقمہ بن مجزر المدبحی ہوا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ الحبشہ کے کچھ لوگ ہیں جنہیں
اہل جدہ نے دیکھا، آپ نے ان کی جانب علقمہ بن مجزر کو تین سو آدمیوں کے
ہمراہ روانہ کیا، وہ سمندر میں ایک جزیرے تک پہنچے، سمندر ان کی طرف چڑھ گیا تو
وہ لوگ اس سے بھاگے۔

سمندر اتر گیا، بعض جماعت والوں نے اپنے اہل و عیال کی طرف
جانے میں عجلت کی تو انھیں اجازت دیدی عبداللہ بن حذافۃ السہمی نے بھی
عجلت کی تو ان کو انھوں نے عجلت کرنے والوں پر امیر بنا دیا، عبداللہ بن مزاح
(مسنی) کی عادت تھی یہ لوگ راستے میں کہیں اترے آگ سلا کر تاپنے
اور کھانا پکانے لگے، عبداللہ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں پر یہ مقرر کیا ہے کہ

اس آگ میں کودو، بعض ان میں سے کھڑے ہو گئے اور جمع ہوئے،
 عبد اللہ نے خیال کیا کہ اب یہ لوگ اس میں کودیں گے تو کہا بیٹھو میں تو
 تمہارے ساتھ صرف ہنسی کرتا تھا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی کسی مصیبت کا حکم دے تو اس کی
 اطاعت کرو۔

سمریہ علی بن ابی طالب

ربیع الآخر ۹ھ میں قبیلہ طے کے بت الفلس کی جانب علی بن ابی طالب
 کا سفر ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو ڈیڑھ سو انصار کے
 ہمراہ سو اونٹوں اور پچاس گھوڑوں پر الفلس کی جانب روانہ کیا تاکہ وہ اُسے
 منہدم کر دیں، ان کے ہمراہ روایت (بڑا جھنڈا) سیاہ، اور لواء (چھوٹا جھنڈا) سفید تھا
 وہ فجر ہوتے ہی آل حاتم کے محلے پر ایک دم سے ٹوٹ پڑے، الفلس کو
 منہدم اور خراب کر دیا، انہوں نے اپنے ہاتھ قیدیوں، اونٹوں اور بکریوں
 سے بھر لے، قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی تھی، عدی شام کی طرف
 بھاگ گیا۔

الفلس کے خزانے میں تین تلواریں پائی گئیں جن میں سے ایک کا نام
 ”رسوب“ دوسری کا ”المنخدم“ اور تیسری کا ”ایمانی“ تھا اور تین زر میں بھی ملیں۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں پر ابو قتادہ کو عامل بنا دیا تھا
 اور مویشی اور اسباب پر عبد اللہ بن عتیک کو وہ لوگ جب رکب میں آئے
 تو مال غنیمت تقسیم کر لیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں رسوب اور المنخدم چھوڑ دی گئی بعد کو
 تیسری تلوار بھی آپ کے لئے آگئی، اور خمس بھی نکال دیا گیا، آل حاتم کو چھوڑ دیا گیا
 ان کو انہوں نے تقسیم نہیں کیا، اور مدینہ لے آئے۔

سریہ عکاشہ بن محسن الاسدی

ربیع الآخر ۹ھ میں بجانب الجناب علاقہ عذرہ دہلی عکاشہ بن محسن الاسدی

کا سریہ ہوا۔

غزوہ تبوک

۱۱۹

رجب ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ تبوک ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ شام میں رومیوں نے کثیر جمع کیا ہے، یہ نقل نے اپنے ساتھیوں کو ایک سال کی تحواہ دیدی ہے اس کے ہمراہ (قبلہ) لختم و جزام و عامہ و غسان کو بھی لایا گیا ہے، اور اپنے مقدمات الجیشوں کو البلقاء تک بھیجا دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روانگی کے لئے بلایا انھیں وہ مقام بتایا جس کا آپ قصد فرماتے تھے تاکہ وہ لوگ ہمار ہو جائیں آپ نے کے اور قبائل عرب میں قاصد بھیجا کہ ان سے بھی کمک طلب کی، یہ سخت گرمی کا زمانہ تھا، انھیں مدتے کا حکم دیا، لوگ بہت سے صدقات لائے انھوں نے اللہ کے راستے میں مضبوط کر دیا۔

کچھ رونے والے لوگ آئے جو بات تھے آپ سے سواری چاہتے تھے آپ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں جس پر میں تمھیں سوار کر دوں، وہ اس طرح واپس ہوئے کہ اس غم سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ انھیں وہ چیز نہیں ملتی جسے وہ خرچ کریں، یہ لوگ سالم بن عمیر، مہری بن عمرو، علی بن زید، ابولیلی المازنی، عمرو بن

عتمہ، سلمہ بن صحراور، عمر بن یاسر بن ساریہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ ان میں عبد اللہ بن المغفل اور مفضل بن یسار

بھی تھے، بعض راوی کہتے ہیں کہ رونے والے مقررین کے سات بیٹھے تھے جو مزینہ میں سے تھے،

کچھ منافق آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر کسی سبب کے پیچھے رہ جانے کی اجازت چاہتے تھے آپ نے انھیں اجازت دیدی وہ لوگ اتنی سے کچھ زائد تھے،

اعراب میں سے بیاسی آدمی جو جھوٹا عذر کرنے والے تھے آئے کہ انھیں بھی رہ جانے کی اجازت دی جائے، انھوں نے آپ سے عذر کیا، مگر آپ نے ان کا عذر قبول نہیں کیا، عبد اللہ بن ابی بن سلول نے اپنے یہو دو منافق طلقاء کے ہمراہ ثنیۃ الوداع میں لشکر قائم کیا تھا، کہا جاتا تھا کہ دونوں لشکروں میں اُس کا لشکر کم نہیں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر پر ابو بکر الصدیق کو خلیفہ بنایا جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے مدینہ پر محمد بن مسلمہ کو اپنا قائم مقام کیا یہی بہار سے نزدیک اُن لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جو کہتے ہیں آپ نے کسی اور کو خلیفہ بنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو عبد اللہ بن ابی اور جو اُس کے ہمراہ تھے پیچھے رہ گئے، چند مسلمان بھی بغیر کسی شک اور شبہ کے پیچھے رہ گئے، ان میں کعب بن مالک، ہلال بن ربیع، مرارہ بن الربیع ابو خثیمہ السالمی اور ابو ذر الغفاری تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور قبائل عرب کی ہر ہر شاخ کو یہ حکم دیا کہ وہ لوہا (چھوٹا جھنڈا) اور رایت (بڑا جھنڈا) بنالیں، آپ اپنی مرضی کے مطابق روانہ ہو کر اپنے اصحاب کو لے چلے، تیس ہزار آدمی اور دس ہزار گھوڑوں کے ہمراہ آپ جوک آئے وہاں بیس شب اس طرح قیام کیا کہ دو رکعت نماز (قصر) پڑھتے تھے، وہیں ابو خثیمہ السالمی اور ابو ذر الغفاری آپ سے ملے،

پہلے اُس زمانے میں محض میں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید کو چار سو بیس سواروں کے ہمراہ رجب ۹ھ میں بطور سربراہ اکیڈریں عبد الملک کی جانب روانہ الجندل بھیجا جو مدینہ منورہ سے پندرہ رات کے راستے پر تھا اکیڈری قبیلہ کندہ میں۔ یہ تھا ان کا بادشاہ جو گیا تھا اور نصرانی تھا خالد اُس کے پاس

۱۲۰ ایسے وقت پہنچے کہ چاندنی رات میں وہ قلعے سے نکل کر مع اپنے بھائی کے ایک میل گئے
کا شکار کھیل رہا تھا،

خالد بن الولید کے لشکر نے اس پر حملہ کر دیا، اکید را سیر ہو گیا، اُس کا بھائی
حان باز رہا، وہ لڑا یہاں تک کہ قتل ہو گیا جو لوگ اُن دونوں کے ہمراہ تھے
وہ بھاگ کر قلعے میں داخل ہو گئے۔

خالد نے اکید کو قتل سے پناہ دی اور اس شرط پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس لے آئے کہ وہ دو متہ الجندل آپ کو دیدے گا، اُس نے منظور
کیا اور خالد سے دو ہزار اونٹ، آٹھ سو (اُس) جانور، چار سو زورہ اور چار سو نیزے پر
صلح کی، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص حصہ نکالا اور بقیہ اپنے
ساتھیوں میں تقسیم کر دیا، ان میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ حصے ملے،

خالد بن الولید اکید اور اُس کے بھائی مصاؤ کو جو قلعے میں تھا اور وہ سب
سامان جس پر صلح کی تھی لیکے روانہ ہوئے، اکید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس لائے، اُس نے آپ کو ہدیہ دیا، آپ نے اُس سے جزیہ (ٹیکس) صلح کر لی
وہ اور اس کا بھائی دونوں محفوظ رہے دونوں کو آزاد کر دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسے ایک فرمان لکھ دیا جس میں اُن کے امان اور شرط صلح کا ذکر تھا،
اس روز آپ نے فرمان پڑھنے انگوٹھے کا نشان بنایا۔

تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حفاظت اور پہرے پر عباد
ابن بشر کو عامل کیا، وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ لشکر کا گشت کیا کرتے تھے، آپ
تبوک سے اس طرح واپس ہوئے کہ جنگ کی نوبت نہ آئی۔

رمضان ۹ھ میں آنحضرت مدینے آئے تو فرمایا: سب تعریفیں اللہ ہی
کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس سفر میں اجر و ثواب عطا فرمایا، آپ کے پاس وہ لوگ
آئے جو پیٹھے رہ گئے تھے، انھوں نے قسم کھائی تو آپ نے اُن کا عذر قبول کیا
اور اُن کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

آپ نے کعب بن مالک اور اُن کے دونوں ساتھیوں کے معاملے میں انتظار
فرمایا یہاں تک کہ قرآن میں اُن کی توبہ نازل ہوئی، مسلمان اپنے ہتھیار بیچنے لگے

اور کہنے لگے کہ جہاد ختم ہو گیا، یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے انھیں منع کیا اور فرمایا: بیکری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی تا آنکہ وہ جال ظاہر ہو۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوے کا ارادہ فرمایا اور اسے دوسرے نام سے نہ چھپایا جو بحیرہ غزوہ تبوک کے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی میں کیا، آپ نے سفر بعید اور کثیر دشمن کی جنگ کا مقابلہ کیا، مسلمانوں سے آپ نے ان کا نام صاف صاف بیان کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کی طرح طیار ہو جائیں اور انھیں آپ نے اپنے اس رخ سے آگاہ کر دیا جس کا آپ قصد فرماتے تھے۔

عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے اللہ کے اس قول میں کہ "الذین اتبعوا فی ساعۃ الحسنۃ" (جن لوگوں نے تنگی کے وقت آپ کی پیروی کی) مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں دو روز اور تین تین آدمی ایک اونٹ پر سٹھے، وہ سخت گرمی میں روانہ ہوئے ایک روز انھیں شدت کی پیاس لگی، وہ اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے لگے، ان کی اوجھڑیاں نچوڑتے تھے اور یہ پانی پی لیتے تھے یہ پانی کی تنگی تھی، یہ پانی کی تنگی تھی اور یہ خراج کی تنگی تھی،

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں پختہ گوروانہ ہوئے، یہ آپ کا آخری غزوہ تھا جسے آپ نے کیا، آپ پختہ گوروانہ کو پسند فرماتے تھے۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کیا، وہاں بیس رات مقیم رہے اور مسافر کی نماز پڑھتے تھے۔ اس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے جب مدینے کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینے میں ایسی جماعتیں ہیں کہ تم نے کوئی راستہ طے کیا ہو یا کوئی وادی قطع کی ہو مگر وہ تمھارے ہی ساتھ رہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ وہ مدینے ہی میں تھے آپ نے فرمایا، ہاں، انھیں عذر دے دو گ لیا تھا۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد اس کے کہ ہم لوگ مدینے واپس آگئے غزوہ تبوک کے بارے میں کہتے سنا کہ مدینے میں ایسی جانتیں ہیں کہ تم نے بغیر ان کے نہ کوئی راستہ طے کیا اور نہ کوئی وادی قطع کی مجال میں وہ تمہارے ہمراہ رہے، (یہ وہ لوگ ہیں) جنہیں بیماری نے درجہ دہشت جانے سے روک لیا تھا۔

www.KitaboSunnat.com

حج ابو بکر الصدیق

ذی الحجہ ۹ھ میں ابو بکر الصدیق نے لوگوں کو حج کرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو حج پر مامور فرمایا، وہ مدینے سے تین سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بیس بدنہ (قربانی کے اونٹ) بھیجے جنہیں آپ نے اپنے ہاتھ سے ہار پہنا دیا تھا اور اشعار کر دیا تھا (اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے گویان میں چھی مار کے خون نکال دیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ حرم کی قربانی کے لئے ہے) اپنے ان (بدنہ) پر تاجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر کیا اور ابو بکرؓ یا بیچ بدنہ لے گئے۔ جب وہ العرج میں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی القصواء پر سوار ہو کر علی بن ابی طالب ان سے ملے، ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حج پر مامور فرمایا ہے انہوں نے کہا نہیں، مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو سورۃ برآۃ پڑھ کر سناؤں اور ہر عہد والے کو اس کا عہد واپس کر دوں۔

ابو بکرؓ روانہ ہوئے انہوں نے لوگوں کو حج کرایا، علی بن ابی طالب نے یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کو جمرہ (عقیقہ) کے پاس لوگوں کو سورہ برآۃ سنائی اور ہر عہد والے کو اس کا عہد واپس کر دیا، اور کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ حج کر سکے گا اور نہ برہنہ ہو کر میت اللہ کا طواف کر سکے گا، پھر دونوں مدینے کے ارادہ سے واپس ہوئے،

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ مجھے ابو بکر الصدیق نے، اس حج میں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں امیر بنایا تھا، اور جو حجتہ الوداع سے پہلے ہوا تھا، ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا جو یوم النحر میں اعلان کر رہے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ میت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر کر سکے گا، ابو ہریرہ کی حدیث کی وجہ سے حمید کہا کرتے تھے کہ یو النحرہ (۱۰/۱۰۱) (یوم الحج اکبر) (حج اکبر کا دن) ہے۔

سریہ خالد بن الولید

شہر میں بمقام نجران عبدالمدان کی جانب سریہ خالد بن الولید ہوا،

سریہ علی بن ابی طالب اللہ

سریہ علی بن ابی طالب یمن کی جانب ہوا، کہا جاتا ہے یہ سریہ دو مرتبہ ہوا، ایک رمضان شہر میں ہوا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو یمن بھیجا، ان کے لئے جھنڈا (لواء) بنایا اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر غماہ باندھا اور فرمایا جاؤ اور کسی طرف پھر کر نہ دیکھو، جب ان کے میدان میں اترے تو ان سے جنگ نہ کرو تا وقتیکہ وہ تم سے نہ لڑیں،

علیؑ تین سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے، یہ سب سے پہلا لشکر تھا جو ان بستیوں میں داخل ہوا، اور وہ (بستی) بلاد نجد تھی، انھوں نے اپنے ساتھیوں کو پھیلا دیا، وہ لوٹ اور غنائم، بچے اور عورتیں، اونٹ اور بکریاں وغیرہ لائے، علیؑ نے غنائم پر بریدہ بن انحصیب الاسلمی کو مقرر کیا تھا لوگوں کو جو کچھ ملان کے پاس جمع کیا۔

علیؑ ایک جماعت سے لے اُنھیں اسلام کی دعوت دی تو اُنھوں نے انکار کیا اور تیرا اور پتھر مارے، آپ نے اپنے ساتھیوں کو صاف بستہ کر دیا اپنا جھنڈا مسعود بن نان السلی کو دیا، اور ان پر حملہ کر دیا مشرکین کے میں آدمی قتل ہوئے تو وہ لوگ بھاگے، علیؑ ان کی تلاش سے باز رہے، اُنھیں اسلام کی دعوت دی تو وہ دوڑے اور قبول کی، اُن کے رؤساء کی ایک جماعت نے اسلام پر بیعت کئی اور کہا کہ ہم لوگ اپنی قوم کے، جو ہمارے پیچھے ہے سردار ہیں یہ ہمارے صدقات ہیں لہذا ان میں سے اللہ کا حق لے لیجئے۔

علیؑ نے تمام غنائم کو جمع کیا، پھر اُنھیں پانچ حصوں پر تقسیم کیا، اور ان میں سے ایک حصے پر رکھ دیا یہ اللہ کے لئے ہے، قرعہ ڈالا تو سب سے پہلا حصہ مس کا نکلا، علیؑ نے یقیناً مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا، پھر واپس ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے میں آئے، آپ سنا کہ میں حج کے لئے وہاں تشریف لاتے تھے۔

۱۲۳

عمرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے
(۱) عمرہ حدیبیہ جو عمرہ حصر (روکدئے جانے کا عمرہ) تھا۔

(۲) دوسرے سال عمرہ قضاء۔

(۳) عمرہ البحرانہ (غزوہ حنین کے بعد)۔

(۴) وہ عمرہ جو اپنے حج کے ساتھ کیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ ذی القعدہ میں عام حدیبیہ میں کیا، پھر جس سال ذی القعدہ میں توشیح سے صلح کی ایک عمرہ کیا اور ایک عمرہ اپنی طائفہ و جہرانہ کی واپسی میں ذی القعدہ میں کیا۔
عمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے ذی القعدہ میں تین عمرے کئے۔

ابو ملیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے جو کل کے کل ذی القعدہ میں ہوئے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ سوائے ذی القعدہ کے نہیں کیا۔

عطاء سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عمرے ذالقعدہ میں ہوئے، قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے، انھوں نے کہا چار، ایک آپ کا وہ عمرہ جس میں مشرکین نے آپ کو ذی القعدہ میں حدیبیہ سے واپس کیا اور بیت اللہ جانے سے روکا، دوسرے وہ عمرہ کہ جس سال قریش نے آپ سے صلح کی، اُس کے دوسرے سال ذی القعدہ میں ہوا، تیسرے البجرانہ سے ذی القعدہ میں آپ کا وہ عمرہ جب آپ نے حنین کی غنیمت تقسیم کی، اور چوتھے وہ عمرہ جو آپ کے حج کے ساتھ ہوا۔

ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے آئے تو البجرانہ میں اترے، آپ نے وہاں مال غنیمت تقسیم کیا اور وہیں سے عمرہ کیا، یہ ۲۸ شوال کو ہوا۔

محرش الکعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت البجرانہ سے عمرہ کیا، پھر آپ شب بائش کی طرح لوٹے، اسی وجہ سے آپ کا عمرہ بہت سے لوگوں پر مفضی رہا۔ داؤد نے کہا کہ (یہ عمرہ) عام الشیع میں (ہوا) محمد بن جعفر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے البجرانہ سے عمرہ کیا اور وہاں سے تترنبیوں نے بھی عمرہ کیا۔

۱۲۴

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے شوال میں کئے اور دو عمرے ذی القعدہ میں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سے زائد عمرہ نہیں کیا۔

اشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمروں میں

تین مرتبہ (کے میں) قیام کیا۔
 اسمعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے
 پوچھا کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمروں میں بھی بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے
 تو انہوں نے کہا نہیں۔

حجۃ الوداع

شاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حج ہوا جس کو لوگ "حجۃ الوداع"
 کہتے ہیں اور مسلمان اُسے "حجۃ الاسلام" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں دس سال رہ کر پھر سال اس طرح
 قربانی کیا کرتے تھے کہ نہ سر ہنڈاتے تھے نہ بال ترشواتے تھے، اور جہاد کے
 موقع پر جہاد کرتے تھے حج نہیں کرتے تھے،

شاہمہ کا ذی القعدہ ہوا تو آپ نے حج کا ارادہ فرمایا اور لوگوں میں بھی
 اس کا اعلان کیا مدینے میں لوگ بہ تعداد کثیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حج کی پیروی کرنے کے لئے آگئے آپ نے اپنے زمانہ نبوت سے وفات تک
 سوائے اس حج کے اور کوئی حج نہیں کیا ابن عباس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے
 تھے اور وہ حجۃ الاسلام کہا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے غسل کر کے، تیل لگا کے کنگھا
 کر کے، مقام صُحار کے بنے ہوئے صرف دو کپڑوں، ایک تہ بند اور ایک چادر
 میں روانہ ہوئے، یہ ۲۵ ذی القعدہ شب نے کا دن تھا، آپ نے ذی الحلیفہ
 میں دو رکعت ظہر کی پڑھی، اپنے ہمراہ اپنی تمام ازواج کو بھی جو دجوں میں لے گئے
 آپ نے اپنی ہدی کا اشعار کیا (کوہان کے زخم سے علامت قربانی ظاہر کی)
 اور اس کے گلے میں ہار ڈالا پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔

جب آپ البیداء میں اس پر (اونٹنی پر) بیٹھے تو اسی روز احرام باندھا،

آپ کی ہدی (قربانی) پر ناجیسہ بن جندب الاسلمی مقرر تھے، اس بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ آپ نے کس چیز کی نیت کی، اہل مدینہ کہتے ہیں کہ آپ نے حج مفرد کی نیت کی، غیر مدنی لوگوں کی روایت ہے کہ آپ نے حج کے ساتھ عمرے کا بھی قرآن کیا، بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کے میں متمتع بجمہر ہو کر داخل ہوئے پھر اسی (عمرے) سے حج کو ملا دیا، ہر قول کے بارے میں روایت ہے، اللہ ہی کا علم سب سے زیادہ ہے۔

آپ منازل سے گزرتے ہوئے چلے، بوقت نماز ان مساجد میں اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تھے جو لوگوں نے بنا دی تھیں اور ان کے مقامات لوگوں کو معلوم تھے،

آنحضرتؐ دو شنبے کو مر الظهران پہنچے، سرف میں آفتاب غروب ہوا، صبح ہوئی تو غسل فرمایا اور دن کو اپنی اونٹنی قضا پر کے میں داخل ہوئے، آپ کداء سے جو کے کا بلند حصہ ہے داخل ہو کر یاب بنی شیبہ پہنچے۔ جب آپ نے بیت اللہ کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا کہ اے اللہ اس بیت کا شرف و عظمت و بزرگی و ہیبت زیادہ کر، اور حج و عمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی تعظیم کرے اس تک بھی نیکی و شرف و عظمت و ہیبت زیادہ کر۔

آنحضرتؐ نے مناسک کی ابتدا و فریضی طواف کیا، اور حجر اسود سے حجر اسود تک (طواف سے ابتدائی) تین پھیروں میں اس طرح رمل کیا (یعنی دونوں شانے اور ہاتھ ہلاتے ہوئے تیز رفتار سے چلے) کہ اپنی چادر کو اضطباع کئے ہوئے تھے (یعنی چادر داہنی بقل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے ہوئے تھے) پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد خوراجی اپنی سواری پر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی الا بطح میں متروہ ہے تو اپنی منزل کو واپس آگئے۔

یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ) سے ایک روز پہلے آنحضرتؐ نے نذر کے بعد کے میں خطبہ ارشاد فرمایا، یوم الترویہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے، رات کو وہاں رہے،

صبح کو عرفات کی طرف روانہ ہوئے، عرفات کے پہاڑ کی چوٹی پر آپ نے وقوف کیا اور فرمایا، سوائے بطنِ عزد کے پورا عرقہ وقوف کی جگہ ہے، آپ اپنی سواری ہی پر ٹھہر کر دعا کرتے رہے۔

آفتاب غروب ہو گیا تو آنحضرت نے کوئی کیا اور تیز چلنے لگے جب کوئی گڑھا دیکھتے تھے تو (اوٹنی کو) پھندا دیتے تھے، اس طرح مزدلفہ آگئے، وہاں آگ کے قریب اترے، ایک اذان اور دو اقامتوں سے مغرب و عشاء کی نماز پڑھی اور رات کو وہیں قیام فرمایا۔

جب پچھلی شب ہوئی تو آپ نے کمزور بچوں اور عورتوں کو اجازت دیدی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے منی میں آجائیں، ابن عباس نے کہا کہ آپ ہماری زانوں کو تھپکنے لگے اور فرمانے لگے کہ اے میرے بچو کیا تم سورج نکلنے تک جمرہ عقبہ کی رمی نہ کرو گے؟ فجر کے وقت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، اپنی اوٹنی پر سوار ہوئے، جہل فزح پر وقوف کیا، اور فرمایا کہ ”سوائے بطنِ محشر کے تمام مزدلفہ موقوف (مقام) وقوف ہے“

طلوع آفتاب سے پہلے کوچ فرمایا، جب محشر پہنچے تو اپنی اوٹنی کو تیز کر دیا اور جمرہ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے، آپ نے ہدی کی قربانی کی اور اپنا سر منڈایا، مچھوں اور دونوں رخساروں کے بال بھی ترشوائے، اپنے ناخن بھی ترشوائے، ناخن اور بالوں کے متعلق دفن کرنے کا حکم دیا، پھر خوشبو لگائی اور کرتہ پہنا،

منی میں آپ کے منادی نے یہ ندا دی کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں، بعض روایات میں (رہنے کے دن) بھی آیا ہے، آپ ہر روز زوال آفتاب کے وقت چھوٹی گنگریوں سے رمی جمار کرتے رہے، یومِ آخر (۱۰/ذی الحجہ) کے دوسرے روز بعد ظہر اپنی اوٹنی قصوا، پر خطبہ ارشاد فرمایا، یوم الصدرا الآخر (یعنی ۱۳/ذی الحجہ) کو واپس ہوئے اور فرمایا کہ تین ہیں (یعنی رمی جمار) جنہیں مہاجر کہ میں لوٹنے کے بعد قایم کرتا ہے، پھر بیت اللہ کو

(بذریعہ طواف) زحمت کیا اور مدینہ کی طرف واپس ہوئے، صلی اللہ علیہ وسلم، انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج و عمرہ دونوں کا تلبیہ کہتے سنا بن عمر سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے صرف حج کا تلبیہ کہا، پھر میں انس سے ملا اور ان سے ابن عمر کا قول بیان کیا تو انس نے کہا کہ ہمیں لوگ بچوں ہی میں شمار کرتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لَبِيكَ عَمْرَةَ وَحِجًّا سَاتِحًا سَاتِحًا کہتے سنا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین طور پر روانہ ہوئے، ہم میں بعض وہ تھے جنہوں نے حج و عمرہ میں قرآن کیا، وہ بھی تھے جنہوں نے حج کی نیت کی اور ایسے بھی تھے جنہوں نے عمرے کی نیت کی، لیکن جو شخص حج و عمرہ میں قرآن کرے وہ اس وقت تک حلال (احرام سے باہر) نہیں ہوتا جب تک کہ تمام مناسک (ارکان حج) ادا نہ کر لے۔

لیکن جس نے حج کی نیت کی اس پر بھی ان چیزوں میں سے کوئی چیز حلال نہیں جو اس پر حرام کی گئی تا وقتیکہ وہ مناسک ادا نہ کر لے۔ البتہ جس نے عمرے کی نیت کی، پھر اس نے طواف و سعی کر لی تو اس کے لئے حج کے آنے تک سب چیز حلال ہو گئی۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج و عمرہ) دونوں کی ساتھ ساتھ تصریح کی۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کا تلبیہ کہا۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت ظہر مدینہ میں پڑھی، دو رکعت عصر زوال تکلیفہ میں پڑھی اور وہیں رات کو رہے، یہاں تک کہ صبح ہوئی، جب آپ کی اونٹنی آپ کو تیزی سے لے چلی تو آپ نے تلبیہ و سعی پڑھی اور اس نے آپ کو البیداء پہنچا دیا۔

جب ہم کے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حلال (احرام سے باہر) ہو جانے کا حکم دیا۔

جب یوم الترویہ (۸/ذی الحجہ) ہوا تو لوگوں نے حج کا احرام باندھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اونٹ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے نحر کئے (اونٹ کی گردن میں خاص مقام پر برہمی مار کر خون بہانے کو نحر کہتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو چکبرے اور سینک والے تھے، ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (ذی الحجہ کی) چوتھی صبح کو حج کی نیت کر کے (گئے) آپ نے، انہیں (اصحاب کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ "وہ اس (حج) کو عمرہ کر دین، سوائے ان کے جن کے ہمراہ ہدی ہے" پھر کرتے پہننے گئے، خوشبو سونگھی گئی اور عورتوں سے صحبت کی گئی۔

جاہلین عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴/ذی الحجہ کو مکہ معظمہ آئے، جب ہم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (حج) کو عمرہ کر دو سوائے ان کے جن کے ہمراہ ہدی ہو، جب یوم الترویہ ہوا تو انہوں نے حج کا احرام باندھا، یوم النحر (قربانی کا دن) ہوا تو بیت اللہ کا طواف کیا صفا و مروہ کے درمیان طواف نہیں کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا، آپ ۴/ذی الحجہ کو آئے، ہمیں صبح کی نماز البطحا، میں پڑھائی اور فرمایا کہ جو شخص اسے عمرہ کرنا چاہے وہ کر دے۔

کھول سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے جو ہمراہ تھے کس طرح حج کیا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب جو ہمراہ تھے، عورتیں اور بچے سب نے حج کیا، انہوں نے عمرے سے حج کی طرف متوجہ کیا، پھر حلال ہو گئے، ان کے لئے عورتیں اور خوشبو جو حلال گئے، حلال ہیں حلال کر دی گئیں۔

نعمان نے کھول سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے ابو طلحہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کو جمع کیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا۔ جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کیا۔ ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا

”لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والتعظيم لك والملك لا شريك لك (میں حاضر ہوں) اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں حمد نعمت و ملک تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں اس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرانے کجاوے اور چادر پر حج کیا (و کعب نے کہا جو چادر درم کے مساوی ہو گا یا نہ مساوی ہو گا) ہاشم بن القاسم نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں قیمت چادر درم ہوگی (جب آپ روانہ ہوئے تو فرمایا: ”اے اللہ ایسا حج (عطا کر) کہ نہ اس میں ریامو نہ شمعہ“ (نہ وہ کسی کے دکھانے کو ہونہ نمانے کو)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحلیفہ سے ظہر کے وقت احرام باندھا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں قریانی کے سواونٹ لے گئے، آپ نے ہراونٹ میں سے ایک بوٹی گوشت کا حکم دیا، وہ ایک ہانڈی میں کر دیا گیا، دونوں نے اس کا گوشت کھایا اور دونوں نے اس کا شوربا پیا، میں نے کہا وہ کون تھا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھایا اور شوربا پیا تو کہا علیؑ، جعفر اس کو مجھے کہتے تھے یعنی علیؑ بن ابی طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا اور شوربا پیا اور جعفر اس کو ابن جریج سے کہتے تھے۔

ابی امامہ نے ان سے روایت کی جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا کہ بلالؓ کے ایک طرف تھے، ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، اس پر دو نعتیں کپڑے تھے جس سے وہ آفتاب سے سایہ کئے تھے،

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ جب ریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ وہ حج کا شعار ہے،

زید بن خالد الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جب ریل آئے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ یہ شعاع حج ہے (علامت و طریقہ حج ہے)۔

عبد اللہ بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (یہ دعا پڑھتے دیکھا) رَبَّنَا اتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا) اُسامہ بن زید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی۔

اُسامہ بن زید اور عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔

عبدالرحمن بن امیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر کیا کیا، تو انہوں نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے میں نے بلال سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی انہوں نے کہا ہاں بیت اللہ کے آگے کے حصے میں کہ آپ کے اور دیوار کے درمیان تین گز کا فاصلہ تھا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں آیا تو مجھے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے ہیں میں آگے بڑھا تو آپ کو دیکھا کہ باہر چلے ہیں

میں نے بلال کو دروازے کے پاس کھڑا ہوا پایا تو ان سے پوچھا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی،
عبداللہ بن ابی مغیث سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنے جوتے اتار دیے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ ایک روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو سنی، آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے آپ پر تھکان کا اثر تھا، میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو کیسا ہوا، فرمایا: آج میں نے وہ کام کیا کہ کاش اسے نہ کئے ہوتا، شاید میری امت کے لوگ اس کے اندر داخل ہونے پر قادر نہ ہوں گے تو وہ واپس ہوں گے اور ان کے دل میں رنج ہوگا، میں تو صرف اس کے طواف کا حکم دیا گیا ہے، اندر داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔
ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل (وقوف) عرفہ طواف کیا۔

۱۲۹

عبدالرحمن بن یعمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں کہتے سنا کہ: حج تو (وقوف) عرفات ہے یا (وقوف) عرفہ ہے جس شخص نے (نمازوں کے جمع کرنے کی رات) یعنی مقام مزدلفہ شب و ہم ذی الحجہ صبح سے پہلے پائی تو اس کا حج پورا ہو گیا اور فرمایا کہ ایام منی (دسویں ذی الحجہ کے علاوہ) میں ہیں، جو شخص وہی دن میں (یعنی گیارہویں اور بارہویں ہی کو) عجلت کر کے چلا جائے تو اسے بھی کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تاخیر کر کے (تیرہویں تک رہے) تو اسے بھی کوئی گناہ نہیں۔

ابن لأم سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ مزدلفہ میں تھے، میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میرا حج ہو گیا؟ آپ نے فرمایا جس نے ہمارے ساتھ یہاں (مزدلفہ میں) نماز پڑھی اور اس کے قبل رات یاد رکھی عرفات میں حاضر ہوا اور اسے اپنا میل پھیل دور کیا (یعنی سر منڈایا) اس کا حج پورا ہو گیا۔

عروہ سے مروی ہے کہ جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا تو اسامہ سے پوچھا گیا تیرا اہل بیت
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت واپس ہوئے تو کس طرح چلتے تھے،
انہوں نے کہا بہت تیز چلتے تھے جب کوئی گڑھا دیکھتے تھے تو اونٹنی کو
پھندا دیتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے
اس طرح واپس ہوئے کہ آپ نے ناقہ پر اسامہ کو شرف ہم نشینی بخشا، آپ جمع
(مزدلفہ) سے واپس ہوئے تو فضل بن عباس ہم نشین تھے، آپ
تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن
عباس کو اپنا رفیق (ہم نشین) بنایا اور فضل نے انھیں اطلاع دی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔

فضل بن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفے کی
شب اور جمع (مزدلفہ) کی صبح میں جب لوگ واپس ہوئے تو فرمایا کہ تمہیں
اطمینان (سے چلنا) ضروری ہے، آپ اپنی ناقہ کو روک رہے تھے، محسر سے
اُترے تو مہمی میں داخل ہوئے اور فرمایا تمہیں چھوٹی کنگریاں (لینا) ضروری
ہے جن سے تم جمرہ کی رمی کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس طرح) اشارہ
کیا جس طرح انسان کنگری مارتا ہے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (باطلاگی
پھلی کے دانوں کے برابر) چھوٹی کنگریوں سے رمی کرتے دیکھا۔

۱۳۰۔ عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عقبہ کی صبح (گیارہویں ذی الحجہ) کو فرمایا کہ میرے لئے (کنگریاں) چن لو میں نے
آپ کے لئے چھوٹی چھوٹی کنگریاں چنیں تو آپ نے انھیں ہاتھ میں رکھ کر فرمایا: ہاں
اسی طرح کی، تم لوگ غلو (زیادتی) کرنے سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ
دین میں غلو (زیادتی) کرنے سے ہلاک ہو گئے۔

ابو الزبیر نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ وسلم نے یوم النحر

(۱۰/زی الحج) کو چاشت کے وقت رمی کی تھی پھر زوال آفتاب کے بعد بھی، ابو الزبیر نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہ ایام النحر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر رمی کرتے دیکھا، آپ ہم لوگوں سے فرما رہے تھے کہ اپنے مناسک (احکام حج) سیکھ لو، کیونکہ مجھے یہیں معلوم شاید میں اس حج کے بعد حج مکروں گا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حمرن کی رمی پیادہ آتے جاتے کرتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی پھر سر منڈایا۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجة الوداع میں اپنا سر منڈایا، اس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا ہے کہ حجام آپ کا سر منڈ رہا تھا، اصحاب آپ کے گروا گروا گھوم رہے تھے، اور چاہتے تھے کہ آپ کا بال سواتے ان کے ہاتھ کے اور کہیں نہ گرے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر کو روانہ ہوئے زوال آفتاب سے پہلے ہی (بغرض طواف مکے) گئے پھر (منیٰ میں) لوہیں آئے، اور تمام نمازیں منیٰ ہی میں پڑھیں، عطار نے کہا کہ جو شخص (منیٰ سے مکے جائے) اُسے ظہر کی نماز منیٰ ہی میں پڑھنا چاہئے، میں تو ظہر کی نماز (مکے) جانے سے قبل منیٰ ہی میں پڑھتا ہوں اور عصر راستے میں، اور یہ سب درست ہے۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ (منیٰ سے مکے) دن کو روانہ ہوں، اپنی ازواج کو آپ کے رات کو روانہ کیا، تاکہ پر بیت اللہ کا طواف کیا پھر زمرم پر آئے اور فرمایا: مجھے دو آپ کو ایک ڈول بھر کر دیا گیا، آپ نے اُس میں سے پیا، غرارہ کیا، پھر اُس میں کلی کر دی، اور حکم دیا کہ چاہو زمرم میں اونڈیل دیا جائے۔

طاؤس نے لوگوں سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر

طواف کیا۔

شام بن جحیر نے طاؤس سے سنا جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زفرم پر آئے اور فرمایا مجھے دو، آپ کو ایک ڈول دیا گیا آنحضرت نے اس میں سے پیا پھر اس میں کلی کی، اور وہ پانی آپ کے حکم سے کنویں میں اوندیل دیا گیا۔

آنحضرت سقایہ (سبیل) کی طرف روانہ ہوئے جو سقایۃ النبیز (کہلاتا تھا) کہ اس کا پانی یمن، پھر ابن عباس نے عباس سے کہا کہ یہ تو ایسا ہے کہ آج ہی ہاتھوں لے اے گھنگول والا ہے، البتہ بیت اللہ میں پینے کا صاف پانی ہے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اس کے اور کوئی پانی پینے سے انکار کیا، اور اسی کو پیا، گلاؤں کہا کرتے تھے کہ سقایۃ النبیز سے پانی پینا حج پورا کرنے والی چیزوں میں سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سقایۃ) النبیز سے اور زفرم سے (پانی) پیا اور فرمایا کہ اگر سنت نہ ہو جاتی تو میں (پانی کا ڈول) کھینچتا حسین بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے جب کہ لوگ ان کے گرد جمع تھے پوچھا کہ کیا تم اس نیند کو بطور سنت استعمال کرتے ہو یا وہ تم پر دودھ اور شہد سے زیادہ سہل ہے؟ ابن عباس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبکہ ہمراہ اصحاب ہاجرین و انصار بھی تھے چند پیالے لائے تھے جن میں نیند تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا مگر سیر ہونے سے پہلے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا، تم نے اچھا کیا اسی طرح کئے جاؤ۔

ابن عباس نے کہا کہ مجھے اس معاملے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اس سے زیادہ محبوب ہے کہ ہم پر دودھ اور شہد کے سیلاب بہ جائیں۔

(تنبیہ - سقایۃ النبیز کے نام سے زفرم کی ایک سبیل تھی، راوی نے مجازاً اس کے پانی کو نیند کہا کیونکہ حقیقتہً نیند کے معنی شراب کے ہیں یہ حال ہے کہ آپ کے زمانے میں کے میں حقیقی نیند کا گذر ہوا ہے نیند توفیق کہ سے پہلے ہی ہلا ہو چکی تھی) عطاء سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب (میت) سے نکلے

واپس آئے تو آپ نے اپنے لئے تہا ایک ڈول کھینچا، پینے کے بعد بھول
 میں بیچ گیا اُسے گنوں میں اونڈیل دیا، اور فرمایا: ”ایسا نہ ہو کہ لوگ تمہاری
 سبیل (سقیہ) میں تم پر غالب آجائیں، اس لئے میرے سوا کوئی اور اُس سے
 نہ کھینچے“ خود آپ نے وہ ڈول کھینچا جس میں سے آپ نے پیا، کسی اور نے آپ کی حد نہیں کی
 حارث بن وہب اشجری نے جن کی ماں عمرہ کی زوجہ تھیں بیان
 کیا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پیچھے نماز پڑھی، لوگ بھی بیشتر حاضر تھے آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔
 عمر بن خارجہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا، میں آپ کی نائے کی گردن کے نیچے تھا
 جو جگالی کر رہی تھی، اس کا لعاب میرے دونوں شانوں کے درمیان بہ رہا تھا،
 آنحضرت نے فرمایا:

اللہ نے ہر انسان کے لئے میراث میں اُس کا حصہ مقرر کر دیا ہے
 اس لئے وارث کے لئے وصیت جائز نہیں، خبردار بچہ صاحب فراش کے لئے ہے
 (یعنی عورت جس کی منگوحہ ہے بچہ اُسی شخص کا ہے اگرچہ وہ مخفی طور پر زنا سے ہو)
 اور بدکار کے لئے پھر ہے، وہ شخص جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا
 ہونے کا دعویٰ کرے یا کوئی آزاد کردہ غلام اپنے آزاد کرنے والوں سے
 منہ پھیر کے دوسروں کا آزاد کردہ غلام ہونے کا دعویٰ کرے تو اس پر اللہ کی
 ملائکہ کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

۱۳۲

ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر میں حجرات کے
 درمیان کھڑے ہوئے، لوگوں سے فرمایا: یہ کون سا دن ہے عرس کی
 یوم النحر ہے، فرمایا یہ کون سا شہر ہے، لوگوں نے کہا: بلد حرام فرمایا
 یہ کونسا پہیہ ہے، لوگوں نے کہا: شہر حرام فرمایا:
 ”یہ حج اکبر کا دن ہے، تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبرو میں
 اس دن میں، اس پہیہ میں، اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر حرام ہیں“ پھر فرمایا
 ”کیا میں نے (پیام الہی کی) تبلیغ کر دی؟“ لوگوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمانے لگے "اے اللہ گواہ رہ" آپ نے لوگوں کو نصرت (وداع) کیا اس لئے انھوں نے (اس حج کو) "حجۃ الوداع" کہا۔

بیطان شریط الأشجعی سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع میں اپنے والد کا ردیف (اونٹ کی سواری میں ہم نشین) تھا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے لگے میں اونٹ کے ٹرین پر کھڑا ہو گیا اور اپنے دونوں پاؤں والد کے شانوں پر رکھنے میں نے آپ کو کہتے سنا کہ "کونسا دن سب سے زیادہ محترم ہے، لوگوں نے کہا یہی دن، فسر مایا وہ کونسا ہینہ سب سے زیادہ محترم ہے لوگوں نے کہا یہی ہینہ، فرمایا وہ کونسا شہر سب سے زیادہ محترم ہے لوگوں نے کہا یہی شہر، فرمایا تمہارے خون تمہارے مال، تم پر ایسے ہی حرام میں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس ہینے میں تمہارے اس شہر میں ہے، فرمایا کیا میں نے تبلیغ کر دی، لوگوں نے کہا ہاں فرمایا اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ۔"

ابو غاویہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم العقیبہ میں (یعنی حجرہ عقبہ کی رمی کے روز، ۱۰ ذی الحجہ کو) یہیں خطبہ سنایا فرمایا: اے لوگو! تمہارے خون تمہارے مال اپنے پروردگار سے لے کر تک تم پر ایسے ہی حرام ہیں، جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس ہینے اور اس شہر میں ہے، خبردار کیا میں نے تبلیغ کر دی، ہم لوگوں نے کہا ہاں، فسر مایا اے اللہ گواہ رہ، خبردار میرے بعد کفر کی طرف نہ پلٹ جاتا کہ تم میں سے کوئی کسی کی گردن مارے،

امم اھلبین سے مروی ہے کہ میں نے شب عرفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹ پر اس طرح اپنی چادر لٹکائے ہوئے دیکھا (ابو بکر درمیانی بڑی) نے اشارہ کیا کہ آپ نے اُسے اپنے بازو کے نیچے سے بائیں بازو پر ڈال لیا تھا اور اپنا دامن بازو کھول دیا تھا، پھر میں نے آپ کو کہتے سنا کہ "اے لوگو! سنو اور اطاعت کرو، اگرچہ تم پر کوئی عیب وار جلیشی فلام ہی امیر کیوں نہ پیدا جائے جو تم میں کتاب اللہ کو قادم کرے"

نبیؐ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم عرفہ میں
سُرخ اونٹ پر خطبہ فرماتے دیکھا۔

عبدالرحمن بن معاذ البتیمی سے مروی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب میں تھے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا، جبکہ ہم منیٰ میں تھے
(منجانب اللہ) ہمارے مکان کھول دیئے گئے تھے، جو کچھ آپ فرما رہے تھے ہم
لوگ اچھی طرح سن رہے تھے، حالانکہ ہم لوگ اپنی منزلوں میں تھے،

آپ لوگوں کو مناسک (مسائل حج) تعلیم کرنے لگے، جب (رحی) ہجار
(کے بیان) پر پہنچے تو فرمایا چھوٹی کنکریوں سے آپ نے اپنی دونوں شہادت
کی انگلی ایک دوسری پر رکھی، پھر ہاجرین کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے آگے کے
حصے میں اتریں اور انصار کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے پیچھے اتریں، پھر اور لوگ بعد کو اترے۔

زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع
میں فرمایا اپنے غلاموں کا (خیال رکھو) اپنے غلاموں کا (خیال رکھو) جو تم کھاؤ
اسی میں سے انھیں کھلاؤ جو تم پہنوا سہی میں سے انھیں پہناؤ، اگر وہ کوئی ایسا
گناہ کریں جسے تم معاف کرنا نہ چاہو تو اسے اللہ کے بند و انھیں بیچو الوداع اور
انھیں سزا نہ دو،

الہر ماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں قریانی کے روز (یوم الاضیاء
میں) اپنے والد کا ہم نشین تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ناقہ پر لوگوں کو خطبہ
سنا رہے تھے۔

الہر ماس بن زیاد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واپس ہوئے، میرے والد اپنے اونٹ پر مجھے پیچھے بیٹھائے ہوئے تھے، میں
چھوٹا بچہ تھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ یوم الاضیاء میں منیٰ میں اپنی
کان کنی اونٹنی پر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔

ابن بکرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں خطبہ
ارشاد فرمایا کہ، خبردار، زمانہ اپنی ہیئت پر اسی دن سے گردش کرتا ہے جس دن سے
اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، سال بارہ پہننے کا ہے ان میں سے چار پہننے

حرام (محترم) ہیں تین توپے درپے درپے ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم (اور ایک بعد کو) (قبیلہ) مضر کا وہ رجب جو جمادی (الآخرہ) و شعبان کے درمیان ہے۔ پھر فرمایا، یہ کونسا دن ہے، تو ہم نے کہا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی اور نام بتائیں گے، فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے کہا، بیشک ہے۔

فرمایا یہ کونسا ہینہ ہے؟ ہم نے کہا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپ نے سکوت کیا، یہاں تک کہ ہم لوگوں کا گمان ہوا کہ آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام بتائیں گے، تو فرمایا، کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا، بیشک ہے۔

فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپ نے سکوت کیا، یہاں تک کہ ہم لوگوں نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے سوا کوئی نام بتائیں گے، تو فرمایا کیا یہ بلدہ حرام نہیں ہے؟ ہم نے کہا، بیشک ہے، فرمایا، تمہارے خون، تمہارے مال (راوی نے کہا، میرا خیال ہے کہ آپ نے) اور تمہاری آبرو میں، بھی فرمایا، تم پر ایسے حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس جینے میں اور اس شہر میں ہے، تم اپنے پروردگار سے ملو گے تو وہ تم سے، تمہارے اعمال کی بازی میں کرے گا، خبردار میرے بعد گمراہ ہو کر (دین سے) نہ پھر جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، خبردار کیا میں نے (حق) پہنچا دیا؟ خبردار جو تم میں سے حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے، کیونکہ شاید بعض وہ لوگ جنہیں یہ پہنچے، اس کے زیادہ حافظ ہوں بہ نسبت ان کے جنہوں نے اسے سنا، خبردار کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ محمد نے کہا، یہی ہوا، بعض لوگ جن کو پہنچا وہ ان سے زیادہ حافظ ہوئے جن سے انہوں نے سنا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں ابوبکرؓ نے سفر حج کیا، اور علیؓ نے اذان دی اہل جاہلیت دو سال تک سال کے ہینوں میں سے ہر چھ مہینے میں حج کیا کرتے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج ذی الحجہ میں پڑا، آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا، زمانے نے اپنی ہیئت کے مطابق گردش کی، ابو بشر نے کہا کہ لوگوں نے جب حق کو ترک کر دیا تو جینے بھول گئے الزہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن حذافہ کو اپنی سواری پر بھیجا کہ وہ ایام تشریق (۱۰/۱۱/۱۲/۱۳ ذی الحجہ) کے روزوں سے منع کریں، اور فرمایا کہ یہ تو صرف کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں، معن (راوی) نے اپنی حدیث میں کہا، مسلمان ان ایام کے روزے سے باز رہے۔

یٰدیل بن ورقاء سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں یہ حکم دیا کہ میں نداؤں "یہ کھانے پینے کے دن ہیں لہذا ان میں کوئی روزہ نہ رکھے"۔

الحکم الزرقانی کی والدہ سے مروی ہے کہ گویا میں علیؑ کو دیکھ رہی ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید نچر پر سوار تھے۔ جس وقت وہ شعب الانصار پر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے کہ "اے لوگو یہ روزوں کے دن نہیں ہیں، یہ تو صرف کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں"۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خالص اور تنہا حج کا احرام باندھا تھا، اس کے ساتھ کوئی اور نیت نہ تھی، ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکہ آئے تو ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال ہو جانے (احرام کھول دینے) کا حکم دیا، اور فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اور اس (حج) کو عمرہ کوؤ، آپ کو نبیؐ بھی کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفے کے درمیان پانچ روز سے زائد نہ رہے تو آپ نے ہمیں حلال ہونے کا حکم دیا تاکہ ہم منیٰ اس حالت میں جائیں کہ ہماری شرمگاہوں سے منیٰ چلتی ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، ہمیں مخاطب فرمایا کہ مجھے وہ بات پہنچ گئی ہے جو تم نے کہی، میں تم لوگوں سے زیادہ نیکو کار اور زیادہ متقی ہوں، اگر (میرے ہمراہ مہینے سے) ہدی نہ ہوتی تو میں ضرور حلال ہو جاتا۔

اور اگر مجھے پہلے سے اپنا حال معلوم ہوتا جو بعد کو مجھے معلوم ہوا تو میں ہرگز نہ لانا
 علیؑ میں سے آئے تو آپ نے ان سے پوچھا تم نے کامیہ کا احرام باندھا
 انھوں نے کہا کہ جس کا نبی صلعم نے باندھا ہے، فرمایا ہدی لاؤ، اور احرام میں
 رجو، جیسا کہ تم ہو،

۱۳۵ آپ کے سراقہ نے کہا، یا رسول اللہ کیا آپ نے ہمارے اس عمرہ پر غور فرمایا
 کہ یہ اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے فرمایا، ہمیشہ کے لیے
 اسمعیل (راوی) نے کہا، یا اس کے مثل کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلبیک
 عمرہ و حجاً کہتے سنا،

انس بن مالک سے (دوسرے طریقے سے) مروی ہے کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو بلبیک بعمرہ و حج کہتے سنا،

الطنجبی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت "الیوم اکملت
 لکم دینکم" (آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا) نازل ہوئی، یہ آیت
 آپ کے وقوف عرفہ کی حالت میں نازل ہوئی، جس وقت آپ نے موقف ابراہیم
 میں وقوف کیا تھا، شرک مضمحل ہو گیا، جاہلیت کے روشنی کے مقامات نہدم
 کر دیے گئے، کسی برہنہ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا،
 ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر
 میں جمرہ کی رمی تک تلبیہ کہا۔

سعید بن العاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں یوم الصد رکو
 (حج سے واپسی کے دن) ابن عمر کے ساتھ واپس ہوا، چند بیٹی رفیق ہمارے پاس
 سے گزرے، جن کے کجاوے چمڑے کے تھے، ان کے اونٹ کی ٹکیلیں بھی
 کی تھیں، عبد اللہ (ابن عمر) نے کہا کہ جو شخص ان رفقا کو دیکھنا چاہے جو اس سال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ وارد ہوئے، جبکہ
 آپ لوگ حجۃ الوداع میں آئے تھے تو اسے ان رفقا کو دیکھنا چاہئے۔
 ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے حجۃ الوداع کہنا پسند تھا، طاؤس نے

کہا کہ میں نے حجۃ الاسلام کہا تو انھوں نے کہا ہاں حجۃ الاسلام۔
 ابراہیم بن ہبیرہ سے مروی ہے کہ طاؤس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے۔
 علاء بن الحضرمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہاجر اپنے مناسک ادا کرنے کے بعد تین دن بھیرے،
 قتادہ نے کہا میں نے اس سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج کیے
 انھوں نے کہا صرف ایک حج،
 مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے
 پہلے دو حج کئے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا،

۱۳۶

ام المؤمنین وقاسم سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ لوگ
 دو نسک (حج و عمرہ) کر کے لوٹ رہے ہیں اور میں ایک ہی نسک (حج) کے ساتھ
 لوٹ رہی ہوں، آپ نے فرمایا تم انتظار کرو، جب (حیض سے) پاک ہو جانا، تو
 تعیم تک جانا، وہاں سے (عمرہ کا) احرام باندھ لینا، ہم سے فلاں فلاں پہاڑ ملنا،
 (مجھے خیال ہے فلاں فرمایا تھا) لیکن وہ (عمرہ) بقدر تمھاری غایت کے ہو گا یا
 فرمایا بقدر تمھارے خرچ کے ہو گا، یا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو

سریہ اسامہ بن زید بن حارثہ

اسامہ بن زید بن حارثہ کا سریہ اہل اہلبی کی جانب جو البلقاء کے نواح میں
 السراة کی زمین ہے، پیش آیا۔
 چھبیسویں صفر ۱۱ھ یوم دو شنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 لوگوں کو چہاد و روم کی طیاری کا حکم دیا۔ دوسرے دن آپ نے اسامہ بن زید کو
 بلایا اور فرمایا:
 اپنے باپ کے مقتل پر جاؤ اور کفار کو کچل دو، میں نے
 اس لشکر پر تمھیں والی بنا دیا ہے، تم سویرے اہل اہلبی پر حملہ کرو ان میں گنگ لگا دو

اور آنا تیز چلو کہ خبروں کے آگے ہو جاؤ، اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کر دے تو تم ان لوگوں میں بہت کم ٹھیرو، اپنے ہمراہ رہبروں کو لیلو، مخبروں اور جاسوسوں کو اپنے آگے روانہ کر دو۔

چار شنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی بیماری) شروع ہو گئی، آپ کو بخار اور درد سر ہو گیا، پیچھنے کی صبح کو آپ نے اپنے ہاتھ سے اسامہ کے لئے جھنڈا باندھا، پھر فرمایا: اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اس سے جنگ کرو جو اللہ کے ساتھ کفر کرے۔“

وہ اپنے جھنڈے کو جو بندھا ہوا تھا لیکے بچکے جسے بريد بن ابي صبيح الاسلمی کو دیدیا، الحرف میں لشکر جمع کیا، مہاجرین اولین و انصار کے معرزمین میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس عروے میں بلا نہ لیا گیا ہو۔

ابوبکر الصديق، عمر بن الخطاب، ابو عبیدہ بن الجراح، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، قتادہ بن النعمان، سلمہ بن اسلم بن حریر جیسے اصحاب کبار تھے۔ قوم نے اعتراض کیا کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین پر عامل بنایا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غصہ ہوتے، آپ اس طرح باہر تشریف لائے کہ سر پر ایک پتی (بندھی) تھی، اور جسم پر ایک چادر تھی، آپ نہر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثنائیاں کی اور فرمایا:

اما بعد، اے لوگو، تم میں سے بعض کی گفتگو اسامہ کو لہر بنانے کے بارے میں مجھے پہنچی (تو تعجب نہیں) اگر تم نے اسامہ کے امیر بنانے پر اعتراض کیا، تم اس سے پہلے ان کے باپ کے امیر بنانے پر اعتراض کر چکے ہو، خدا کی قسم، وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے تھے اور ان کے بعد ان کا بیٹا بھی امارت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے، وہ میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں، ان دونوں سے ہر خیر کا گمان کیا گیا ہے، تم لوگ اسامہ کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو، کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔“

آپ (مبصر سے) اتر کر اپنے مکان میں داخل ہو گئے، یہ ۱۰ ربیع الاول یوم شنبہ کا واقعہ ہے، وہ مسلمان جو اسامہ کے ہمراہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

رضعت ہو کر لشکر کی طرف جو الجرف میں تھا جا رہے تھے۔

رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے مرض میں شدت ہو گئی تو آپ فرمانے لگے، اُسامہ کے لشکر کو روانہ کر وی بکھینے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درو بہت شدید ہو گیا، اُسامہ اپنے لشکر گاہ سے اُس وقت آئے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش تھے، اُس روز لوگوں نے آپ کو دو اپلائی تھی۔

اُسامہ نے سر جو کا کے آپ کو بوسہ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلام نہیں فرما سکتے تھے، آپ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور انھیں اُسامہ پر رکھتے تھے، اُسامہ نے کہا کہ میں یہ سمجھا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں۔ اُسامہ اپنے لشکر گاہ کو واپس گئے، دو شہنے کو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح افاتے کی حالت میں ہوئی تھی، (آپ پر اللہ کی بیشمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں) آپ نے اُن سے فرمایا کہ صبح کو اللہ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ۔

اُسامہ آخرت سے رخصت ہو کے اپنے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہو گئے، اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا، جس وقت وہ سوار ہونے کا ارادہ کر رہے تھے کہ اُن کی والدہ ام ایمن کا قاصدان کے پاس آ کر یہ کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرماتے ہیں،

وہ آئے اور اُن کے ہمراہ عمر و ابو عبیدہ بھی آئے، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس حالت میں پہنچے کہ آپ انتقال فرما رہے تھے، ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دو شنبہ کو جبکہ آفتاب نوحل چکا تھا آپ کی وفات ہو گئی، اللہ تعالیٰ آپ پر ایسی رحمت نازل کرے جس سے آپ خوش ہوں اور جسے آپ پسند کریں۔

لشکر سے وہ مسلمان بھی مدینہ آ گئے جو الجرف میں جمع تھے، بریدہ بن الحصیب بھی اُسامہ کا بندھا ہوا جھنڈا لیکے آ گئے، وہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر لے آئے، وہاں اُسے گاڑ دیا جب ابو بکرؓ سے بیعت کر لی گئی تو انھوں نے بریدہ بن الحصیب کو جھنڈا اُسامہ کے مکان لیجانے کا

حکم دیا تاکہ وہ آپ کی مرضی کے مطابق روانہ ہوں، بریدہ اُسے لوگوں سے پہلے لشکر گاہ کو لئے گئے۔

عرب مرتد ہو گئے تو ابو بکرؓ سے اسامہ کے روکنے کے بارے میں گفتگو کی گئی انھوں نے انکار کیا، ابو بکرؓ نے اسامہ سے عمر کے بارے میں گفتگو کی کہ وہ اُنھیں رہ جانے کی اجازت دیدیں، اسامہ نے اجازت دیدی۔

ربیع الآخر ۱۱ھ کا چاند ہوا تو اسامہ روانہ ہوئے، وہ بیس رات میں اہل اُبنی تک پہنچے، ان پر ایک دم سے حملہ کر دیا، اُن کا شعار (علامت و اصطلاح شناخت) ”یا مَنْصُورِ اِمْرِت“ تھا، جو اُن کے سامنے آیا اُسے قتل کیا اور جس پر قابو چلا اُسے قید کر لیا، اُن کی کشتیوں میں آگ لگا دی، مکانات اور کھیت اور باغ جلا دیئے جس سے وہ سب دھواں دھار ہو گئے،

اسامہ نے اُن لوگوں کے میدانوں میں اپنے لشکر کو گشت کرایا اُس روز جو کچھ اُنھیں مال غنیمت ملا اُس کی ظہیری میں بٹھیرے رہے، اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبچہ پر سوار تھے، انھوں نے اپنے والد کے قاتل کو بھی قتل کی حالت میں قتل کر دیا، اسامہ نے گھوڑے کے دو حصے لگائے اور گھوڑے کے مالک کا ایک، اپنے لئے اسی کے مثل حصہ لیا،

جب شام ہو گئی تو اسامہ نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا، اپنی رفتار تیز کر دی، نورات میں وادی القریٰ میں آ گئے، انھوں نے بشیر (شرہ رساں) کو مدینے بھیجا کہ وہ لوگوں کی سلامتی کی خبر دے،

اس کے بعد انھوں نے روانگی کا قصد کیا، چھ رات میں مدینے پہنچ گئے، مسلمانوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی، ابو بکرؓ ہاجرین و اہل مدینہ کے ہمراہ اُن لوگوں کو لینے کے لئے ان کی سلامتی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔

اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبچہ پر سوار (مدینے میں) اس طرح داخل ہوئے کہ جھنڈا ان کے آگے تھا، جسے بریدہ بن اخصیب اٹھائے ہوئے تھے، یہاں تک کہ وہ مسجد پہنچ گئے، اُس کے اندر گئے اور دو رکعت

تاز پر طھی پھرا پنے گھر واپس گئے۔
 اُسامہ نے جو کچھ کیا وہ ہر قتل کو معلوم ہوا جو حمص میں تھا تو اس نے
 البلقاء میں رہنے کے لئے ایک لشکر بھیجا، وہ برابر وہیں رہے یہاں تک کہ
 ابو بکر و عمرؓ کی خلافت میں لشکر شام کی طرف بھیجے گئے۔

www.KitaboSunnat.com

تصحیحات

طبقات ابن سعد جزو ثانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳	۱۲	رادز	روز	۶۰	۹	شمار	اشعار
۴	۲۰	بنی ضمیرہ	بنی ضمیرہ	۶۲	۱۵	یاس	پاس
۵	۱۰	کہ	کہ	۶۵	۱۸	فیول	قبول
۶	۱۵	سرمنڈایا	سرمنڈایا	۶۷	۲	اتیہ	امیہ
۲۲	۱۰	مو	ہو	۸۲	۵	زید بن ارقم	زید بن ارقم
۲۷	۲	غم	تم	۱۰۰	۱۵	چٹے	چلیے
۲۹	۱۹	ٹھہرا	بھیرا	۱۲۳	۳	یازاروں	بازاروں
۳۹	۱	ے	کے	۱۲۶	۱۹	ترکش	ترکش
۴۰	۱	بھڑک	بھڑک	۱۲۶	۲۲	کسی	کسی
۵۳	۲۳	ختیمہ	ختیمہ	۱۳۵	۱۲	لحدیبیہ	حدیبیہ
۵۷	۱۱	ہیں	نہیں	۱۳۸	۹	ہوا، حیر	ہوا، حیر
۵۷	۱۸	ھی	بھی	۱۳۸	۱۸	اب	آپ
۵۷	۱۹	اپے	اپنے	۱۴۹	۱۶	فتح جبرہ	فتح جبرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۲	۱	۱	۳	۲
۱۵۱	۱۶	حے	خیمے	۱۹۷	۳	رسول اللہ	رسول اللہ ﷺ
۱۵۷	پیشانی	ابن سعد	ابن سعد	۲۱۲	۱۵	پانی	پانی
۱۵۷	۲	اپ	آپ	۲۲۶	۹	حجۃ الوداع	حجۃ الوداع
۱۵۸	۲	آکے	آگے	۲۲۷	۱۲	نہید	نہید
۱۶۷	۱۲	فاطمہ	فاطمہ	۲۳۱	۲۵	ہینے	ہینے
۱۷۷	۲۵	دیا	دی				

